اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ (القرآن)

رضوی فضائل اعمال

المعروف بہ

فضائل اسلام

مؤلف

مفکر اسلام حضرت علامہ سید محمد احسن میاں صاحب قبلہ مدظلہ

ناشرہ

جماعت مصطفیٰ تبلیغی تعلیمی سوسائٹی جامعہ فاطمہ جلال نگر شاہ جہان پور یوپی

Mobile:-9307384503,9335292933

نام کتاب : رضوی فضائل اعمال (فضائل اسلام)

تالیف : مفکر اسلام حضرت علامہ سید محمد احسن میاں صاحب قبلہ

پروف ریڈنگ : سید محمد آلِ مصطفی ''احسنؔ''

بموقعہ : عرسِ رضوی

سن اشاعت : سنہ ۱۴۳ھ مطابق سنہ ۲۰۱۵ء

تعداد : پانچ ہزار (۵۰۰۰)

زیر اہتمام : جماعتِ مصطفی تبلیغی تعلیمی سوسائٹی

جامعہ فاطمہ جلال نگر شاہجہان پور (یوپی)

فہرس تعارف مصنف



فہرس الکتاب



ذلك فضلُ الله

تعارف مصنف

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سو بار جب عقیق گھسا تب نگیں ہوا

اللہ تبارک وتعالٰی نے انسان کو اس خاکدان گیتی پر اتارنے کے بعد اس کی ہدایت ورہنمائی کے لئے انبیاء ومرسلین علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ انبیاء کی بعثت کا مقصد ہی دعوت توحید وتبلیغ دین تھا۔ امم سابقہ میں دعوت وتبلیغ کا فریضہ اس امت کے نبی وپیغمبر علیہ السلام کے ذمہ ہوتا تھا۔ لیکن جب محبوب خدا خاتم الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت وجلوہ گری ہوئی، اور بزبان قرآن {وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ} اور بزبان صاحب قرآن {لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ} باب نبوت ورسالت پر مہر ختم ثبت ہوئی، تو مالک ومختار آقا دوجہاں کے داتا حبیب خدا ﷺ نے (اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ) کا خطاب نایاب ولاجواب عطا فرما کر اس امت کی رہنمائی اور انہیں دعوت تبلیغ کی ذمہ داری علماء کے حوالے کردی۔ اور علماء ربانیین ومخلصین نے بھی اس قدر جانفشانی اور لگن کے ساتھ اس امت کی رہنمائی کی، کہ اس خطاب کا حق ادا کردیا۔ اس کے لئے انہوں نے نہ جانے کتنی اذیتیں تکلیفیں، کیسی کیسی کلفتیں مشقتیں اور طرح طرح کی سزائیں بلائیں برداشت کیں۔ لیکن ان کے پائے ثبات میں ذرہ برابر لغزش نہ آئی۔ اسی طرح سے یہ علماء ۱۴۰۰ سال سے بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے ملنے والی ذمہ داری کو نبھا رہے ہیں۔

دعوت توحید وتبلیغِ دین کے طریقے بھی مختلف ہیں۔ کسی نے تصنیف وتألیف کے ذریعہ تبلیغ کی، کسی نے تقریر وخطاب کو اپنا طریق تبلیغ بنایا۔ تو کوئی مسند درس وتدریس سے تبلیغ کے فرائض کی انجام دہی کر رہا ہے، تو کوئی مسند رشد وہدایت سے دعوت توحید کی ذمہ داری نبھا رہا ہے۔ تو کوئی مدارس وجامعات قائم کر کے اس ذمہ داری کو ادا کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی طریقے ہیں۔ ہر زمانے میں علماء ربانیین نے ان طرق مختلفہ کو اپنا کر دعوت وتبلیغ کی، کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

انہیں علماء عظام میں سے ایک شخصیت کا نام ہے: **مفکر اسلام، حضرت علامہ سید محمد احسن میاں صاحب قبلہ**۔ آپ کی ۳۵ رسالہ شبانہ روز کی گئیں خدماتِ مذہب وملت کے آئینے میں مفکر اسلام آپ کو اوپر ذکر کردہ میری بات کا پیکر نظر آئیں گے۔ آپ بیک وقت مصنف بھی ہیں مقرر بھی ہیں، مدرس بھی ہیں مرشد برحق بھی ہیں۔ اور آپ کے زیر نگرانی نبوی ودینی تعلیم کے ۳؍ مدارس اسلامیہ اور ۳؍ عصری ودنیوی تعلیم کے اسکول وکالج کامیابی کے ساتھ ترقی کی جانب رواں ہیں۔

نام، پیدائش اور خاندان

آپ کا پیدائشی نام محمد اور عرفی نام سید محمد احسن، والد کا نام سید محمد ادریس اور دادا کا نام سید محمد رونق حسین ہے۔ آپ کی پیدائش ضلع قنوج (قدیم ضلع فرخ آباد) کی تحصیل چھبرامئو کی ایک بستی کبیر پور میں قدیم جاگیردار نقوی سادات کے اباً وجداً خالص وصحیح العقیدہ مسلکِ اعلیٰ حضرت پر قائم سنی گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے مورث اعلیٰ دعوت و تبلیغ کے لئے کسی زمانے میں خراسان سے آئے تھے۔ انہوں نے اس علاقے کو اپنا مرکز ومسکن بنایا تھا۔ سر پہ سایۂ پدری نہ ہونے کی بناء پر آپ کی تاریخ وسن پیدائش محفوظ نہ رہ سکی۔ اندازہ یہ کہ: آپ کی پیدائش ۱۹۶۰ء کے بعد ہوئی۔ پیدائش کے ایک

ڈیڑھ سال بعد ہی آپ کے والد محترم ایک حادثے میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔اس کے بعد مشفقہ ومہربان والدہ نے آپ کی پرورش کی۔

پیدائش سے پہلے بستی کے حالات

حضرت مفکر اسلام کی بستی کبیر پور میں سنیت کے ساتھ ساتھ شیعیت بھی پائی جاتی ہے۔آپ کی پیدائش سے پہلے بستی کے سنیوں اور شیعوں میں کوئی خط امتیاز نہ تھا۔ شادی بیاہ اور میلاد، نیاز و فاتحہ اور محرم الحرام کی مجالس میں ایک دوسرے کے یہاں آنا جانا اور شریک ہونا سب کچھ ہوتا تھا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ بستی میں کوئی دردمند اور مخلص عالم نہ تھا۔لیکن پھر بستی والوں پر اللہ عزوجل کا فضل وکرم ہوا اور حضرت مفسر قرآن کو پیدا فرمادیا۔کرم بالائے کرم یہ ہوا کہ حضرت مفکر اسلام اور بستی کے چند حضرات کو شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدنا مصطفی رضا خان مفتئ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے دامن اردات وعقیدت سے وابستہ کردیا۔اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ کی تعلیمات سے وابستہ ہونے کے بعد آپ کے خاندان کے اکثر لوگوں نے شیعوں سے مقاطعہ کرلیا۔یعنی ان میں شادی بیاہ اور مجالس میں آنا جانا سب ختم ہوگیا۔حالانکہ آج بھی شیعوں میں آپ کے قدیم رشتے پائے جاتے ہیں۔لیکن بفضلہٖ تعالیٰ حضرت مفکر اسلام اور آپ کے خاندان کا اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کی برکت سے ان سے کوئی ربط وضبط نہیں۔پہلے شیعہ سنی کی مساجد بھی ایک ہی تھیں،لیکن آج الحمدللہ شیعہ سنی مساجد علیحدہ علیحدہ ہیں۔اور کوئی شیعہ،سنی مسجد میں نہیں آسکتا۔

تحصیل علم

آپ کی تعلیم کا سلسلہ کافی بڑی عمر میں شروع ہوا۔ناظرۂ قرآن مجید گاؤں میں ہی

جناب سید ایوب صاحب غفراللہ لہ اور حضرت مولانا محمد مسلم صاحب کے پاس کیا۔ اور تقریباً سترہ سال کی عمر میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے آپ نے رخت سفر باندھا۔ اور مختلف ماہر فن، مخلص و مشفق اور مہربان و پیکر علم و فضل اساتذہ کی بارگاہوں میں زانوئے تلمذ تہ کیا۔ اور مشفق و مہربان اساتذہ کی عنایات و نوازشات اور اپنی خداداد صلاحیتوں اور لیاقتوں سے ۱۰ر سالہ درسِ نظامی کورس صرف ساڑھے چار سال کی قلیل مدت میں مکمل کر کے مروجہ علوم عقلیہ و نقلیہ کی منتہی کتب (منقولات میں بخاری و مسلم اور بیضاوی، معقولات میں حمداللہ، قاضی مبارک اور میر زاہد وغیرہ) پڑھ کر صرف ۲۱ر سال کی چھوٹی سی عمر میں یادگار رضا جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف سے ۱۷ر جمادی الاخریٰ ۱۴۰۴ھ مطابق ۲۰ر فروری ۱۹۸۴ء کو علماء و مشائخ کے ہاتھوں سند و دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

اساتذہ

آپ نے اپنے دورِ طالب علمی میں مختلف اساتذہ سے کسبِ فیض و اخذ علم کیا۔ سب کا احاطہ تو مشکل ہے، جن کے بارے میں علم ہے ان کے نام ذکر کئے جاتے ہیں۔ باقی حضرات سے طالب معذرت۔

(۱) رأس المناظرین، غیظ المنافقین حضرت علامہ و مولانا مفتی محمد حسین صاحب قبلہ سنبھلی رحمہ اللہ الجلیل القوی

(۲) اِبنُہٗ رأس المعقولیین، تاج المتکلمین، حضرت علامہ و مولانا محمد مناظر حسین صاحب قبلہ سنبھلی علیہ رحمۃ اللہ العلیم العلی

(۳) عالمِ ربانی، فاضل لاثانی حضرت علامہ محمد عبدالحفیظ صاحب قبلہ ابن حضرت علامہ عبد العزیز صاحب خلیفۂ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(۴) استاذ العلماء والفضلاء حضرت علامہ ومولانا محمد ابراہیم صاحب بدایونی

(۵) خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند وتلمیذ مفسر اعظم ہند علیہما الرحمۃ، ابوالمعارف محدث وقت حضرت علامہ سید محمد عارف صاحب سابق شیخ الحدیث منظر اسلام

(۶) یادگار اسلاف، فخر اخلاف، عمدۃ الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد صالح صاحب قبلہ شیخ الحدیث جامعۃ الرضا متھرہ پور بریلی شریف

(۷) شہزادۂ صدر الشریعۃ استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی بہاء المصطفیٰ صاحب قبلہ صدر المدرسین مرکز الدراسات الاسلامیۃ جامعۃ الرضا

(۸) فقیہ ملت، نازش اہل سنت حضرت علامہ مفتی رحمۃ اللہ صاحب قبلہ بلرامپوری خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند، وتلمیذ صدر العلماء میرٹھی علیہما الرحمۃ

(۹) عالم معقول ومنقول حاوی فروع واصول حضرت علامہ ومولانا محمد نعیم اللہ صاحب قبلہ سابق صدر المدرسین جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

(۱۰) شیخ العلمائ، عمدۃ الفضلاء حضرت علامہ مولانا عبدالخالق صاحب قبلہ

بیعت وارادت

آپ کو مجدد اسلام، قدوۃ الانام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قلبی عقیدت اور حقیقی لگاؤ تھا، آپ کی تعلیمات وارشادات، افکار ونظریات اور آپ کے عشق سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکرم التحیات سے بیحد متاثر تھے، اس لئے آپ دورِ طالب علمی ہی میں اپنے وقت کی عظیم ترین شخصیت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، امام الاتقیاء، تاج الاصفیاء، اتقی المتقین، مرشد المرشدین، امام ربانی، ہم شبیہ غوث اعظم جیلانی، سیدنا ابوالبرکات، محی الدین آل الرحمٰن محمد مصطفی رضا خان، مفتیٔ اعظم ہندوستان رضی عنہم اللہ الرحمٰن کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو گئے۔

خلافت و اجازت

آپ کو زمانۂ طالبِ علمی سے ہی علماء و مشائخ سے قلبی عقیدت و وارفتگی تھی، ان میں سرِ فہرست اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے۔ انہیں میں ایک جگمگاتا ہوا نام شیخ الاسلام، ولی کامل، عالمِ عامل، مرشدِ برحق حضرت علامہ ومولانا سید آلِ محمد عرف ستھرے میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ زمانۂ طالب علمی ہی سے آپ حضرت ستھرے میاں قبلہ کی بارگاہ کے حاضر باش تھے۔ اکثر و بیشتر تقریبا سولہ کلومیٹر پیدل چل کر بلگرام شریف میں حضرت کی خدمت میں حاضری دیتے۔ اور آپ سے ایک طویل مدت تک کسب فیض کیا۔ یہی وجہ تھی کہ قطب بلگرام آپ کو اپنا روحانی بیٹا کہتے۔ اور آپ پر بہت ہی زیادہ عنایات ونوازشات فرماتے۔ اور آپ کو چاروں سلاسل، سلسلۂ عالیہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ کی خلافت عطا فرمائی۔ اور بزبانِ فارسی اپنے دست مبارک سے لکھ کر خلافت نامہ بھی عطا فرمایا۔ تبرکا وتیمنا خلافت نامہ ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

خلافت نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، والعاقبۃ للمتقین

و الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ سیدنا محمد وآلہٖ اجمعین

مولوی سید محمد احسن صاحب را اجازت دام ومجاز کردم۔ باید کہ چوں طالبِ صادق آید آنرا مرید کنند و وظائف حقہ را تلقین کنند۔ مثل درود شریف وکلمہ واستغفار وحوقلۃ و استعاذہ، بخدا سپردم۔ باید کہ خود وظائف را مداومت کنند۔ فقط

فقیر سید آلِ محمد ستھرے میاں واسطی قادری

اعظم العلماء، افضل الفضلاء، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی جہانگیر صاحب قبلہ علیہ رحمۃ اللہ القدیر سے بھی اجازت وخلافت حاصل ہے۔ اور قاضیٔ ملت، فقیہ اہلِ سنت حضرت علامہ مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب قبلہ رحمہ اللہ الرحمن الرحیم نے بھی آپ کو اپنی مکتوبہ اجازت وخلافت سے نوازا۔

۱۹۸۶ء میں شہزادۂ صدرالشریعۃ حضرت علامہ مولانا مفتی بہاء المصطفیٰ صاحب قبلہ مدظلہ آپ کو تاج الشریعہ، سراج الطریقہ، نبیرۂ مجدد اعظم، جانشین مفتیٔ عالم حضرت علامہ مفتی محمد اسمٰعیل رضا المعروف بہ اختر رضا خان ازہری میاں صاحب قبلہ کی بارگاہ میں لے گ ءے، اور آپ کو پہلی خلافت واجازت عطا ہوءی۔

حج وزیارت

ہر عاشق رسول مقبول ﷺ کی طرح حضرت بھی زیارتِ روضۂ انور اور ادائے فریضۂ حج کے لئے بے چین وبیقرار رہتے، حاضری کی دعائیں مانگتے۔ حج وزیارت سے پہلے اکثر یہ شعر آپ کی زبان پہ جاری رہتا: ؎

دکھادے یا الٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پر رات دن مولیٰ تری رحمت برستی ہے

آخر عاشق صادق کی دعائیں رنگ لائیں، اور سرکار مدینہ ﷺ کا بلاوا آگیا۔ یعنی وہ مبارک ومسعود گھڑی آگئ، جب ایک عاشق صادق کے دل کا مدعا پورا ہوا اور ایک بیقرار دل کے لئے پروانہ قرار آگیا، اور بادصبا نے زبان حال سے یہ مژدۂ جانفزا سنایا:

چل تجھ کو بلاتے ہیں سرکار مدینے میں

پہلا سفرِ حج: ۱۹۹۸ء کو حضرت مفکر اسلام اپنے پہلے سفر حج پر روانہ ہوئے۔ اور حرمین طیبین کی پہلی حاضری کا شرف حاصل کیا۔ آپ کی روانگی کے وقت لگتا تھا کہ

پورانیوریا حسین پورامڈآیا ہو۔ وہ عظیم الشان جلوس کہ اس سے پہلے کبھی کسی کی روانگی کے موقع پر نہ ہوا ہوگا۔ اوراس طرح اہلِ نیوریا حسین پور نے اپنے قائدورہنما کے پہلے سفرِ حج کو تاریخی بنادیا۔

دوسرا سفر حج: ۲۰۰۴ء میں شاہجہان پور سے کیا۔ یہاں بھی اہلِ شاہجہان پور نے شایان شان پُرشکوہ جلوس کے ساتھ رخصت کیا۔

اس کے علاوہ آپ کو تین مرتبہ عمرہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ اور ہر حاضری میں سرکار ﷺ نے خوب خوب نوازا۔ ہر بار کرم خاص فرمایا۔

عقدنکاح

حضرت مفکراسلام کا عقدمسنون وطن مالوف کبیر پور ہی میں نقوی سادات گھرانے کی نہایت شریف، نیک، صالح اور عفیفہ خاتون سے ۱۹۸۸ء میں ہوا۔

آغاز درس وتدریس

آپ کے تدریسی سفر کا آغاز تو دوران طالب علمی (۱۹۸۲ء) میں ہی ہو چکا تھا۔ آپ کے مشفق وقدردان اساتذہ نے پڑھنے کے ساتھ ساتھ آپ کو پڑھانے کی ذمہ داری بھی سونپ رکھی تھی۔ لیکن با قاعدہ ومکمل تدریس کا آغاز فراغت کے بعد ہوا، جب آپ ۱۹۸۴ء میں نیوریا حسین پور ضلع پیلی بھیت کے (مدرسے) دارالعلوم غوثیہ میں آئے۔ اور آپ نے درسِ نظامی کی منتہی کتابوں کا درس دینا شروع کیا۔ آپ تفسیر، حدیث، فقہ، عقائدوکلام، معانی وبیان اور منطق وغیرہ کا درس دیتے۔ آپ کی آمد کے بعد چند ہی سال میں ادارہ کا تعلیمی معیار اتنا بلند اور اعلیٰ ہوگیا، کہ دیکھتے دیکھتے ملک کے طول وعرض میں اس کی شہرت پھیل گئی۔ اور دور دراز علاقوں سے طالبین علوم نبویہ شوق

حصول علم میں کھنچ کھنچ کرآنے لگے۔ صرف عوام ہی نہیں، بلکہ بڑے بڑے علماء ومشائخ حتیٰ کہ بعض بڑی خانقاہوں کے سجادگان نے بھی اپنے بچوں کوآپ کی بارگاہ میں بھیجا۔

غرض یہ کہ دیکھتے ہی دیکھتے آپ کی شبانہ روز کی گئی محنت وکاوش، آپ کے خلوص وللّٰہیت، طریقۂ درس وتدریس اور وقت کی پابندی کی بنیاد پر وہ چھوٹا سا مدرسہ ایک دارالعلوم کی شکل اختیار کرگیا۔ اور اس سے علماء فضلاء کی ایسی ایسی جماعتیں تیار ہوکر نکلیں، جن میں مفسر بھی ہیں محدث بھی، مفتی بھی ہیں متکلم بھی، منطقی بھی ہیں مناظر بھی، مصنف بھی ہیں محقق بھی۔ آپ کی درسگاہ کے فیض یافتگان آج بھی ملک وبیرون ملک خدمت دین وملت میں مصروف ہیں۔ درس وتدریس کا جوسلسلہ ۱۹۸۲ء میں شروع ہوا تھا، وہ آج (۳۴سال بعد) بھی...... کثیر مصروفیات، عظیم خدمات اور قلت اوقات کے باوجود...... قائم ہے۔ آپ نے ۱۹۸۴ء سے ۱۹۹۸ء کے درمیان تقریباً ۱۵/سال تک دارالعلوم غوثیہ نیوریا میں اپنی خدمات وذمہ داریوں کوبحسن وخوبی انجام دیا۔ ۱۹۹۸ء میں آپ شاہجہان پورتشریف لے آئے۔

ورود شاہجہان پور

آپ چونکہ ایک کہنہ مشق وماہر مدرس ومعلم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بے باک، حق گواور خوش بیان خطیب وواعظ بھی ہیں۔ اسی لئے آپ کے تقریری وتبلیغی دورے بھی ہوتے تھے۔ اسی درمیان آپ نے شاہجہان، پور لکھیم پور واطراف کے دورے بھی کئے۔ تب آپ نے محسوس کیا کہ اس علاقے میں دینی ومسلکی کام کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہاں نہ تو اہل سنت کا کوئی ادارہ تھا نہ کوئی تنظیم، جس سے کہ مسلک ودین کا کام ہوتا۔ اسی ضرورت کے پیش نظر حضرت مفکر اسلام دَامَ ظِلُّہٗ عَلَیْنَا نے ۱۹۹۷-۹۸ء میں ''جماعت مصطفیٰ'' نامی تنظیم تشکیل دی۔ اور کچھ مخلصین کے تعاون سے

یکم اکتوبر ۱۹۹۸ء کو ایک مرغی خانے کا سودا کیا۔ پھر آپ نے ۱۵ سالہ شبانہ روز خونِ جگر سے سینچے ہوئے لہلہاتے چمن کو دارالعلوم غوثیہ کی شکل میں اپنے تلامذہ کے سپرد کر کے نیوریا حسین پور کو خیر آباد کہہ دیا۔ اور اس خطے کی دینی ضرورت کی پکار پر لَبَّیْك کہہ کر ۱۰ ؍فروری ۱۹۹۹ء کو ۰۷ ؍بیرونی طلبا کے ساتھ ایک مرغی خانہ میں "جامعہ فاطمہ" کی شکل میں علم وادب کا باغ لگا یا۔ اور صدر العلماء حضرت علامہ و مولانا مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کو دعوتِ زحمت دے کر درسِ نظامیہ کا آغاز کر دیا۔ اور حضرت مفکر اسلام کے ذریعہ شاہجہان پور و اطراف میں کئے گئے یہی تقریری و تبلیغی دورے شاہجہان پور میں "جامعہ فاطمہ" کے قیام کا اصل سبب و محرک بن گئے۔

دینی، ملی اور قومی خدمات

(۱) جامعہ فاطمہ جلال نگر شاہ جہان پور

۲۳ ؍مئی ۱۹۹۹ء کو جامعہ کی جدید عمارت کا سنگ بنیاد رکھا، اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک سال کی قلیل مدت میں جامعہ کی دومنزلہ عمارت بن کر تیار ہوگئی۔ اور جامعہ مرغی خانہ سے نئی عمارت میں منتقل ہو گیا۔ پھر رفتہ رفتہ ترقی کی منزلیں طے کرتا عروج وارتقاء کی جانب گامزن ہے۔ یہاں سے اب تک سیکڑوں طلبہ فراغت حاصل کر چکے ہیں اور ملک وملت کی خدمت میں مشغول ہیں۔ جامعہ فاطمہ میں درس نظامی دورۂ حدیث (فی الحال جماعت سادسہ) تک، حفظ القرآن اور قرآت حفص کی مکمل تعلیم کا بہتر سے بہتر انتظام ہے۔

حضرت مفکر اسلام کی زیرِ نگرانی کئی ادارے مختلف مقامات پر چل رہے ہیں۔ جن میں تقریباً تین ہزار بچے بچیاں اپنے آپ کو دینی و دنیوی علوم کے زیور سے آراستہ کر رہے ہیں۔ تمام اداروں کا مختصر تعارف پیش ہے۔

(۲) فاطمہ شریعت کالج شاہجہان پور (نسواں)

مفکرِ اسلام مدظلہ کے ذریعہ شاہجہان پور میں قائم ہونے والا دوسرا ادارہ ہے، جو ۳ر جنوری ۲۰۰۰ء میں قائم ہوا۔ شریعت کالج ۱۲ر سال سے قوم کی مسلم بچیوں کو دینی علوم کے زیور سے سنوار رہا ہے۔ جس کے نتیجے میں سیکڑوں طالبات عالمہ، فاضلہ، قاریہ اور مُبَلِّغَہْ بن کر خدمت ملک وملت میں مصروف عمل ہیں۔

(۳) فاطمہ گرلس انٹر کالج (انگلش میڈیم)

آج قومِ مسلم میں عصری تعلیم کے حصول کے بڑھتا شوق و رجحان کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ ہر شخص اپنے بچے کو انجینئر، ڈاکٹر، کنٹریکٹر، وکیل اور سرکاری ملازم بنانا چاہتا ہے۔ چاہے اس کے لئے بچے کہیں داخل کرنا پڑیں۔ اور ان کا وہاں دین وایمان سلامت رہے، یا نہ رہے۔ اس سے کچھ مطلب نہیں۔ ہندو مشنریوں اور عیسائی مانٹیسر یوں میں بچوں سے ہندو عیسائی مذہب کی دھارمک پرارتھنا و پوجا (عبادت) بھی کروائی جاتی ہے۔ بلکہ اب تو اس چیز کو لازم کر دیا گیا ہے۔ تو اب بتایئے، جب ایک مسلم بچہ اللہ عزوجل کے علاوہ کسی اور کے سامنے سر ٹیکے گا تو کیا اس کا ایمان بچے گا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اور ماں باپ اس بات سے بے خبر اپنے بچے وہاں پڑھا رہے ہیں۔ اور روپیہ پیسہ دے کر اپنے دین وایمان کا بھی سودا کر رہے ہیں۔ اسی خطرے کے پیش نظر حضرت مفکر اسلام نے قلب شہر محلہ چمکنی میں ایک انگلش میڈیم انٹر کالج قائم کیا۔ الحمد للہ جس میں سیکڑوں طلبا (درجہ ۶ر تک) وطالبات اپنا دین وایمان بچا کر اپنے آپ کو دنیوی وعصری تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی ونبوی تعلیم سے آراستہ کر رہے ہیں۔ ضلع میں سائنس سائڈ سے مسلم گرلس کا یہ واحد کالج ہے۔

(۴) فاطمہ ہائی اسکول (ہندی میڈیم)

قومِ مسلم کا ایک طبقہ ایسا بھی جو اپنے بچوں کو فیس زیادہ ہونے کی وجہ سے انگلش

میڈیم اسکولوں اور کالجوں میں نہیں پڑھا سکتا۔ جس کے سبب اس کے بچے علم کی روشنی سے محروم ہوکر جہالت و بیروزگاری کی گلیوں میں ہی بھٹکتے رہتے ہیں۔ اسی غریب ونادار طبقے کیلئے حضرت مفکر اسلام نے فاطمہ ہائی اسکول قائم کیا۔ جس میں غریب مسلمانوں کے بچے کم فیس بلکہ فری میں علم کی روشنی حاصل کر کے اپنے مستقبل کو روشن کررہے ہیں۔

(۵) فاطمہ لیان ہائی اسکول:

مرکز سنیت بریلی شریف میں یوں تو بہت سارے اسکول و کالجیز اور مدارس مصروف عمل تھے، مگر کوئی ایسا اسکول نہیں تھا جس میں دنیوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم بھی دی جاتی ہو۔ اسی ضرورت کے تحت ۱۱ رنومبر ۲۰۰۹ء بروز بدھ ''فاطمہ لیان'' کے نام سے ۲۸ بیگھہ زمین پر ایک اسکول کی بنیاد ڈالی۔ جواب (.C.B.S.E) سے مُلحَق (AFFILIATED) ہوگیا ہے۔ اسکول مسلسل مصروف عمل اور ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

(۶) فاطمہ شریعت کالج۔۔۔بریلی

بریلی شریف میں قوم کی بچیوں کی دینی تعلیم کا کوئی ادارہ نہیں تھا۔ تو حضرت مفکر اسلام نے فاطمہ لیان کے ساتھ شریعت کالج کا بھی آغاز کردیا۔ جس میں اطراف و جوانب کی تقریبا ۲۵۰ طالبات خود کو علوم نبویہ کے زیور سے آراستہ کررہی ہیں۔

(۷) القرآن روحانی فاؤنڈیشن:

ہمارے یہاں ابتدائی دینی تعلیم کا نہ کوئی صحیح نظم ونسق ہے نہ طریقہ ونصاب۔ جس کے سبب چھوٹے چھوٹے بچوں کی پڑھنے لکھنے کی بیش قیمت ابتدائی عمر کے کئی کئی سال صرف ابتدائی تعلیم کی نظر ہوجاتے ہیں۔ اس کے باوجود نتیجہ۔۔۔۔۔صِفَر (0)۔۔۔۔ ہی رہتا ہے۔ اس کمی کو محسوس کرتے ہوئے حضرت مفکر اسلام نے ۱۰ رمئی ۲۰۱۵ء "القرآن روحانی فاؤنڈیشن" نامی تنظیم تشکیل دی۔ تاکہ مکاتب اہل سنت و جماعت کی اصلاح ہو اور بچوں میں تعلیمِ قرآن کے ساتھ ساتھ تلاوتِ قرآن سے محبت ورغبت

اور روحانی نکھار پیدا ہو۔

اعداء نے گرانے کی بہت کوششیں کر لیں

یہ سب کچھ جو آپ نے الفاظ وعبارت کی آنکھوں سے دیکھا، یہ صرف لفاظی نہیں ہے، نہ ہی یہ صرف باتیں ہیں۔ الحمد للہ آپ کو یہ سب الفاظ وعبارت سے زیادہ بہتر زمین پر دکھے گا۔ اور یہ سب یوں ہی باتوں باتوں میں نہیں ہو گیا، جیسا کہ آج کچھ کم ظرف اور حاسد وشر پسند لوگ کہتے ہیں: ''ارے اُن کے پاس کس چیز کی کمی ہے۔''

بیشک اللہ نے اپنے فضلِ خاص سے اتنا دیا ہے کہ کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ اللہ عزوجل نے ان کے قول کو سچ کر دیا ہے، لیکن اس کے لئے بھی دن رات ایک کرنے پڑے۔۔۔ ادھ بھرے کبھی بھوکے پیٹ سونا پڑا۔۔۔ سحری میں صرف پیاز روٹی کھا کر روزے رکھنے پڑے۔۔۔ کڑاکے کی سردی میں چادروں میں راتیں بسر کرنا پڑیں۔۔۔ کڑکتی چلچلاتی دھوپ میں دوپہر کے وقت بھوکے پیٹ گاؤں کے دورے کرنا پڑے۔۔۔ نہ جانے کتنی دل آزار ودل شکن باتیں سننا پڑیں۔۔۔ کتنے ہی دشمنوں کا سامنا کرنا پڑا۔۔۔ نہ جانے کتنی مشقتوں، تکلیفوں، پریشانیوں، آزمائشوں اور مشکلوں سے گزرنا پڑا۔۔۔ کتنے مصائب وآلام اٹھانا پڑے۔۔۔ کتنے ہی ہمت وحوصلہ شکن مقامات حالات کا سامنا کرنا پڑا۔۔۔ اپنا خون جگر پلا پلا کر اسے سینچا اور پروان چڑھایا۔ تب کہیں جا کر دشت میں چمن، صحراء میں گلزار اور خزاں میں بہار آئی۔ اپنے خون جگر سے سینچ سینچ کر بنجر زمین کو سبزہ زار اور وادیٔ سنگلاخ کو اپنے دم قدم سے رشک گلزار بنایا۔ غرضیکہ اپنے آپ کو مکمل طور سے اس کے لئے وقف کر دیا۔ جاگتے سوتے، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، سفر حضر میں بس ایک ہی خیال۔ ؎

الٰہی مرا شرمندۂ تعبیر خواب ہو

کیا یہ سب مشقتیں، تکلیفیں، اذیتیں، مشکلیں اور پریشانیاں اپنے پیٹ کے لئے اٹھائیں؟ یا اپنا گھر بار بنانے کے لئے؟ یا اپنی دکان چمکانے کے لئے؟ یا اپنے آپ کو بڑا بنانے کے لئے؟ نہیں! نہیں! ہرگز نہیں! اللہ عزوجل شاہد ہے، اس کے فرشتے اور محبوب بندے گواہ ہیں، کہ یہ سب نہیں کیا مگر دین کی سربلندی کے لئے۔۔۔اعلائے کلمۂ حق کے لئے۔۔۔مسلک حق کی ترقی کے لئے۔اسی لئے ہزار مخالفتوں، رکاوٹوں اور ممانعتوں کے باوجود کاروانِ مفکر اسلام آگے کی طرف بڑھتا رہا اور زبان حال سے یہ اعلان بھی کرتا رہا ؎

جل کے مر جائیں عدو ہم تو مگر احسنؔ سدا
بڑھ رہے ہیں، ہم سدا آگے ہی بڑھتے جائیں گے

ان شاء اللہ تعالیٰ۔۔۔اور حضرت مفکرِ اسلام کی ہمت وحوصلہ اور عزم وارادہ یہ صدائیں لگا رہے ہیں۔ ؎

اعداء نے گرانے کی بہت کوششیں کر لیں
پر فضل سے اس کے ہوں بلندی پہ میں قائم

اسی لئے ہر موڑ اور ہر قدم پر الٰہی نصرتیں اور خدا کی رحمتیں اپنے مخلص، دردمند، جفا کش، عالی ہمت، بلند حوصلہ اور پُرعزم واستقلال مجاہد وغازی بندے کے دست وبازو بن کر اسے سنبھالا دیتی رہیں۔اور اس کے عزم وحوصلہ کو بڑھاتی رہیں۔اور اللہ کا شیر تنہا ہو کر بھی ہزاروں دشمنوں کے سامنے ڈٹا رہا۔اور آج حضرت مفکرِ اسلام دام ظلہ وطال عمرہ جس مقام ومرتبہ پر فائض ہیں، جو عزتیں، عظمتیں اور مراتب عظیمہ آپ کو حاصل ہیں، اور جتنا بڑا دینی کام آپ کر رہے ہیں، یہ اللہ عزوجل کا فضل وکرم، بزرگوں کی عنایتیں اور آپ کی انتھک محنتوں، بے پناہ کوششوں اور جد جہد کا ثمرہ ہے۔الحمد للہ آج حضرت مفکر اسلام کا نام اور آپ کی خدمات کسی سے مخفی و پوشیدہ نہیں ہیں۔اور ؎

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

کی تصویر ہر شخص اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ هٰذَا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ يُعْطِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

درسِ قرآن

حضرت مفکرِ اسلام شاہجہان پور تشریف لانے کے بعد ۲۳؍ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۱؍اپریل ۱۹۹۹ء کو شہر کے لوگوں کو فیضانِ قرآن سے فیضیاب کرنے کے لئے ''درسِ قرآن مجید'' کا آغاز فرمایا۔ جس میں شہر بھر کے تقریباً چھ سات سو حضرات شرکت کرتے ہیں۔ درس شروع ہوئے آج تقریباً ۱۷؍ برس ہو گئے ہیں، اور اب ۱۲؍ بارہواں پارہ شروع ہوا ہے۔ اس درس قرآن کی برکت سے کئی گمراہوں کو صراط مستقیم اور ہدایت مل گئی اور نہ جانے کتنے بے راہ، گناہ گار اور فاسق و فاجر لوگ نیک پرہیزگار اور احکام شرع کے پیروکار ہو گئے۔

خطابت و وعظ گوئی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت مفکر اسلام کو زورِ تالیف کے ساتھ ملکۂ خطابت سے بھی نوازا ہے۔ آپ ایک ہر دلعزیز مقرر و خطیب ہیں۔ آپ نے شروع ہی سے میدان خطابت میں قدم رکھ دیا تھا۔ لیکن آپ نے کبھی تقریر و وعظ گوئی کو ذریعۂ معاش نہیں بنایا، بلکہ ہمیشہ اصلاح امت اور فروغ دین وملت کے لئے تقاریر کیں۔ آپ کا انداز بیان نہایت سادہ اور انداز تفہیم نہایت آسان کہ ان پڑھ اور ناخواندہ بھی اس کو

بآسانی سمجھ لیتا۔ اور خلوص وللٰہیت، جذبۂ خدمت اور بے لوثی واستغناء کا یہ عالم، کہ کبھی کسی سے نذرانہ طے نہ کیا اور نہ کبھی طلب کیا۔ اگر کسی نے ان جانے میں نذرانے کے لئے پہلے پوچھ بھی لیا، تو اسے پیار ونرمی سے حقیقت مسئلہ سے آگاہ کر دیا۔ جس نے جو دے دیا، اسے خاموشی سے رکھ لیا۔ حتیٰ کہ بعض مقامات پر اتنا کم دیا گیا کہ کرایہ بھی اپنی جیب سے ادا کرنا پڑا۔ لیکن نہ کبھی کوئی شکوہ کیا، نہ کوئی شکایت اور نہ کبھی کسی کو بدنام کیا۔ کبھی نذرانے کے لئے رک کر انتظار نہ کیا۔ لیکن آج کل کے جلسوں کے ماحول اور حالات زمانہ کو دیکھ کر آپ نے جلسوں میں جانا کم بلکہ نہ کے برابر کر دیا ہے۔ اللہ قومِ مسلم کو ہدایت اور عقل وشعور عطا فرمائے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے؟ رہ رو منزل ہی نہیں

تصنیف وتالیف

حضرت مفکرِ اسلام نے ان مصروفیات وخدمات کے باوجود کئی کتابیں ورسائل وفولڈر بھی تصنیف فرمائے۔ آپ کی تمام تصانیف ترغیب وترہیب، پند ونصیحت، محاسبۂ نفس، مسلمانوں کو برائیوں سے روکنے، اچھائیوں کے کرنے، قبر وقیامت، حشر ومعاد اور دوزخ کی ہولناکیوں، وحشتوں اور ان کے حساب وعذاب وغیرہ ضروری مضامین پر مشتمل ہیں۔ انداز تحریر اتنا شستہ وسادہ اور آسان ہے، کہ ہر ایک آسانی سے سمجھ سکے۔ ذیل میں ہم حضرت کی تصانیف کی فہرست پیش کرتے ہیں۔

مطبوعہ تصانیف:

(۱) گلدستۂ نماز (۲) ماہِ بہاراں (۳) درسِ عبرت (۴) نمازِ فاطمہ (۵) فقہ حنفی (۶) اسلامی آداب (۷) ایمان کی شاخیں (۸) اپنا اپنا گھر بچاؤ (۹) اسلامی عقائد

واعمال (۱۰) حجاب عزت یا ذلت؟ (۱۱) اسلامی عقائد ونظریات (۱۲) نجات کا راستہ (۱۳) رضوی فضائلِ اعمال المعروف بہ فضائل اسلام (زیرِ مطالعہ)

فولڈر: (۱) اسلام میں زکوٰۃ کی اہمیت (۲) دل کی باتیں سچی باتیں (۳) پیغامِ امن ونجات (۴) دعوت فکر وعمل ر ۱ (۵) کیا آپ کو قبر وقیامت کا کچھ خوف ہے؟ (۶) دعوت وحدت ووحدانیت (۷) دعوت فکر وعمل ر ۲ (۸) آمدِ مصطفی ﷺ (۹) حج کا مختصر وآسان طریقہ (۱۰) احساسِ زیاں (۱۱) تحفۂ محرم (۱۲) عید میلاد النبی ﷺ کی خوشیاں کیسے منائیں؟ (۱۳) انسانی تربیت کی مراحل (۱۴) فکرِ اسلام

غیر مطبوعہ: (۱) شرح شرح جامی: الیٰ غیر المنصرف (۱۹۸۴ء) (۲) ایمانِ کامل (۳) سائنس اور سکون؟ (۴) خاموشی کی برکتیں

اتباع شریعت وزہد وتقویٰ

حضرت مفکر اسلام دام ظلہ علم وفضل کا پیکر ہونے کے ساتھ ساتھ تقویٰ وطہارت اور خوف خشیت میں آج کے علماء کے لئے منارۂ نور کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ عالم وفاضل ہونے کے ساتھ عاملِ کامل بھی ہیں۔ اس دور میں علماء تو بہت ہیں، لیکن علم کے ساتھ عمل کی دولت چند ہی کے حصے میں آئی، انہیں ''چند'' میں ایک شخصیت حضرت مفکر اسلام کی بھی ہے۔ آپ کی تقویٰ شعار زندگی کے آئینے میں بلا خوف کہا جا سکتا ہے، کہ اتنی سختی وشدت کے ساتھ اتباع شریعت کرنے والا ڈھونڈے نہ ملے گا۔ صوم وصلوٰۃ کے اتنے پابند کہ دیکھ کر اسلاف کی یاد آ جائے۔ اور یہ تقویٰ وطہارت، خوف وخشیت اور عمل کی دولت ابھی نہیں حاصل ہوئی، بلکہ دورِ طالبِ علمی ہی سے آپ نہایت نیک، پرہیزگار، متقی، صاحب خوف وخشیت اور عامل قرآن وسنت تھے۔ اسی بنیاد پر آپ کے اساتذہ آپ پر ناز کرتے تھے۔ اور آپ کے ساتھی بھی آپ کا احترام واکرام کرتے۔

اہتمام نماز و جماعت

نماز و جماعت کا اہتمام اس قدر کرتے ہیں، کہ موجودہ دور میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ سفر میں جماعت و سنن کے سلسلے میں رخصت آئی ہے، لیکن حضرت چاہے سفر میں ہوں یا حضر میں ہمیشہ نماز با جماعت کی پابندی فرماتے ہیں، اور بلا عذر کے کبھی نوافل بھی ترک نہیں کرتے ہیں۔ ٹرین سے سفر کرنے کی صورت میں فرض، وتر اور فجر کی سنتیں ٹرین رکنے پر پلیٹ فارم پر ادا کرتے ہیں۔ اور اگر نماز کے وقت میں ٹرین کہیں نہیں رکتی ہے، تو بوجہ مجبوری چلتی ٹرین میں پڑھتے ہیں اور پھر بعد میں اس کا اعادہ فرماتے ہیں۔

تربیت و اصلاح

طالبین علومِ دینیہ کو تنبیہ کرنا، ان کے اخلاق، کردار اور عادات و اطوار کو شریعت کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرنا، انہیں وقفہ وقفہ سے پند و نصیحت کرنا، اور عام طور سے لوگوں کو خلاف شرع امور پر بلا جھجک ٹوکنا، نصیحت کرنا اور اصلاح کر کے حکم شرع سے آگاہ کرنا اس دور میں آپ کا خاصہ ہے۔ ورنہ لوگوں کے سامنے احکامِ شرع کی خلاف ورزی اور حدود شرع کی پامالی ہوتی رہتی ہے، لیکن ان کے منھ سے اُف تک نہیں نکلتا ہے۔ اور کچھ "نفس پرست" جنہیں آپ کا یہ طریقہ اچھا نہیں لگا، انہوں نے آپ کی اتباع شریعت اور حق گوئی و بے باکی کو سخت مزاجی اور شدت کا نام دے دیا۔ ان میں نااہل و محروم القسمت شاگرد زیادہ ہیں۔ انہوں نے ہی اس چیز کو زیادہ بڑھا وا دیا۔ اور لوگوں کو حضرت کے متعلق غلط فہمی میں مبتلاء کیا۔ جس کی بناء پر وہ خود تو محروم تھے ہی، دوسروں کو بھی محروم کر دیا۔ اور اس حق گوئی، راست بازی اور حقیقت بیانی سے بہت سے "اپنے" کہلانے والے دور ہو گئے۔ مگر حضرت نے کبھی کسی کی پرواہ نہیں کی، اور حق

کو حق اور باطل کو باطل ہی کہتے ہیں اور ہر غلط وخلاف شرع امر کا رد فرماتے ہیں۔ کبھی بھی مداہنت و دورخی سے کام نہیں لیتے، نہ کسی بڑے سے بڑے شخص سے مرعوب ہوتے اور نہ کسی کی تنقید بے جا کی پرواہ کرتے ہیں۔

اساتذہ واکابرین کاادب واحترام

اپنے شیوخ واساتذہ اور بزرگوں واکابر کا بے انتہا احترام فرماتے ہیں۔ آج بھی -کہ بجائے خود نہ جانے کتنے قابل وجید علماء کے استاذ وشیخ ہیں، اکابر کی فہرست میں شمار ہوتے ہیں، پیر کامل اور مرشدِ برحق ہیں- اپنے استاذوں کا اتنا احترام فرماتے ہیں، جس کی نظیر آج کے اس پُرفتن دور میں ملنا محال نہیں، تو مشکل ضرور ہے۔ اساتذہ کی چھوڑیئے، وہ بزرگ واکابر علماء جن سے حضرت نے تحصیل علم نہیں کی، ان کی بھی پوری تعظیم کرتے اور ان کا ادب واحترام ملحوظ رکھتے ہیں۔ ورنہ آج تو یہ حال ہے کہ اگر کسی طالبِ علم کو تھوڑی سی عبارت خوانی آجائے، یا اللہ عزوجل اسے تھوڑا ذہن عطا فرمادے، تو اب وہ نہ تو استاذ کو کچھ سمجھتا ہے اور نہ اپنے بڑوں کا ادب واحترا کرتا ہے۔ اللہ عزوجل بڑوں کی بے ادبی وگستاخی سے محفوظ رکھے۔

اساتذہ کی کرم نوازیاں

آپ کے اساتذہ بھی آپ کا اتنا ہی لحاظ واحترام فرماتے ہیں۔ اور آپ کے علم وفضل، زہد وتقویٰ، خلوص وللّٰہیت اور خدمت قوم وملت کو سراہتے اور جا بجا اس کا اعتراف کرتے ہیں اور آپ کی ذات وشخصیت پر ناز کرتے ہیں۔

تاج العلماء فخر المحدثین حضرت علامہ سید محمد عارف میاں صاحب قبلہ اطال اللہ عمرھم نے بہرائچ شریف کے ایک جلسے میں بھرے مجمع میں آپ کا تعارف کرواتے

ہوئے فرمایا تھا۔ کہ: ''لوگ تو اپنے استادوں پر فخر کرتے ہیں، کہ میرے استاذ فلاں صاحب ہیں۔ لیکن مجھے سید صاحب کی شاگردی پر ناز ہے، کہ سید صاحب میرے شاگرد ہیں۔''

حضرت سید عارف میاں صاحب قبلہ آپ کی کتاب ماہِ بہاراں پر تقریظ لکھتے ہوئے فرماتے ہیں: ''کتاب مستطاب فیض مآب ماہ بہاراں: مصنفہٗ سید محترم فاضل جلیل عالمِ بے عدیل پیکر صدق وصفا صاحب زہد واتقاء مبلغ اسلام وسنیت حامی دین متین ماحیٔ کفر و بدعت حضرت علامہ شاہ مولانا سید محمد احسن میاں صاحب قبلہ رضوی قادری شیخ الحدیث وناظم اعلیٰ دارالعلوم غوثیہ قصبہ نیوریا ضلع پیلی بھیت یوپی نظر نواز ہوئی'' پھر چند سطور کے بعد فرماتے ہیں:

''حضرت مصنف کا خدمتِ دین میں یہ (ماہِ بہاراں) پہلا قدم نہیں ہے۔ بلکہ آپ کی زندگی کا جائزہ لیا جائے، تو اس کم عمری میں موصوف بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دے رہے ہیں۔ تدریسی مصروفیات، مدرسہ کے انتظامات، رشد وہدایت اور خود اپنے معاشیات، یہ تو آپ کے ساتھ ہر لمحہ موجود ہیں۔ بایں ہمہ آپ نے ایک جماعت بنام ''جماعت مصطفیٰ'' قائم کی۔ جس کا مقصد اصلاح اعمال وعقائد اور تحفظ واشاعت مسلک اعلیٰ حضرت ہے، اور الحمد للہ کہ آپ اپنے اس مقصد میں بھی کامیاب ہیں۔'' .... آگے لکھتے ہیں:

''در اصل سید صاحب کا خلوص، آپ کی للّٰہیت اور آپ کی روحانیت ان تمام کامیابیوں میں اثر انداز ہے۔ یہی وجہ کہ آپ اپنی ہر کاوش میں کامیاب ہیں۔ الحمد للہ رب العلمین۔'' چند سطر بعد آپ کے زمانۂ طالب علمی کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''ابھی کل کی بات ہے، جب حضرت مولانا سید احسن صاحب مادر علمی دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں ایک ہونہار طالبِ علم تھے۔ امید تو یہی تھی، جو حضرت سے

ظاہر ہوئی۔ اور آپ کی موجودہ کامیابیوں کو دیکھتے ہوئے اب یہ کہنا آسان ہو گیا ہے، کہ: آپ کے تبلیغی کارنامے، مسلکِ اعلیٰ حضرت کی اشاعت، دارالعلوم غوثیہ کی مزید ترقی اور سلسلۂ تصنیفات مستقبلِ قریب میں آپ کے اقران میں سب پر فوقیت لے جائیں گے۔ ایک بڑی خوبی کی بات یہ بھی ہے کہ آپ ایک بہترین مقرر اور بے دینوں کو دندان شکن جواب دینے کے لءاہلِ سنت کی جانب سے ایک بلند پایہ مناظر بھی ہیں۔ اور یہ کہ آپ صاحب فیض ہیں۔ آپ کے تلامذہ دارالعلوم منظر اسلام میں جب درجۂ حدیث میں آتے ہیں، تو ان کی اچھی صلاحیتوں سے سید صاحب کی تدریسی صلاحیتوں کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ میری دعا ہے: مولیٰ تبارک وتعالیٰ سید صاحب کی اس کتاب کو قبولیت تامہ عامہ عطا فرمائے۔ اور ان کی صلاحیتوں سے عالمِ اسلام کی آبیاری کے لئے ان کے حالات ہمیشہ سازگار رکھے اور آپ کی ذات مقدسہ سے اسلام وسنیت کو زیادہ سے زیادہ نفع بخشے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ"

سطورِ بالا کے ایک ایک لفظ سے کتنا اعتماد، محبت، خلوص اور احترام ٹپک رہا ہے، استاذ کی نظر میں شاگرد کا کیا مقام واحترام ہے، آپ نے اس کا اندازہ لگا لیا ہوگا۔ اور اُستاذ محترم کی دعائیں وپیشیں گوئیاں شاگرد رشید کے حق میں حرف بحرف اور من وعن پوری ہوئیں۔ اور اس شان سے پوری ہوئیں، ایک دنیا اس کا نظارہ کر رہی ہے۔

ایک اور استاذ گرامی وقار، بقیۃ السلف عمدۃ الخلف فقیہ اسلام حضرت علامہ مفتی صالح صاحب قبلہ اسی کتاب کی تقریظ میں رقمطراز ہیں:

"نسبت علم جب زینتِ عمل سے آراستہ ہو، تو نورٌ علی نورٌ ہے اور سونے پر سہاگہ۔ اور دراصل وہی مفید ومحمود ہوتی ہے، ورنہ بے فائدہ اور غیر محمود۔ جو حضرات حاملان علم دین اپنے علم پر خود بھی عمل کرتے ہیں، اور دوسروں کو بھی فائدہ پہونچاتے ہیں، وہی مبارک لقب "عالم دین" کے مستحق ہیں۔ انہیں خوش نصیب حضرات میں سے ایک

بہترین علمی صلاحیت کے حامل عالم باعمل ہیں، لائق احترام، قابل اکرام حضرت مولانا مولوی سید احسن صاحب رضوی منظری فرخ آبادی صدرالمدرسین وناظم اعلی دارالعلوم غوثیہ قصبہ نیوریا ضلع پیلی بھیت جعله الله من احسن العلماء معاشا و معادا وزاده فضلا و فیضا۔"

آگے لکھتے ہیں: "آپ جامعہ رضویہ منظر اسلام ہونہار ابنائے قدیم سے ہیں۔ ۱۴۰۳ھ میں فارغ التحصیل ہوئے۔ زمانہ تعلم میں بھی باعمل رہے۔ محنت ولگن سے درس ومطالعہ میں منہمک رہتے۔ سبھی اساتذہ کے حضور نہایت ادب واحترام سے پیش آتے۔ اسی لئے اساتذہ کے دل میں قدر وقعت بہت رہی، اس کی برکت سے سید صاحب سید صاحب ہیں۔"

آپ کے اساتذہ آپ کے علم وفضل اور آپ کی ذات سے کتنا مطمئن ہیں، اس کا اندازہ آپ درج ذیل اقتباس سے لگا سکتے ہیں۔ عالم معقول ومنقول حضرت علامہ ومولانا محمد نعیم اللہ صاحب قبلہ مذکورہ کتاب کی تقریظ میں تحریر فرماتے ہیں:

"جماعتِ مصطفی کے زیر اہتمام تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ اس کی دوسری کتاب عمدہ ٹائٹل اور اچھی کتابت وطباعت کے ساتھ ماہِ بہاراں (فضائلِ رمضان) کے نام سے شائع ہو رہی ہے۔ اگرچہ کتاب میری نظر سے نہیں گذری ہے، لیکن مجھے اعتماد ہے کہ کتاب کے مسائل سب کے لئے مفید ثابت ہوں گے۔"

آپ کے ایک اور شفیق، محسن وکرم فرما استاذ، عالی جناب، فقیہ ملت، عالم باعمل، ماہرِ فقہ ونحو حضرت علامہ ومولانا مفتی رحمۃ اللہ صاحب قبلہ بلرامپوری آپ پر نوازشات وعنایات کی یوں بارش فرماتے ہیں:

"میں نے حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمۃ کو قریب سے دیکھا ہے، قوم کا جو درد، خدمت کا جو جذبہ، ان میں تھا وہی آپ (حضرت مفکر اسلام) میں بھی ہے۔ آپ اس

دور کے مجاہد ملت ہیں۔“

تأثرات وآرائے گرامی علماء ومشائخ

آپ کی خدمات دین و مذہب دیکھنے کے بعد بڑے بڑے علماء ومشائخ اور دانشوران قوم وملت دادوتحسین دیئے بنا نہ رہ سکے۔ آپ کی خدمات کا عوام الناس کے ساتھ ساتھ ملک وملت کی عظیم شخصیات کو بھی اعتراف ہے۔ اور واقعی میں قومِ مسلم کا درد رکھنے والے، متقی و پرہیزگار، باعمل اور دانا وبینا علماء ومشائخ کھلے دل سے آپ کی برتری تسلیم کرتے ہیں۔ اور آپ کا ادب واحترام بھی کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ مخالفین وحاسدین بھی اپنی نجی وذاتی مجالس ومحافل میں آپ کی خدمات جلیلہ کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں سراہتے ہیں۔ اور آپ کی عظمت کے قائل ہیں۔

ایک مرتبہ خانقاہِ برکاتیہ کے سجادہ نشین امینِ ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر سید محمد امین میاں صاحب قبلہ ایک جلسہ میں شاہجہانپور تشریف لائے، تو آپ نے جامعہ فاطمہ کا بھی دورہ کیا۔ جب آپ نے حضرت مفکر اسلام کی وسیع خدمات، جامعہ کی عالیشان بلڈنگ اور اس کے مطبخ خرچ وغیرہ کو ملاحظہ کیا، تو بیساختہ حضرت مفکرِ اسلام سے یہ فرمایا:

”کیا آپ کو دستِ غیب حاصل ہے۔“

دیکھنے میں تو یہ ایک جملہ ہے، مگر اپنے اندر مخاطب کے لئے تعریف وتحسین کا ایک جہان لئے ہوئے ہے۔

حضرت علامہ مولانا عبدالمبین نعمانی صاحب:

ایک مرتبہ عرسِ رضوی کے موقعہ پر جامعہ فاطمہ تشریف لائے، اور حضرت مفکر اسلام کی خدمات کو ملاحظہ فرمایا، تو بولے:

”کیا اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں، جو اتنا بڑا کام انجام دے رہے ہیں۔“

اوصاف وخصائل

حضرت مفکر اسلام پاکیزہ سیرت وکردار، عدل وکرم، حسن اخلاق، جود وسخا، فضل وعطا، مہمان نوازی، فراخ دلی، عاجزیٔ وانکساری، شرافت نفس، ایفائے عہد، حق گوئی، چھوٹوں پہ شفقت وعنایت کرنے اور وقت کی قدر کرنے میں بھی بے مثال ہیں۔ آپ حق گو، حق آگاہ، حق شناس، حقیقت بیان، صداقت شعار، دور بین، دور اندیش، نکتہ داں، معاملہ فہم، اعلیٰ انتظامی صلاحیت کے مالک، مشکل سے مشکل وقت میں ثابت قدم، صائب الرائے، پیچیدہ مسائل کے حل اور الجھی گتھیوں کو سلجھانے میں ماہر، مشکل حالات میں بھی صحیح فیصلے کرنے والے۔ غرضیکہ آپ حضرت مفکر اسلام کو جس زاویہ اور جس جہت سے دیکھیں گے، حضرت آپ کو بے مثال و باکمال نظر آئیں گے۔ مفکر اسلام جیسی جامع الصفات اور متنوع الجہات شخصیات روز روز نہیں پیدا ہوتیں۔ بلکہ ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت مفکر اسلام کو صحت وتندرستی، قوت وطاقت، مزید ہمت وحوصلہ اور عزم وارادے میں مزید پختگی عطا فرمائے۔ آپ کا سایہ ہم پر دراز فرمائے، اور ہمیں آپ سے زیادہ سے زیادہ فیض حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آخر میں یہ دعا کرتے ہوئے رخصت چاہتا ہوں۔ ؎

تم سلامت رہو ہزار برس　　ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

آمین آمین یا رب العلمین بجاہ سید الانبیاء و المرسلین۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیھم وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ واولیاءٖ حزبہٖ وعلماء ملتہٖ ووشھداءٖ امتہٖ وعلینا معھم برحمتك یا ارحم الراحمین

تصدیق جمیل وتقریظ جلیل

خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند، خیر الاذکیا، تاج الاصفیاء، رأس المحدثین، استاذ العلماء والمفتیین، ابو المعارف، حضرت علامہ ومولانا الشاہ الحاج سید **محمد عارف میاں** صاحب قبلہ مدظلہ العالی واطال عمرہ الغالی سابق شیخ الحدیث جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف وجامعہ فاطمہ شاہجہانپور

کتاب مستطاب ''رضوی فضائل اعمال، المعروف بہ فضائل اسلام'' مُرَتِّبۂ عالم باعمل، فاضل بے بدل، پیکر صدق وصفا، صاحب زہد واتقا، مبلغ وحامیٔ اسلام وسنیت، ماحیٔ کفر وبدعت سید محترم حضرت علامہ الشاہ الحاج مفتی محدث سید محمد احسن میاں صاحب بانی جامعہ فاطمہ وفاطمہ شریعت کالج وفاطمہ گرلس انٹر کالج شاہجہان پور وفاطمہ شریعت کالج وفاطمہ لیان پبلک ہائی اسکول بریلی شریف یوپی۔

اس مبارک کتاب کو میں نے دور تک دیکھا، بلا مبالغہ یہ ایمان افروز کتاب ایمان واعمال کی اصلاح میں بیحد مفید اور نفع بخش ہے۔ کتاب کی خوبی یہ ہے کہ پڑھنا شروع کیجئے، تو دل چاہتا ہے کہ کتاب ختم کر کے ہی چھوڑی جائے۔ ائمہ مساجد اور دیگر مبلغین کے لئے یہ کتاب اس لئے زیادہ کامیاب ہے، کہ: ایک مجلس سے دوسری مجلس تک ایک بیان ختم ہو جاتا ہے، اور مضمون کے ختم پر آگے کی کوئی پیاس نہیں رہتی۔ یہ مجلس تین منٹ سے چار منٹ کی ہوتی ہے۔ جس سے سننے والوں کو بھی آسانی اور پڑھنے والوں کو بھی کوئی تکلف نہیں۔

سید صاحب محترم نے کتاب میں جن باتوں کا انتخاب کیا ہے، وہ قوم کی اصلاح

کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ انداز بیان اتنا آسان ہے کہ کم فہم لوگ بھی بآسانی اس سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ کتاب کے مستند ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے، کہ: یہ ایک زبردست، سنی، رضوی، عالم، فاضل، مفتی، محدث، مفسر اور مشہورِ زمانہ عالم دین کی کاوش ہے۔ اس سے بڑی حد تک شک وشبہ کا ازالہ ہوجاتا ہے۔ میری دُعا ہے، کہ: اللہ تبارک وتعالیٰ مسلمانوں کو اس کتاب سے کافی ووافی نفع بخشے اور سید صاحب کی یہ یادگار بار بار چھپتی رہے اور لوگوں کو فیض پہنچاتی رہے۔ فقط

خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ
محمد عارف رضوی نانپاروی
سید
۲۳ ذوالحجہ ۱۴۳۶ھ
۷ اکتوبر ۲۰۱۵ء
بروز چہار شنبہ

کلمات تبریک وتحسین

یادگارِ اسلاف، فخرِ اخلاف، مرجع العلماء، عمدۃ الفقہاء، امام الفرائض، شیخ المشائخ، ابوالصلاح حضرت علامہ مولانا **مفتی محمد صالح صاحب** قبلہ شیخ الحدیث مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا متھرہ پور بریلی شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والتسلیم علیٰ سیدنا و مولانا نبینا الکریم وعلیٰ سائر الانبیاء الکرام وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

عزیز القدر عزیزی، محبی حبیبی، باصلاحیت وباہمت، قوم وملت کے لئے بڑے خیر خواہ، صاحبِ دلِ دردمند، قوم کی صلاح وفلاح کے لئے رات دن کوشاں، تعلیم وتبلیغ اور افاضات واصلاحات کے جذبۂ مخلصانہ سے سرشار، اچھے پکے زاہدانہ مزاج، باعمل عالمِ دین حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن میاں فرخ آبادی (قنوجی ـ ـ ـ احسن) ثم شاہجہان پوری (بلکہ ثم بریلوی ـ ـ ـ ان شاء اللہ تعالیٰ) قادری رضوی مرکزی حفظہ اللہ تعالیٰ (فارغ التحصیل از مدرسہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف) کی تازہ تالیف کے کچھ مبیضہ اوراق، راقم الحروف (محمد صالح بریلوی) کے سامنے آئے، ان میں سے میں نے بعض صفحات جگہ جگہ سے پڑھے، ماشاء اللہ کتاب اچھی معلوم ہوتی ہے۔ انتخاب موضوع اور جمع وترتیب پھر طرز بیان وتفہیم کیا کہنا! سبحان اللہ!!! سراہنے کے قابل ہے۔ امید ہے کہ ان (پیش کردہ) اوراق کی طرح پوری کتاب اچھی اور لائق تحسین ہوگی۔ قوم وملت کے عوام اور ان خواص کے لئے جو وعظ وتبلیغ واصلاح مسلمین کا ذوق و شوق اور احساس رکھتے ہیں، ان کی دینی ضرورتوں کا اور دنیا وآخرت کی منفعتوں کا اس

کتاب میں وافر سامان موجود ہے۔

کتاب میں مولانا کا طرز بیان اُن کے مواعظ کی طرح سیدھا سادہ ہے۔ عبارت سلیس ہے۔ کتاب میں دقیق (کٹھن) الفاظ کی بھرمار سے مصنف نے لگتا ہے بالالتزام گُریز (پرہیز) کیا ہے۔ لہٰذا کم پڑھا لکھا طبقہ کتاب کو پڑھ کر اور جو اردو پڑھنا نہیں جانتے ہیں، وہ دوسروں سے پڑھوا کر، سنکر بآسانی کتاب سے اچھی طرح فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔

مقصودِ تصنیف، موضوع و نامِ کتاب سے ظاہر ہے۔ یعنی ضروری ضروری اسلامی نظریات اور اہم اہم ثوابی اعمال اور معاصی و بدعات ممنوعہ سے اجتناب کی ترغیب و تعلیم و تفہیم اور تبلیغ مصنف کی غرض و غایت ہے۔ تاکہ مسلمان اپنے دینی نفع و ضرر کو پہچان سکیں اور مضر باتوں بچنے کی کوشش کرنے لگیں۔ ثواب کمانے میں لگنے اور لگے رہنے میں محنت کریں دوڑ دھوپ کریں۔ بالجملہ اپنے اُخروی نفع ونقصان کو برابر دھیان میں رکھیں۔

مولائے کریم اللہ تبارک وتعالیٰ مولانا صاحب کی اس سعی جمیل کو بھی مساعیٔ جمیلہ (مثل متعدد تعلیم گاہوں} جامعہ فاطمہ وفاطمہ شریعت کالج وفاطمہ گرلس انٹر کالج شاہجہان پور۔۔۔ فاطمہ شریعت کالج وفاطمہ لیان پبلک ہائی اسکول بریلی شریف۔۔ احسن} کا قائم کرنا، کامیاب تدریس اور خطابت و مواعظ وغیرہ) کی طرح نمونۂ عمل بنائے اور مشکور فرمائے۔ اخروی نفعوں کا عظیم ذریعہ کرے۔ ان کو۔۔ ان کے باخلاص معاونین کو۔۔ اور ان کے سب اداروں کے اساتذہ وملازمین کو بھی ان کے ساتھ دارین کی سعادتوں کے ساتھ مسعود کرے۔ اور برکات علم وعمل سے بھرپور حصہ مرزوق فرمائے۔ اللہ رب کریم معطی نعیم جلّ جلالہٗ، مصنفِ گرامی قدر کی زندگی میں صحت وسلامت و عافیت اور مزید خیر وبِر کے ساتھ برکت عطا فرمائے۔ عمر دراز فرمائے اور ہمیشہ باصلاحیت، باخلاص اہل تعاون کا ساتھ حاصل رہے۔ فقط

سبحان ربك رب العزة عما یصفون

وسلٰم علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین

حسنِ نیت

يَقُوْلُ عَلْقَمَةُ ابْنُ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيُّ سَمِعْتُ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰى۔" الحدیث (بخاری شریف :۱، باب کیف کان بدوٴالوحی، ص ۲)

حضرت علقمہ ابن وقاص لیثی فرماتے ہیں، میں نے حضرت عمر فاروق بن خطاب رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے سنا، کہ میں نے رسول پاک ﷺ سے سنا، آپ فرماتے ہیں: ''لاریب (ثوابِ) عمل کی کسوٹی نیت ہے، اور ہر آدمی کو (اپنے عمل کا بدلہ) اپنی نیت کے (موافق) ملتا ہے۔

ہم اپنے اس مجموعے کو اس حدیث سے شروع کر رہے ہیں، جس سے امام المحدثین سیدنا امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب اَصَحُّ الْكِتَابِ بَعْدَ كِتَابِ اللّٰهِ ''صحیح بخاری'' کا آغاز فرمایا۔ اور اس حدیث کو خطبہ و دیباچہ کے قائم مقام کر کے اس بات کی طرف اشارہ فرما دیا، کہ: مومن کا ہر وہ عمل، جس میں اللہ عزوجل کی رضا و خوشنودی مراد و مطلوب نہ ہو، وہ باطل و بیکار ہے، اس کا دنیا و آخرت میں کوئی ثمرہ اور فائدہ نہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے:

عَنِ ابْنِ مَسعودٍ قَالَ: لَا يَنْفَعُ قَوْلٌ اِلَّا بِعَمَلٍ، وَلَا يَنْفَعُ قَوْلٍ وَعَمَلٌ اِلَّا بِنِيَّةٍ، وَلَا يَنْفَعُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ وَنِيَةٌ اِلَّا بِمَا وَافَقَ السُّنَّةَ۔

سیدنا عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں: کوئی وعظ و بیان نفع نہ دیگا مگر عمل کے ساتھ، اور وعظ و عمل فائدہ نہ پہونچائے گا مگر حسن نیت کے ساتھ، اور کوئی وعظ، عمل اور نیت اس وقت تک ثمر بار نہ ہونگے جب تک وہ سنت مصطفٰی علیٰ صاحبہا السلام کے موافق نہ ہوں۔ (جامع العلوم والحکم) اس لئے اے میرے دینی بھائیو (بہنو!) اب اس مجموعے کی ایک ایک سطر کو حسن نیت سے پڑھئے۔

مقدمہ

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا
تجھے حمد ہے خدایا

ان کے مولیٰ کے ان پر کروڑوں درود ان کے اصحاب وعترت پہ لاکھوں سلام
غوث اعظم امام التقیٰ والنقیٰ جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام
میرے استاذ ماں باپ بھائی بہن اہل وولد عشیرت پہ لاکھوں سلام
ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

بعد حمد وصلوٰۃ کے! میرے دینی ایمانی بھائیو! ہماری یہ جمع وترتیب ایمان اور ایمانیات کے فضائل کے بیانات ومواعظ پر مشتمل ہے۔ اس حقیر نے یہ جمع وترتیب اپنے دینی بھائیوں میں نیکیوں کی رغبت اور گناہوں سے نفرت پیدا کرنے کے لئے کی ہے۔ تاکہ وہ ان بیانات کو پڑھ کر اپنے خوابیدہ ومردہ دلوں کو بیدار وروشن کریں۔ اور غفلت کی چادر اتار پھینکیں۔ اور خصوصاً ائمہ ومبلغین اور مکاتب وغیرہ کے مدرسین کے وعظ وبیان میں آسانی پیدا کرنے کے لئے اس جمع ترتیب کو ہم نے مجلسوں میں تقسیم کردیا۔ مختصر اور آسان مجالس اس لئے مقرر کیں، کہ اگر کوئی امام، مبلغ یا مدرس کسی نماز کے بعد اپنے مقتدیوں کو دس پانچ منٹ دعوت دین دینا چاہتا ہے، تو کسی بھی ایک مجلس کا انتخاب کرسکتا ہے۔ اور اگر کسی مجلسِ میلاد یا عرس وغیرہ کی تقریب میں ایک آدھ گھنٹہ بیان کرنا ہے، تو دو تین مجلسوں کو اپنے موضوع وعنوان میں بیان کرسکے۔ ائمہ ومدرسین کے علاوہ ہمارے تاجر ملازم ایمانی بھائی بھی شام کو سونے سے پہلے یا صبح کو اپنی

مصروفیات میں مشغول ہونے سے پہلے یا جو وقت آسان ہو، اس میں سے ایک مجلس پڑھ کر سوئیں یا کام میں مشغول ہوں۔ تا کہ اس غافل کرنے والی دنیا میں مشغول ہونے سے اپنے معبود حقیقی سے ہمارا تعلق کمزور نہ ہو۔ اور یہ پڑھنا صرف ایک مرتبہ یا سرسری نہ ہو کہ کتاب کو ایک بار یا اِدھر اُدھر سے پڑھا، اور بند کر کے رکھ دیا۔ بلکہ کتاب کو ہمیشہ اپنے پاس رکھیں، بار بار سمجھ سمجھ کر پڑھیں۔ تب ہمارے یہ پتھر دل بالیدہ اور نرم ہوں گے۔

اس حقیر نے اس مجموعے (فضائل اسلام) میں ایمانیات، عبادات، معاملات اور اخلاقیات کے فضائل و مسائل بیان کرنے کا عزم وارادہ کیا ہے۔ (اللہ عزوجل اسے پورا کرے۔ آمین) ایمانیات میں توحید و رسالت کے فضائل اور عظمتیں، آخرت و معاد کے احوال، جنت کے انعامات اور قبر، قیامت و دوزخ کی ہولناکیاں۔۔۔ عبادات میں نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ کے فضائل و مسائل۔ معاملات میں خرید و فروخت، لین دین اور نکاح و مناکحت کے فضائل و مسائل۔۔۔ اور اخلاقیات میں تصوف و روحانیت، تصفیۂ قلب، خصائل جمیلہ سے نفس کی آراستگی، اور خصلات رذیلہ سے نفس کے تزکیہ وغیرہ کی اہمیت وفضائل اور ایمان کامل کے لئے ان کی ضرورت کا ذکر و بیان ہوگا۔ ان امور اربعہ اِجمالیہ کی تفصیل وتشریح کے لئے اس مجموعے کو اٹھارہ سو مجالس پر تقسیم کرنے کا ارادہ ہے۔ (تکمیل کے لئے آپ سے دعاؤں کی درخوست ہے۔)

اول یعنی ایمانیات، جسے (بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ) کی روشنی میں اساس و بنیاد (FUNDAMENTAL) کی حیثیت حاصل ہے، کے تین اہم جزء (PART) ہیں:

(۱) توحید (۲) رسالت (۳) معاد

یہ مجموعہ کتاب الایمان، کتاب العبادات، کتاب المعاملات اور کتاب الاخلاقیات پر مشتمل ہوگا۔ ایمان ہر سہ پر مقدم ہے، اس لئے ہم نے کتاب الایمان کو باقی کتب پر مقدم کیا۔ اور ایمانیات کے اجزائے ثلثہ (توحید، رسالت اور معاد) میں توحید مقدم

ہے، اور چونکہ تمام انبیاء ومرسلین علیہم السلام کی دعوت وتبلیغ کا مقصد وخلاصہ بھی توحید ہی تھا، اس لئے بیانِ توحید کو رسالت ومعاد کے بیان سے پیشتر لائے۔ تمام اہلِ شریعت واہلِ طریقت، معرفت وحقیقت کے غواصوں کا اس بات پر اتفاق ہے، کہ انسان کی زندگی کا سب سے بڑا اور عظیم مقصد اللہ عزوجل کی محبت کو حاصل کرنا اور پانا ہے۔

اِس حصہ اول کی جمع وترتیب تو یہ فقیر مولانا مولوی محمد عامل سلمہ کی معاونت سے ۲۰۰۷ء ہی میں کر چکا تھا۔ لیکن ۲۰۰۸ء میں مخیر قوم انیس احمد خان عرف پھول بابو وزیر اتر پردیش کی معاونت اور ان کے مشورے سے یہ فقیر مرکزِ اہل سنت بریلی شریف میں قوم کی بچیوں کی دینی تعلیم کے لئے فاطمہ شریعت کالج اور بچے بچیوں کی عصری ودینی تعلیم کے واحد مرکز فاطمہ لیان نریاول بریلی کے تعمیری منصوبے کے لئے زمین کی فراہمی اور اس کے تعمیراتی کاموں میں مصروف ہو گیا۔ یہ کتاب آج سے چار پانچ سال پہلے ہی آپ کے ہاتھوں میں پہونچ جانا چاہئے تھی، لیکن "كُلُّ اَمْرٍ مَّرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهٖ" کے تحت یہ ممکن نہ ہو سکا۔ مصروفیت اتنی بڑھی کہ فضائل اسلام پر جو کام بڑی تیزی سے ہو رہا تھا، وہ بالکل رک گیا۔ اور ۲۰۰۷ء تک جتنا کام ہوا تھا، اس سے آگے نہ بڑھ سکا۔ تو اب سوچا کہ کیوں نہ جتنا کام ہو چکا ہے، وہی قوم کے ہاتھوں میں آجائے۔ اس لئے سر دست کلمۂ توحید، ذکر ودعا اور ان کے متعلقات کے فضائل پر مشتمل یہ چند مجلسیں ''فضائل اسلام'' کے حصہ اول کی شکل میں آپ کے ہاتھوں میں ہیں۔

اس کتاب کی پروف ریڈنگ، نظر ثانی تصحیح وغیرہ، غرضیکہ کتاب کا آپ کے ہاتھوں میں پہونچنا عزیزی وولدی مولانا مولوی سید محمد آلِ مصطفی احسن سَلَّمَہٗ کی دلچسپی اور کوششوں کا نتیجہ ہے، کہ انہوں نے بڑی دیدہ ریزی اور دلجمعی سے کام کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں علم وعمل کے اضافے اور عافیت کے ساتھ دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔ اس موقعہ پر ہم ان تمام دوست واحباب، اہل وعیال، ادارے کے خدام و

معاونین اور مدرسین و معلمین کے لئے بھی دعا گو اور ان کے مشکور ہیں، کہ جنہوں نے اس کاروان علم وفن کو منزل تک پہونچانے میں اخلاص و دلچسپی سے اس کمزور وناکارہ کا ساتھ دیا۔ مولیٰ تعالیٰ ان سب کو دین دنیا کی عافیتوں اور بھلائیوں سے سرفراز فرمائے۔ آخر میں عرض ہے، کہ: اگر ہمارے اس مجموعے میں کہیں کوئی خطا ولغزش پائیں گے تو وہ ناقل کی ہوگی منقول عنہ کی نہیں۔ اور اس کا تماشہ نہ بنا کر ناقلِ حقیر کو آگاہ فرمائیں۔

مجھے اپنی علمی بے بضاعتی اور بے مائیگی کا پورا احساس اور علم ہے، لیکن یہ خداوند عالم کا مجھ پر فضل عظیم اور کرم عمیم ہے کہ اس نے مجھے اس کتاب کی جمع وترتیب کا سلیقہ و توفیق بخشی۔ کیونکہ یہ امر مسلم ہے کہ وہ عذاب وعتاب تو بلا سبب اور بلا وجہ کسی پر نہیں فرماتا، لیکن وہ جب کسی پر اپنا کرم کرنا چاہتا ہے، تو اس پر بلا سبب وعلت، بلغیر عبادت وریاضت اور بلا جد جہد کے اپنے فضل وکرم، عطا ورحم اور جودِ پیہم کے دہانے کھول دیتا ہے۔ یہ اس کی شانِ کریمی بھی ہے اور شانِ بے نیازی بھی۔ یہ کمزور وناتواں اپنے قوی وقدیر مولیٰ عزوجل سے دعا کرتا ہے، کہ: ان مجالس و بیانات سے ہمارے اور ہمارے مومن بھائیوں کے قلوب کو نرم فرمائے۔ اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی محبت کے لئے ہمارے قلوب کو وا وکشادہ فرمائے۔ اور اپنی عبادت وبندگی کے لئے ہمارے نفوس کو ہمت وتوفیق عطا فرمائے۔

آمین آمین آمین بجاہ سید المرسلین

صلّی علیہ وعلیٰ آلہٖ اجمعین برحمتك یا ارحم الرّحمین

کتاب الایمان

باب التوحید

اللہ عَزَّوَجَلَّ
کی وحدانیت کا بیان

نحمدہٗ و نصلّی علی رسولہ الکریم

اعوذباللہ من الشیطان الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾ لَمْ یَلِدْ ۙ وَ لَمْ یُوْلَدْ ﴿۳﴾ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾ (پ:۳۰)

ترجمہ: تم فرماؤ وہ اللہ ہے۔ وہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے، اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔

تمہید

ایک انسان دنیا میں تین تعلق وربط لے کر آتا ہے:

(۱) ربط العبد باللہ (۲) ربط العبد بالعبد (۳) ربط العبد بنفسہٖ

(۱) ربط العبد باللہ (انسان کا تعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ سے۔): وہ یہ کہ: انسان عبد، مملوک اور مخلوق ہے، اور اللہ عَزَّوَجَلَّ خالق و مالک و معبود ہے۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی وحدانیت، معبودیت اور خلقیت و مالکیت کے اعتراف و اقرار اور دل سے باور کر لینے کا عقیدہ ہے۔ اور نماز، روزہ وغیرہ عبادات کے ذریعہ اپنی عبدیت و مملوکیت کی نمائش و اظہار کا نام عمل و عبادت ہے۔ اسی پہلے تعلق وربط سے دو چیزیں سامنے آتی ہیں:

(۱) عقائد (۲) عبادات

(۲) ربط العبد بالعبد (ایک انسان کا تعلق دوسرے انسان سے۔): یعنی اپنے جیسے دوسرے انسانوں سے تعلقات و معاملات، کہ ہر ایک پر دوسرے کے کچھ حقوق و فرائض عائد ہوتے ہیں۔ اسی کا نام ہے: معاملات۔

(۳) ربط العبد بنفسہٖ (انسان کا تعلق خود اپنے نفس اور اپنی ذات سے)

:ہر انسان خود اپنی ذات اور اپنے نفس کی صفات نفسانی کی تہذیب وتحسین، اور اپنے اندر ملکۂ روحانی اس طور پر پیدا کرنا کہ جس کے آثار وعلامات اعمال بدن سے ظاہر ہوں، واجب وضروری ہے۔ اور اسی کا نام اخلاقیات ہے۔

مذہب کی عظمت وترقی کا راز

عقائد میں توحید خالص اور رسالت کی عظمتیں، عبادات میں دوام عمل کے ساتھ اخلاص، معاملات میں مساوات کے ساتھ صفائی اور اخلاقیات میں تہذیب نفس اور تصفیۂ قلب کے ساتھ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کا مظاہرہ۔ یہ وہ بنیادی امور ہیں، جن سے دین ومذہب قائم ودائم رہتا ہے، اس کی جڑیں باطن میں مضبوط ہوتی ہیں اور ظاہر میں اس کی شاخیں پھولتی اور پھیلتی ہیں۔ جب تک اہلِ دین اور اہلِ مذہب ان بنیادی چیزوں پر قائم اور عامل رہتے ہیں، وہ کسی بدعت وخرافات میں مبتلاء نہیں ہوتے ہیں۔ اور جب عقائدِ صحیحہ، عملِ خالص، معاملات اور اخلاق حسنہ سے دور ہوجاتے ہیں یا ان کو پسِ پشت ڈال دیتے ہیں، تو رسم ورواج اور بدعات وخرافات میں مبتلاء ہوجاتے ہیں۔ یا ان رسم ورواج اور بدعات وخرافات کو ہی دین تصور کرنے لگتے ہیں۔ مسیحیت ویہودیت اور بدھ مت و برہمنیت کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ ہماری قوم اور ہمارے مذہب و مسلک کے لوگوں کو دین کے اصولی عقائد واعمال اور معاملات واخلاقیات پر قائم رہنے اور انہیں امور کی دعوت وتبلیغ کی ضرورت ہے۔ تاکہ ہمارے عوام کتاب وسنت کے بتائے ہوئے ان امور پر عمل کریں اور رسم ورواج اور بدعات خرافات سے دور رہیں۔ کہ اسی میں دنیا وآخرت کی صلاح وفلاح ہے۔

مسلماں مسلماں مسلمانی مسلمانی
ازیں آئینِ بے دیناں پشیمانی پشیمانی

مسلمانو! مسلمانو! (خدا کے واسطے) شریعت وطریقت پر عمل کرو۔ (اور یہ جو تم نے) بے دینوں کے آئین وقانون (رسم ورواج، بدعات وخرافات، مادہ پرستی اور نفس پرستی) کو اپنا لیا ہے، اس میں تمہیں پشیمانی وشرمندگی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہونا ہے۔

ایمان وتوحید

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے انسان پر بہت سے حقوق ہیں ان میں سب سے اول، سب سے اہم اور سب سے افضل واعلیٰ حق اللہ عَزَّوَجَلَّ کی وحدانیت اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت کی عظمتوں کا اعتقاد واقرار کرنا ہے۔ اور اسی کا نام اسلام میں ایمان و توحید ہے۔ اب خواہ وہ توحید، توحید فی الذات ہو یا توحید فی الصفات توحید فی الافعال ہو یا توحید فی الاحکام۔ اول (توحید) کا بیان کلمۂ طیبہ کے پہلے جز میں کیا گیا ہے۔ اور ثانی (عظمتِ رسالت) کا بیان کلمہ طیبہ کے دوسرے جزو میں۔ اب غفلت کی چادر اتار کر کلمۂ طیبہ کی فضیلت پڑھئے۔

راہِ مولیٰ کے دو قدم

بیان توحید

پہلا قدم: لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ (سورۂ محمد)

بیان رسالت

دوسرا قدم: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ (سورۃ الفتح)

کلمۂ طیبہ

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں

فصل

کلمہ طیبہ کی فضیلت کا بیان

پہلی مجلس: پیارے اسلامی بھائیو! (بہنو!) پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّم

کلمۂ طیبہ سے بخشش

حدیث ۱: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جب کوئی مومن بندہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" پڑھتا ہے تو یہ کلمہ آسمانوں کو چیرتا ہوا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: اُسْکُنِی (سکون اختیار کر! سکون اختیار کر!) کلمہ عرض کرتا ہے، میں کیسے سکون اختیار کروں؟ جبکہ تو نے ابھی میرے ورد کرنے والے کو بخشا نہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: میں نے تو اسے اسی وقت بخش دیا تھا، جب اس نے تجھے اپنی زبان پر جاری کیا تھا۔ (کنز العمال)

حدیث ۲: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جو بندہ سو مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھے، اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اسکو ایسے روشن چہرے کے ساتھ اٹھائے گا جیسے چودھویں رات کا چاند۔ جس دن بندہ یہ کلمہ پڑھتا ہے اس دن اس سے افضل و بہتر عمل کرنے والا وہی شخص ہوسکتا ہے، جو اس کلمے کا ورد کرتا ہو یا اس سے زیادہ پڑھتا ہو۔ (کنز العمال)

حدیث ۳۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: جس نے اخلاص کے ساتھ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھ لیا وہ جنت میں داخل ہوا۔ عرض کیا گیا: اس کلمے کا اخلاص کیا ہے؟ سرکار ﷺ نے فرمایا کلمے کا اخلاص یہ ہے کہ، یہ کلمہ اس بندے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے روک دے۔

موسیٰ علیہ السلام کی دعا

حدیث ۴: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو جب توریت عطا فرمائی، تو انہوں نے رب تعالیٰ سے عرض کی ''اے میرے معبود تو مجھے کوئی ایسی دعاء سکھا دے جس سے میں دعاء کیا کروں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں حکم دیا کہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کے ذریعہ دعاء کیا کریں۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! تیرا ہر بندہ اسی کلمے کے ساتھ دعا کرتا ہے۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ تو مجھے کوئی خاص دعا عطا فرما، جس کے ساتھ میں دعا کروں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ! اگر تمام آسمان اور آسمانوں کے رہنے والے۔ تمام سمندر اور جو بھی سمندروں میں ہے۔ ان سب کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے۔۔۔ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو ترازو کے دوسرے پلڑے میں، تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا پلڑا وزنی ہوگا۔

دوسری مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو!) پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

زمین و آسمان کی چابی

حدیث ۵: لِكُلِّ شَيْءٍ مِفْتَاحٌ وَ مِفْتَاحُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ (کنزالعمال)

یعنی: ہر (بند) چیز کو کھولنے کے لئے ایک چابی ہوتی ہے۔ زمین و آسمان (کے خزانوں) کی چابی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

سات پیاری باتیں

فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس نے سات باتوں کو یاد رکھا، وہ اللہ عَزّوَجَلَّ اور فرشتوں کے نزدیک مکرم ہوگا۔ اللہ عَزّوَجَلَّ اسکے گناہ بخش دیگا۔ اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔ وہ اپنی عبادت و بندگی میں حلاوت و شیرینی پائیگا۔ اس کی موت و زندگی دونوں اسکے لئے بہتر ہونگی۔ وہ سات باتیں یہ ہیں:

۱۔ ہر کام کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا۔

۲۔ ہر کام سے فارغ ہونے کے بعد الحمدللہ کہنا۔

۳۔ جب اس کی زبان پر کوئی چھوٹی یا بڑی بیہودہ اور بری بات آجائے تو اس کے بعد استغفراللہ پڑھنا۔

۴۔ جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرے یا کہے تو فوراً اِنْ شَاءَ اللّٰہُ کہنا۔

۵۔ شب و روز ہر وقت اسکی زبان پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا جاری رہنا۔

۶۔ جب اس کے جان و مال میں کوئی تکلیف پہنچے، تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھنا۔

۷۔ جب کوئی مکروہ اور ناپسندیدہ بات اس کے سامنے آئے، تو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھنا۔ (تنبیہ الغافلین)

سیدنا حسن بصری فرماتے ہیں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ جنت کی قیمت ہے۔

حدیث۶: حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہ سید عالم ﷺ سے پوچھا گیا: ھَلْ لِلْجَنَّۃِ ثَمَنٌ؟ قَالَ نَعَم! لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ (یا رسول اللہ ﷺ! کیا جنت کی کوئی قیمت ہے؟) تو حضور ﷺ فرمایا "ہاں! لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھنا۔"

(تنبیہ الغافلین)

تیسری مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنوں) پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کلمہ عذاب الٰہی کو روک دیتا ہے

حدیث ۷: کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اپنے پڑھنے والے سے ننانوے (۹۹) قسم کی بلائیں دور کرتا ہے۔ ان میں سب سے ہلکی بلا رنج وغم ہے۔

حدیث ۸: کلمہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" لوگوں سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قہر وغضب کو اس وقت تک روکے رکھتا ہے، جبتک کہ وہ دین پر دنیا کو ترجیح نہ دیں۔ اور جب وہ دین پر دنیا کو ترجیح دینے لگیں اور اسی حالت میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھیں، تو ان سے کہا جاتا ہے تم جھوٹے ہو۔ تم اس کلمہ کے اہل نہیں۔ (کنز العمال)

فائدہ: میرے اسلامی بھائیو: اس حدیث کے تناظر میں عالم اسلام اور خود اپنے بارے میں غور کریں! کہ کتنے مسلمان اس دنیا میں ہیں؟ جو دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہیں۔ مولیٰ! ہمیں دین سے سچی محبت عطا فرما، تاکہ ہم دین کو دنیا پر ترجیح دیں۔ آمین

ذکر وشکر کرو اور ایمان بچاؤ

اے میرے غافل اسلامی بھائیو! کثرت سے کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ورد کرو۔ اور شب وروز اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ایمان کی سلامتی کی بھیک مانگو۔ کہ: ایمان ہی متاع زندگی ہے۔ ایمان کی سلامتی اور حفاظت کا ایک راستہ یہ ہے، کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی اور معصیت سے اپنے آپ کو محفوظ رکھو۔ کیوں کہ بہت سے لوگ دنیا میں اس کلمے کو پڑھتے رہتے ہیں، لیکن ان کی معصیت ونافرمانی کے سبب انکی آخری عمر میں ایمان انکے ہاتھ

سے جاتا رہتا ہے۔ اور وہ دنیا سے ایمان بچا کے نہیں لیجا پاتے۔ مولیٰ اپنی امان میں رکھے۔ آمین

چوتھی مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّم

سب سے بڑا گناہ

سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا گیا "اَیُّ ذَنْبٍ اَخْوَفُ بِسَلْبِ الْاِیْمَانِ؟" (ایمان کو سلب کرنے میں سب سے زیادہ خوفناک اور خطرناک گناہ کون سا ہے؟) آپ نے جواباً فرمایا: ''ایمان جیسی نعمت پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا نہ کرنا، برے خاتمہ کا خوف نہ کرنا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندوں پر ظلم کرنا۔'' کیونکہ اگر کوئی نعمت قابل اعتماد ہے تو وہ ایمان اور توحید کی امانت ہی ہے۔

حدیث۹: مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ الکریم نے فرمایا: تجھے دنیا کی نعمتوں میں اسلام، اس کی مشغولیات میں اطاعت اور اس کے عبرت کدے میں موت کی عبرت کافی ہے۔

بتاؤ! کسی انسان کے لئے اس سے بڑی مصیبت کیا ہوگی؟ کہ: پوری زندگی دنیا میں اس کا نام مسلمانوں میں رہا اور جب قیامت میں اٹھا، تو اس کا نام کافروں کی فہرست میں آیا۔ الامان والحفیظ۔ ہائے حسرت وافسوس! اس سے بڑی حسرت اور کیا ہوگی؟ کنیسا اور بت خانے سے نکل کر جہنم میں جائے تو افسوس نہیں۔ افسوس تو اس وقت ہوگا، جب مسجد سے نکلنے والا اپنی نجی اور خلوت کی زندگی میں بدکاریوں کے سبب جہنم میں جائے گا۔

اے میرے دینی بھائیو! حرام سے باز آؤ۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور بندوں کے حقوق ابھی ابھی ادا کر دو۔ اور موت کے آنے سے پہلے اپنے حال کی اصلاح کر لو۔ کیونکہ پتہ

نہیں کہ موت کا فرشتہ کس وقت آ پہونچے؟ عمر تھوڑی ہے۔۔۔ پر حسرت و مایوسی لمبی ہوگی۔ کثرت سے پڑھو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔۔۔ (عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حدیث ۱۰: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم جو بھی نیکی کرتے ہو، قیامت کے دن اسکا وزن ہوگا۔ مگر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت و گواہی میزان کے پلوں سے بڑھ کر ہوگی، اس لئے اسے تولا نہیں جائیگا۔

۵/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

کلمۂ توحید کے فائدے

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کلمۂ توحید لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو مختلف چیزوں سے تشبیہ دی ہے۔ کہیں پانی سے تشبیہ دی، اس لئے کہ پانی طیب و طاہر ہوتا ہے۔ اور اس میں ہر طرح کی ناپاکی کو دور کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ اسی طرح کلمہ توحید اپنے پڑھنے والے کو گناہوں سے پاک کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ کہیں اس کلمۂ توحید کو خاک سے تشبیہ دی گئی، اس لئے کہ خاک دانوں کو بڑھاتی ہے۔ اور یہ کلمہ بھی انسان کے ثواب کو بڑھاتا ہے۔ کسی جگہ اس کلمے کو آگ سے تشبیہ دی، کیونکہ وہ اشیاء کو جلا دیتی ہے۔ اور یہ کلمہ توحید بھی گناہوں کی زنگ کو جلا کر صاف کر دیتا ہے۔

کلمہ روشن سورج اور واضح دلیل

کہیں اس کو سورج سے تشبیہ دی، اس لئے کہ سورج تمام دنیا کو منور کرتا ہے۔ اور اس کلمہ سے عالم برزخ روشن و منور ہوگا۔ کسی مقام پر اسکو چاند سے تشبیہ دی، کیونکہ وہ

رات کی تاریکی کو دور کرتا ہے۔ اور یہ کلمہ بھی انسان کی شک کی تاریکیوں کو چھانٹ دیتا ہے۔ کہیں اس کو ستاروں سے تشبیہ دی، کیونکہ وہ مسافروں کے رہنما ہیں۔ یہ کلمہ بھی گمراہوں کو صراط مستقیم کی رہنمائی کرتا ہے۔ کہیں اس کلمے کو پاکیزہ درخت کی طرح کہا گیا ہے: {كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ}۔ (نزہۃ المجالس)

قرآن وحدیث میں اس کلمہ کو کلمۂ طیبہ، کلمۂ ثابت، کلمۂ تقویٰ، عُرْوَةُ الْوُثْقٰى، کلمۂ توحید، کلمۂ اخلاص اور ثَمَنُ الْجَنَّةِ وغیرہا ناموں سے یاد کیا گیا ہے۔

چھٹی مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنوں)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّم

جنت کی چابی (حکایت)

سیدنا امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس وعظ میں ایک نصرانی حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ جب وہ تین روز مسلسل نہ آیا تو آپ نے اس کے بارے میں معلوم کیا، تو لوگوں نے بتایا حضور وہ تو نزع کی حالت میں ہے۔ آپ فوراً اس کے پاس پہونچے اور فرمایا: كَيْفَ اَنْتَ؟ یعنی آپ کیسے ہیں؟ اس نے کہا:

مَوْتٌ عَاجِلٌ وَّلَا بُدَّ لِيْ۔ وَ قَبْرٌ مُوْحَشٌ وَلَا مُوْنِسَ لِيْ۔ وَ نَارٌ حَامِيَةٌ وَلَا جِلْدَ لِيْ۔ وَجَنَّةٌ اُزْلِفَتْ وَلَا وُصُوْلَ لِيْ۔ صِرَاطٌ مُمْتَدٌّ وَلَا جَوَازَ لِيْ۔

موت حاضر ہے اور مجھے اس سے چھٹکارہ نہیں۔ قبر وحشت وتنہائی کا مقام ہے، اور وہاں میرا کوئی مونس وغمخوار نہیں۔ دوزخ کی آگ بھڑک رہی ہے، میرے اندر طاقت برداشت نہیں۔ جنت سجادی گئی ہے، لیکن میری وہاں تک رسائی نہیں۔ پل صراط طویل ہے، لیکن میرے پاس پروانۂ گذر نہیں

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تمہارا وقتِ آخر آ گیا ہے۔ اس نے کہا ذرا چابی تو آ لینے دیجئے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اٹھنے لگ، تو وہ کہنے لگا آپ مجھ سے اپنا چہرہ پھیر رہے ہیں۔ لو وہ چابی آ گئی۔ اور پڑھنے لگا "اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ"۔ اور اسی وقت اس کی روح پرواز کر گئی۔ پھر سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی رات اس کو خواب میں دیکھا، تو اس سے پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ تو وہ کہنے لگا: اللہ عزّوجلّ نے مجھے جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمایا۔ اور کیوں نہ ہو؟

۷ ر ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

فرشتے استقبال کریں

حدیث نمبر ۱۱: سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جب کوئی بندہ کلمۂ توحید پڑھتا ہے، تو اسکے ذکر پاک کو ایک فرشتہ لیکر مقام اعلیٰ کی طرف جاتا ہے۔ اور اُدھر آسمانوں سے ایک فرشتہ اسکے استقبال کو آتا ہے۔ وہ آنے والا کہتا ہے مِنْ اَیْنَ؟ تم کہاں سے آ رہے ہو؟ یہ جانے والا آنے والے سے کہتا ہے وَاَنْتَ اِلٰی اَیْنَ؟ تم کس طرف جا رہے ہو،؟ تو پہلا فرشتہ جواب دیتا ہے میں فلاں کلمہ پڑھنے والے کی شہادت اللہ عَزّوَجَلّ کی بارگاہ میں لے جا رہا ہوں۔ دوسرا فرشتہ کہتا ہے میں اس کے لئے جہنم سے آزادی کا پروانہ لا رہا ہوں۔ (نزهة المجالس)

کلمۂ نجات

حدیث نمبر ۱۲: سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ایک قبرستان سے گزر ہوا، تو آپ نے اہل قبور کو اس طرح سلام فرمایا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ۔ کَیْفَ وَجَدْتُّمْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ؟ (یعنی: اے کلمۂ توحید پڑھنے والو! تم نے کلمۂ توحید کو مرنے کے بعد کیسا پایا؟) تو غیب سے آواز آئی، وَجَدْنَاھَا الْمُنْجِیَۃَ مِنْ کُلِّ ھَلَکَۃٍ (ہم نے اس [کلمۂ طیبہ] کو ہر ہلاک کرنے والی چیز سے نجات دینے والا پایا۔)

حدیث نمبر ۱۳: نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: جبرائیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی کہ: ایک مسلمان کے لئے انتقال کے وقت، قبر کے اندر اور جب وہ قبر سے اٹھے گا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ اس کا مونس وغمخوار اور مددگار ہوگا۔ اسی لئے حدیث شریف میں آیا ہے:

حدیث نمبر ۱۴: آپ ﷺ فرماتے ہیں: جب کسی مسلمان کی موت کا وقت قریب ہو تو اسے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کی تلقین کرو۔ یعنی اس کے پاس بِالْجَھْرِ اس کلمے کا ورد کرو۔ کیونکہ جب وہ اس کلمہ مبارکہ کو سنے گا تو وہ بھی دل ہی دل میں اسکو پڑھ لیگا اور اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا۔ اور یہ کلمۂ توحید اس کا جنت کے لئے معاون ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

۸/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کلمۂ بخشش

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: کسی شخص نے ہارون رشید کی بیوی زُبَیْدَہ کو خواب میں دیکھا۔ تو ان سے پوچھا اللہ عزّوجلّ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انہوں نے کہا مولیٰ تعالیٰ نے مجھے چار کلموں کی بدولت بخش دیا:

پہلا کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جو اپنی عمر کے اختتام پر پڑھا۔

دوسرا کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ جس کے ساتھ میں قبر میں اتری۔

تیسرا کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ جس کے ساتھ میں نے خلوت وتنہائی اختیار کرلی۔

چوتھا کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ جس کے ذریعہ مجھے پروردگار عالم سے ملاقات و شرف حاصل ہوا۔

اور کیوں نہ ہو؟ کریم رب اپنے کلام کریم میں فرتا ہے:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَ يُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ۔ (پ: ۱۳/ابراہیم: ۲۷)

ترجمہ: اللہ عزّوجلّ ایمان والوں کو پکی بات (کلمۂ طیبہ) پر دنیا و آخرت میں مضبوط وثابت رکھتا ہے۔ اور کافروں کو بھٹکا دیتا ہے۔ اللہ عزّوَجَلّ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

بہت سے صحابہ اور تابعین فرماتے ہیں، اس آیت مبارکہ میں قول ثابت سے کلمۂ توحید اور آخرت سے قبر کے سوال و جواب مراد ہیں۔

حدیث نمبر ۱۵: نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: جب قبر میں سوال ہوتا ہے، تو مسلمان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی گواہی دیتا ہے۔

۹/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّم

قول ثابت دل کے بند تالوں کو توڑ دیتا ہے

ابو مسلم خراسانی نے جب مرو شہر پر چڑھائی کی اور اس پر قبضہ کرلیا۔ تو ایک مجوسی حکیم سے پوچھا: کہ تو حکیم کیسے بنا؟ وہ بولا: تَرَکْتُ الدُّنْیَا وَالْکِذْبَ (میں نے دنیا اور جھوٹ کو چھوڑ دیا۔) اور ہر صبح جس کی عام لوگ پوجا کرتے ہیں، اسکو پاؤں تلے روندتا ہوں۔ یہ سنتے ہی ابو مسلم خراسانی نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ وہ حکیم کہنے لگا: اے حاکم! جلدی نہ کیجئے اور میری بات سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ آپ نے فرمایا: جلدی مطلب بتاؤ۔ اس حکیم نے کہا: آپ نے اپنی کتاب میں پڑھا ہوگا، اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے:

اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوَاہُ۔ (پ:۲۵-الجاثیۃ:۲۳)

ترجمہ: اے پیارے! کیا آپ نے دیکھا؟ جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔)

حکیم بولا: میں اپنی خواہش کو اپنے قدموں سے روندتا ہوں۔ تاکہ وہ مجھ پہ غالب نہ آجائے۔ ابو مسلم نے کہا، جب تو اس حکمت کو پاچکا تو مسلمان کیوں نہیں ہوجاتا؟ اس نے جواب دیا: دل پر تالے پڑے ہوئے ہیں اور چابی تمہارے پاس ہے۔ ابو مسلم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ وضو کیا، اور دو رکعت نماز ادا کر کے مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعاء کی: الٰہی اس حکیم کو ایمان کی دولت عطا فرما۔ وہ حکیم عرض کرنے لگا: حاکم تھوڑی عاجزی سے دو آنسو اور بہالو میرا قفل حرکت کرنے لگا ہے۔ پھر بولا: لو میرا قفل ٹوٹ گیا۔ اور پکار اٹھا: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

(نزہۃ المجالس)

۱۰ ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ

میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حکایتِ عبرت

حضرت سیدنا مالک ابن دینار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، میں نے ایک دن خواب دیکھا۔ ایک شخص کا انتقال ہوا، اسکے عزیز واقارب اسکو دفن کر کے جب واپس ہوئے، تو اس کی قبر پر رحمت و عذاب کے دو فرشتے آئے۔ عذاب کے فرشتے نے رحمت کے فرشتے سے کہا: یہ گنہگار ہے میں اسکو دوزخ میں لیجاؤں گا۔ رحمت کے فرشتے نے کہا: اتنی جلدی مت کرو، اسکے اعضاء کا جائزہ لے لو۔ عذاب کا فرشتہ اسکی قبر میں اترا، اور اسکی زبان کو کھول کر دیکھا، تو بولا: اسکی زبان تو گناہوں سے آلودہ ہے، یہ تو دوزخ میں ہی جانے کے قابل ہے۔ رحمت کے فرشتے نے کہا: اچھا ذرا ہاتھ دیکھ لو، عذاب کے فرشتے نے ہاتھوں کا جائزہ لیا، تو ہاتھ بھی گناہوں سے آلودہ نکلے۔ رحمت کے فرشتے نے کہا: ذرا اسکی آنکھوں کو دیکھو۔ عذاب کے فرشتے نے جب اسی کی آنکھوں کا جائزہ لیا تو آنکھیں بھی گناہوں سے آلودہ نکلیں۔ اسکے بعد عذاب کے فرشتے نے پیر، پیٹ اور شرمگاہ وغیرہ کا جائزہ لیا۔ سب گناہوں سے آلودہ نکلے۔ تو اس نے کہا اس کے جسم کا تو اَنگ اَنگ گناہوں سے آلودہ ہے، یہ دوزخ ہی کے قابل ہے۔ رحمت کے فرشتے نے کہا: اتنی جلدی مت کرو، چلو میں اترتا ہوں۔ رحمت کا فرشتہ جب قبر میں اترا اور مرنے والے کے قلب کو جب چاک کر کے دیکھا، تو اسکا دل کلمۂ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے رنگ سے رنگا ہوا تھا۔ رحمت کے فرشتے نے کہا جس کا دل توحید و رسالت کے رنگ سے رنگا ہوا ہو وہ شخص دوزخ کا نہیں، جنت کا مستحق ہے۔ (روح البیان)

حب صنم دنیا سے پاک کر اپنا دل　　اللہ کے گھر کو بھی ظالم کیا بت خانہ

اے آتش سوزاں دیکھ مرا گلشن نہ جلے
رگ رگ جلے پر دلبر کا مسکن نہ جلے

کلمۂ توحید گندگیوں کو صاف کر دیتا ہے

حدیث نمبر ۱۶: سیدنا انس ابن مالک رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: جو بندہ رات و دن کسی وقت بھی "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" پڑھتا ہے، اس کی برکت سے اس کے نامۂ اعمال کی برائیاں ڈھل جاتی ہیں۔

۱۱/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

افضل ترین نیکی

حدیث نمبر ۱۷: سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: مجھے کچھ نصیحت فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا: اللہ عزّوجلّ سے ڈرتے رہو۔ جب کوئی برائی ہو جائے، تو فوراً اس کے بعد کوئی نیکی کر لو۔ تاکہ وہ اسکا بدلہ ہو جائے اور وہ برائی زائل ہو جائے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھنا بھی نیکی ہے؟ سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ تو نیکیوں میں افضل ترین نیکی ہے۔

بت پرستی سے نفرت

حدیث نمبر ۱۸: سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے، کہ وہ ایمان لانے سے پہلے ایک بت کی پوجا کیا کرتے تھے۔ اور سفر و حضر میں

اسے ساتھ رکھتے تھے۔ایک دن وہ سفر پر روانہ ہوئے۔دوران سفر انکو رفع حاجت کے لئے جانا پڑا۔تو بت سے کہنے لگے اے بت تو میرے سامان کی حفاظت کرنا۔اور آپ جنگل چلے گئے۔ادھر سے ایک لومڑی آئی اور اس نے بت پر پیشاب کر دیا۔جب سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس ہوئے تو بت کو بھیگا ہوا پایا۔دل ہی دل میں کہنے لگے بارش تو ہوئی نہیں، یہ بھیگ کیسے گیا؟ لیکن جب ان کی لومڑی پر نظر پڑی،تو آسمان کی طرف منہ کر کے یہ اشعار پڑھنے لگے:

أَرَبٌّ يَبُوْلُ الثَّعْلَبَانُ بِرَأْسِهٖ
لَقَدْ ذَلَّ مَنْ بَالَتْ عَلَيْهِ الثَّعَالِبُ
فَلَوْ كَانَ رَبًّا كَانَ يَمْنَعُ نَفْسَهٗ
فَلَاخَيْرَ فِيْ رَبٍّ فَاتَهُ الْمَطَالِبُ
بَرِأْتُ مِنَ الْاَصْنَامِ فِي الْاَرْضِ كُلِّهَا
وَآمَنْتُ بِاللهِ الَّذِيْ هُوَ غَالِبُ

(۱) کیا وہ بھی خدا ہوسکتا ہے؟ جس کے سر پہ لومڑیاں پیشاب کریں۔بیشک وہ تو ذلیل کمزور ترین چیز ہیں،جس پر لومڑی جیسا جانور پیشاب کرے۔(۲) اگر یہ معبود ہوتا تو اپنی حفاظت ضرور کرتا ایسے معبود سے کیا بھلائی کی امید؟ جو اپنے مقاصد کو نہ پا سکے۔(۳) زمین پر جتنے بت ہیں،میں سب سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔اور اس اللہ عزّوجلّ پر ایمان لاتا ہوں جو ہر ایک پر غالب ہے۔(نزہۃ المجالس)

۱۲/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

دین وایمان کی اصل جڑ

اللہ عزّوجلّ کے نبی ﷺ نے سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں کلمہ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو افضل ترین نیکی فرمایا۔ کیونکہ یہ کلمۂ طیبہ دین کی اصل ہے۔ ایمان کی جڑ ہے۔ اسلام کا مدار اسی کلمہ پر ہے۔ اس کلمۂ طیبہ میں اللہ عزّوجلّ کی وحدانیت اور اسکے یکتا ہونے کا ذکر ہے۔ اسکے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت عامہ کا تذکرہ ہے۔ ظاہر ہے جس قدر درخت کی جڑ مضبوط ہوگی اسی قدر درخت پائدار ہوگا۔ اسی لئے علماء نے کلمۂ طیبہ کو مَدَارِ اِیْمَانْ فرمایا ہے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ۔ دنیا کے وجود کا دارومدار ہی اسی کلمۂ طیبہ پر ہے۔ اس لئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے:

حدیث نمبر ۱۹: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک روئے زمین پر "لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" یااللّٰہُ کہنے والا رہے گا۔

افضل ذکر

حدیث نمبر ۲۰: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں: کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَفْضَلُ الذِّکْرِ: لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ وَاَفْضَلُ الدُّعَاءِ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ (تمام ذکروں میں افضل ذکر لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور تمام دعاؤں میں بہتر دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔)

تمام دعاؤں میں حمد وثنا اس لئے بہتر ہے، کہ: ہم بھکاریوں کا حمد وثنا سے مطلب بھی مولیٰ سے بھیک مانگنا ہی ہے۔ اور کلمۂ توحید کا افضل الذکر ہونا تو ظاہر ہے کہ۔ مدار ایمان ہے۔ اس میں کیا شک وتردد ہوسکتا ہے؟ چونکہ کلمۂ طیبہ ہی دین کی وہ بنیاد ہے، جس پر پورے دین کی عمارت قائم ہے۔ اسی لئے اولیاءِ کاملین اپنی خانقاہوں میں طالبین اور مریدین سے اسی کلمے کا ورد کرایا کرتے تھے۔ اور اسی ذکر کو سب ذکروں پر

ترجیح دیتے تھے۔اور جتنا بھی ممکن ہوتا تھا،اسی کلمے کی کثرت کراتے تھے۔کیونکہ تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جس قدر فائدہ اور نفع اس کلمہ میں ہے،کسی دوسرے میں نہیں۔ حتیٰ کہ سینے میں اخلاص ولِلّٰہِیّت پیدا کرنے کے لئے بھی جس قدر یہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مفید ہے،کوئی دوسرا کلمہ نہیں۔اسی لئے صوفیہ کرام اس کلمہ کو اپنی اصطلاح میں "جِلَآءُ الْقُلُوْبِ" (دلوں کی صفائی) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔اور طالبین کے دلوں کے بند تالوں کو اسی کلمۂ طیبہ کو ہزاروں کی تعداد میں پڑھوا کر کھولا کرتے تھے۔

۱۴/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

توحید کا مطلب

حدیث نمبر۲۱: اِمَامُ الْمُفَسِّرِيْنِ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا مفہوم ومطلب یہ ہے،کہ: اللہ عزّوجلَّ کے سوا کوئی حقیقی طور پر نفع ونقصان کا مالک نہیں،اور نہ اللہ عزّوجلَّ کے سوا کوئی حقیقی طور پر عزت وذلت دینے کا مالک ومختار ہے۔اور نہ ذاتی طور پر کوئی اللہ عزّوجلَّ کے علاوہ عطا کرنے والا ہے اور نہ کوئی اسکی عطا کو روکنے والا ہے۔(نزہۃ المجالس)

اس کلمۂ طیّبہ کے دو مفہوم ہیں۔(۱) **لفظی مفہوم**: جسکو قریب قریب سب جانتے ہیں کہ۔ اللہ عزّوجلَّ ایک ہے۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (۲) **حقیقی مفہوم**: جو حقیقت میں ایمان کا لبِّ لباب ہے۔عارفِ کامل کی توحید خالص ہوتی ہے۔اسکی نظر اپنے مولیٰ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی اور کی طرف نہیں ہوتی۔وہ خوب جانتا ہے کہ، اسکی پیدائش کا مقصد عبودیت اور بندگی کے حقوق ادا کرنا ہے۔وہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کے

ورد سے اپنے مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی ذلت ومحتاجی، عاجزی اور ناپائیداری کا اظہار کرتا ہے۔ چونکہ وہ خوب جانتا ہے پائیداری، عزت وعظمت، تکبر وکبریائی اور بے نیازی معبودِ حقیقی کا خاصہ ہے۔ اسی لئے وہ لَآ اِلٰہَ کی ضرب سے اپنی خودی اور اپنی انا کو فنا کر دیتا ہے۔ اور اِلَّا اللہُ کی ضرب سے اپنے دل کو توحید کے رنگ میں رنگ لیتا ہے۔ اور جب مومن کامل کا قلب توحید کے رنگ میں رنگ جاتا ہے، تو پھر وہ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت یا بڑی سے بڑی آفت سے نہیں اُترتا۔

میں اسی کی یاد میں ہوں

حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نزع کے وقت کہا گیا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھ لیجئے۔ آپ نے فرمایا "مَا نَسِیْتُہٗ فَاَذْکُرُہٗ" (میں اسے بھولا نہیں، اسی کی یاد میں ہوں۔)

مطلب یہ ہے کہ توحید کا رنگ انکے دل پہ چڑھ چکا۔ اسی رنگِ توحید کی طرف اللہ عزّوجلّ نے اپنے کلام میں اشارہ فرمایا:

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ۔

(پ:۱/البقرۃ:۱۳۸)

ترجمہ: ہم نے اللہ (عزّوجلّ) کی رینی لی اور اللہ (عزّوجلّ) سے بہتر کس کی رینی؟ اور ہم اسی کو پوجتے ہیں۔ (کنز الایمان)

۱۴/ویں **مجلس**: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

توحید حقیقی

ایک ہے اسلام میں آنا، جیسا کہ عام طور سے لوگ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ کر مسلمان ہو کر اسلام کے دائرے میں آجاتے ہیں۔ اور ایک ہے اسلام کا مومن میں آجانا۔ یہی ہے توحید حقیقی کہ مومن کا دل اللہ عزّوجلّ اور رسول ﷺ کے رنگ میں رنگ جائے۔ اس کے دل پر وحدانیت ورسالت کا رنگ چھا جائے۔ اور جب یہ رنگ دل پر چڑھ جاتا ہے تو بڑی سی بڑی طاقت سے نہیں اترتا۔ جیسا کہ کفار مکہ سارے ظلم کرنے کے بعد بھی بلال وسہیل سے نہ اتار سکے (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔

دائمی نشہ

اس توحید کے رنگ میں بندہ جب رنگ جاتا ہے تو صرف مومن ہی نہیں بلکہ مومن گر ہو جاتا ہے۔ اور توحید ورسالت کے رنگ اور اخلاص وللّٰہیت میں ڈوبی ہوئی اپنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی ضربوں سے وہ ایسی فضاء قائم کر دیتا ہے، کہ اسکے دنیا سے جانے کے بعد بھی اسکے مرقد پر توحید پرستوں کے میلے لگے رہتے ہیں۔ اللہ عزّوجلّ کے رنگ میں رنگا ہوا انسان اپنی زندگی میں تو ہزاروں کو اس رنگِ توحید میں رنگتا ہی ہے، لیکن دنیا سے جانے کے بعد بھی وہ اپنا رنگ چھوڑ جاتا ہے۔ کہ زمانہ رہتی دنیا تک اسکے رنگ میں رنگتا رہے گا۔ اسی لئے اللہ عزّوجلّ نے فرمایا: صِبْغَۃَ اللّٰہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً انہیں اللہ عزّوجلّ نے خاص رنگ میں رنگ دیا ہے، جس میں ان کا ظاہر و باطن ایسا رنگین ہو گیا ہے کہ: کسی پانی سے وہ رنگ چھوٹ نہیں سکتا۔ تو بتاؤ اللہ عزّوجلّ کے رنگ سے بڑھکر کس کا رنگ ہے؟

۱۵/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ

میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کبھی نہ اترنے والا رنگ

دنیا کے رنگ پرانے ہو کر پھیکے پڑ جاتے ہیں۔ یا ڈھل کر یا دوسرے رنگ کے غالب آ جانے سے چھوٹ جاتے ہیں۔ مگر اللہ عزّوجلّ کا رنگ ایسا رنگ ہے۔ جو نہ پھیکا پڑے اور نہ چھوٹے۔ بلکہ یہ جوں جوں پرانا ہوتا ہے، توں توں نکھرتا ہے۔ انسان کا دل اللہ عزّوجلّ کا گھر ہے۔ اسی لئے اس آیت میں دل کے رنگ کو اللہ عزّوجلّ کا رنگ کہا گیا۔ اس رنگ کی پالش اور چمک نیک اعمال سے ہوتی ہے۔ کسی بھی شئی کو رنگنے کے لئے رنگ بنانے والا اور رنگ جمانے والا اور اس شئی میں رنگ قبول کرنے کی صلاحیت بھی ہو۔ تو دین اسلام رنگ خدائی ہے۔ جسے کارخانۂ قدرت میں خالق کائنات نے تیار کیا۔ اللہ عزّوجلّ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نگاہ نبوت سے اس رنگ کو جمایا۔ توحید کے متوالوں کے دل و دماغ اور ظاہر و باطن نے اس رنگ کو قبول کیا۔ اور کاملین نے عبادت و ریاضت کے ذریعہ اس رنگ میں جلا دی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات تو وہ ذات ہے، کہ باطنی رنگ کے ساتھ انہوں نے ظاہری رنگ بھی بدل ڈالے۔ کالے گئے۔ گورے واپس ہوئے۔ حبشی تھے۔ رومی ہو گئے۔

حبشی غلام

مثنوی جلال الدین رومی (رحمۃ اللہ علیہ) میں ہے: ایک جنگل میں اسلامی لشکر پیاسا تھا۔ کسی کا غلام پانی کے مشکیزے اونٹ پر لادے ہوئے اپنے آقا کے پاس لئے جا رہا تھا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اسے روک کر اسکے مشکیزوں سے سارے لشکر کو پانی

پلا یا گیا۔ اس لشکر کے تمام مشکیزے بھر لئے گئے۔ لیکن غلام کا پانی جتنا تھا اتنا ہی رہا۔ آقا ﷺ نے اس کالے غلام کو سینے سے لگا کے فرمایا جا۔ اب اللہ (عزّوجلّ) جانے اس ایک آن میں اسے آقا ﷺ نے کیا دے دیا؟ جو وہ نہایت ہی حسین وجمیل اور خوبصورت جوان ہوگیا۔ اس کے بعد جب وہ غلام اپنے آقا کے پاس پہونچا، تو وہ اسے پہچان نہ سکا اور کہنے لگا: تو کون ہے؟ اور میرا غلام کہاں گیا؟ وہ غلام بولا: میں ہی تیرا غلام ہوں۔ آقا نے کہا: وہ تو کالا تھا اور تو گورا ہے۔ وہ حبشی تھا تو رومی ہے۔ تو اس غلام نے جواب دیا: جس کو مولانا نے اپنے انداز میں نقل فرمایا:

صدر را دیدم و بدرے گشتہ ام صاحب فضل قدرے گشتہ ام
صبغۃ اللہ ہست رنگ خم او ہستیا حک رنگ گردد اندراو

میں نے کچھ دیر صدرِ نبوت کے جمال کا دیدار کیا، تو میں بدرِ منیر ہوگیا۔ اور انکی ایک لمحے کی صحبت سے میں صاحب عزت ہوگیا۔ انکی مئے محبت کے مٹکے کا رنگ صبغت اللہ ہے۔ جس میں وہ غوطہ دیکر رنگ برنگوں کو یک رنگ بنا دیتے ہیں۔ (یہ اسی رنگ کا کرشمہ ہے کہ کوئی صدیق بنا۔ تو کوئی فاروق۔ کوئی ذوالنورین بنا۔ تو کوئی ابوتراب۔ اللہ عزّوجلّ ہم سب پر بھی وہ رنگ چڑھا دے۔ (تلخیص از تفسیر نعیمی)

۱۶/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

جنت کی نعمتیں کس کے لئے؟

حدیث نمبر ۲۲: سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: عرش اعظم کے نیچے ایک مُنَادِیْ (پکارنے والا) جنت اور جنت کی نعمتوں سے دریافت کرتا ہے:

تم کس کے لئے ہو؟ وہ جواب دیتی ہیں ہم ان کے لئے ہیں جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر کرتے ہیں۔توحید کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔اور جو اس کلمہ کا انکار کرتے ہیں، ان کو ہم سے محروم کر دیا گیا ہے۔پھر دوزخ سے آواز آتی ہے: میں اس شخص کو نہیں جلاؤں گی جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا ورد کرتا ہے۔اور جس نے اس کلمے کا انکار کیا، اسکو چھوڑوں گی نہیں۔ایسے جھوٹے کی تلاش ہے۔تا کہ اسے خوب عذاب دوں۔اس کے بعد اللہ عزّوجلَّ کی مغفرت و رحمت ندا کرتی ہے: میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنے والوں کے لئے انکی مددگار رہوں۔ مجھے کلمۂ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے والوں ہی سے محبت ہے۔(نزہۃ المجالس)

مجھے اپنے رنگ میں رنگ دے

میرے اسلامی بھائیو! کلمۂ توحید کے رنگ سے اپنے دل کو رنگ کر تو دیکھو، پھر دیکھنا تم پر خدا کی رحمتوں کی بارش کس طرح ہوتی ہے۔اور جنھوں نے توحید کے رنگ سے اپنے دلوں کو رنگا، وہ دین و دنیا میں بامراد ہوئے۔حتیٰ کہ اگر کسی کافر و مشرک نے بھی اپنے بتوں سے مایوس ہو کر، دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اللہ عزّوجلَّ کو پکارا، تو اللہ عزّوجلَّ نے اپنی رحمت عامہ تامہ سے اسے بھی محروم نہیں کیا۔

۱۷ / **ویں مجلس**: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّم

صمد و صنم میں فرق (حکایت)

نزھۃ المجالس اور اسی کے ہم معنی ایک واقعہ قلیوبی میں ذکر کیا گیا ہے کہ:

ایک طویل العمر بوڑھا ہندوستان میں رہا کرتا تھا، جو عرصہ دراز سے ایک بت کو پوجتا آرہا تھا۔ ایک مرتبہ اسے ایک مشکل درپیش آئی، اس نے اپنے بت سے فریاد کی، وہ بار بار کہتا رہا: اے بت میری کمزوری پر رحم کر، میں ایک مدت سے تیری عبادت کررہا ہوں مگر اس نے ایک نہ سنی۔ سنتا بھی کیونکر؟ تب اس نے مایوس ہو کر اللہ عزّوجلّ کی طرف امید بھری نگاہوں سے رجوع کیا اور دل ہی دل میں اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کو پکارنے کی طرف مائل ہوا۔ مگر جب اس نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو شرم وحیا سے نظروں کو جھکا لیا۔ لیکن زبان سے بے ساختہ نکلا: یَا صَمَدُ یعنی اے بے نیاز۔ اسی وقت اس کو ایک آواز سنائی دی، کوئی کہہ رہا ہے: لَبَّیْكَ یَا عَبْدِیْ، اُطْلُبْ مَا تُرِیْدُ: اے میرے بندے! حاضر ہے رحمت۔ طلب کر کیا چاہتا ہے؟ اس پر فرشتے عرض کرنے لگے: اے مولیٰ! وہ ایک عرصے تک بت کی پوجا میں لگا رہا، اس بت نے تو اس کی ایک نہ سنی اور تجھے ایک ہی مرتبہ پکارا، اور تو نے فوراً اپنے کرم سے نواز دیا؟ تو اللہ عزّوجلّ نے ارشاد فرمایا: اے فرشتو! وہ ایسے کو پکار رہا تھا جو سنتا ہی نہیں۔ لیکن اس نے جب مجھے پکارا تو میں نے فوراً اسکو کرم سے نوازا۔ تاکہ صَنَمْ (بت) اور صَمَدُ (بے نیاز) میں فرق ہو جائے۔ اگر میری رحمت بھی خاموش رہتی، تو اسے کیسے معلوم ہوتا، کہ صنم کیا ہے؟ اور صمد کیا ہے؟

کنکروں کی شہادت

روایت کیا گیا ہے کہ: حضرت ابراہیم واسطی رحمۃ اللہ علیہ عرفات میں وقوف کئے ہوئے تھے، اور انکے ہاتھ میں سات کنکریاں تھیں۔ آپ نے کنکریوں سے فرمایا: اے کنکریوں تم گواہ ہو جاؤ کہ میں پڑھتا ہوں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ پھر آپ اسی رات سوئے، تو آپ نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے۔ اور ان کو دوزخ میں لیجانے کا حکم دے دیا گیا۔ جب فرشتے ان کو دوزخ کے دروازے پہ لے کر گئے، تو

انہیں سات کنکریوں میں سے ایک کنکری دوزخ کے دروازے پہ ڈھال بن کر سامنے آ گئی۔ عذاب کے فرشتے اسے ہٹانے لگے لیکن نہ ہٹا سکے۔ پھر وہ انہیں دوسرے دروازے پہ لے گئے، تو وہاں دوسری کنکری موجود تھی، اسے بھی وہ نہ ہٹا سکے۔ یہاں تک کہ دوزخ کے ساتوں دروازوں پہ ان کو لے کر گئے، اور ہر دروازے پر ان کنکریوں کو پایا۔ اور ہر ایک کنکری کہہ رہی تھی: نَشْهَدُ اَنَّهٗ شَهِدَ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ (یعنی: ہم سب گواہی دیتے ہیں بیشک ابراہیم واسطی نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دی ہے۔ اور یہ اسی پر قائم ہیں۔

۱۸ ارویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

سورۂ اخلاص

اس سورۂ مبارکہ میں یہ چیزیں صاف طور پر پائی جاتی ہیں۔

(۱) اللہ عزّوجلّ کی انفرادیت اور یکتائی ۔۔ کہ وہ واحد اور لا شریک ہے۔

هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

(۲) اس کی عظمت و کبریائی، کہ وہ سب سے بڑا ہے {اَللّٰهُ الصَّمَدُ}

(۳) اس کی تمام عیوب و نقائص سے پاکی۔ کہ وہ ہر نقص و عیب سے مُنَزَّہ اور پاک ہے۔ {لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ}

(۴) اس کی بے مثلی و بے نظیری ۔۔ کہ اس کا نہ کوئی ہمسر ہے نہ شریک۔ {وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ}

حدیث نمبر ۲۳: سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سب

سے پہلا کلام جس کی طرف اللہ عزّوجلّ نے اپنے بندوں کو بلایا، وہ {قُلْ هُوَ اللّٰهُ} ہے۔ جب عام لوگوں کا مطلب پورا ہو گیا، تو اولیا کے لئے فرمایا {اَحَدٌ} پھر خاص الخواص کاملین کے لئے فرمایا {اَللّٰهُ الصَّمَدُ}۔ باقی مخلوق کے لئے اس نے {لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ} فرمایا۔ (نزهۃ المجالس)

سورۂ اخلاص کے دیگر اسماء

اس سورۂ مبارکہ کے ناموں میں اخلاص، تنزیل، تجرید، اساس، صمد اور معرفت وغیرہ تقریباً بیس نام ہیں۔ انہیں بیس ناموں میں سے اسکا ایک نام سورۂ توحید بھی ہے۔ سورہ اخلاص اسکو اسلئے کہتے ہیں کہ، جو شخص اسکو پڑھتا ہے وہ دوزخ سے خلاصی پائے گا۔ سورۂ معرفت اس لئے کہتے ہیں کہ:

حدیث نمبر ۲۴: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو اس سورۂ مبارکہ کی تلاوت کرتے ہوئے سنا، تو آپ نے فرمایا: یہ وہ شخص ہے جس نے اپنے رب کی معرفت حاصل کرلی۔

حدیث نمبر ۲۵: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اُسِّسَتِ السَّمٰوَاتُ السَّبْعُ وَ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعُ عَلٰى {قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ}۔ (ساتوں زمین و آسمان کی اساس و بنیاد {قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ} ہے۔)

اسی لئے اس کو سورۂ اساس کہتے ہیں۔ اسی طرح سے اس سورت کا ایک نام نور بھی ہے۔ اس لئے کہ یہ سورۂ مبارکہ قلوب کو روشن و منور فرماتی ہے۔ اس سورت کو سورۂ توحید اس لئے کہتے ہیں کہ، یہ سورۂ مبارکہ اللہ عزّوجلّ کی وحدانیت اور اسکی انفرادیت پر مکمل طور پر دلالت کرتی ہے۔ (حاشیۃ الصاوی)

قاطع شرک

حضرت ابن عطا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ عزّوجلّ کا قول {قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ} اس کی توحید کو ظاہر کرتا ہے۔یعنی اس کی وحدانیت کو جاننے کے لئے یہی دلیل کافی ہے۔اور اس کا قول {اَللّٰهُ الصَّمَدُ} اسکی معرفت کو۔یعنی ہم اپنی محتاجی سے اس کی بے نیازی کو جانتے ہیں۔اور اس کا قول {لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ} ایمان واسلام کو۔اور اس کا قول {وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ} انسان کو یقین کی دولت عطا کرتا ہے۔اگر انسان تھوڑا غور وفکر سے کام لے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ اس سورۂ مبارکہ نے شرک کی تمام جڑوں کو کاٹ کر رکھ دیا۔

۱۹/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

شرک کی اصل

شرک کی جملہ اقسام کی اصل آٹھ چیزیں ہیں:

(۱)عدد	(۲)ترکیب	(۳)نقص	(۴)قلت
(۵)علت	(۶)معلول	(۷)شبیہ	(۸)نظیر

اللہ عزّوجلّ کے قول {اَللّٰهُ اَحَدٌ} سے کثرتِ عدد وترکیب وغیرہ کی نفی ہو گئی۔ {اَللّٰهُ الصَّمَدُ} سے نقص وقلت یعنی کمی وزیادتی کی۔ {لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ} سے علت ومعلول کی۔اور {وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ} سے ہمسر ونظیر کی۔(صاوی)

حدیث نمبر ۲۶: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "صمد" وہ ہے جو

کسی کا محتاج نہ ہو اور سب اس کے محتاج ہوں۔

حضرت علامہ جلال الدین محلّی نے صمد کی یہ تفسیر فرمائی:

وہ محبوب و مطلوب جس سے تمام مصائب و آلام اور جملہ حاجات میں ہمیشہ فریاد کی جائے''۔ وہ مشرکین جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں، وہ یہود جو حضرت عزیر (علیہ السلام) کو خدا کا بیٹا اور وہ نصاریٰ جو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے تھے، اس سورۂ مبارکہ نے ان کے عقیدۂ باطل کو کاٹ کر ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔ (تفسیر الجلالین)

کل عالم کا خالق و کارساز

اس سورۂ مبارکہ کا نزول شرک کی مذمّت اور عقیدۂ وحدانیت کی تائید میں ہوا۔ جیسا کہ روایت میں آیا ہے: مشرکین مکہ یا یہود و نصاریٰ نے مشرکین مکّہ کے توسط سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ، تم اپنے خدا کی صفت بیان کرو۔ وہ کس چیز کا ہے؟ سونے کا؟ یا چاندی کا؟ یا یاقوت وغیرہ کا؟ (معاذ اللہ) بولے ہمارے تین سو ساٹھ معبود تو ہماری ضرورتوں کو پورا نہیں کر پاتے ہیں، تمہارا ایک خدا کیسا ہے؟ جو سب کی حاجتیں اور ضرورتیں پوری کر رہا ہے۔ حالانکہ ان کا یہ سوال یا تو حماقت و نادانی پر مبنی تھا یا انہیں خدا کی طاقت و قدرت کا اندازہ نہیں تھا۔ لیکن اللہ عزّوجلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو جواباً فرمایا: ''میرا خدا کسی چیز سے نہیں بنا، بلکہ تمام چیزیں اسی کی مخلوق اور پیدا کردہ ہیں''۔ پھر اللہ عزّوجلَّ نے اس سورت کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کی تائید میں نازل فرمایا۔

۲۰/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

خالق کائنات کی وحدانیت کی دلیل

حدیث نمبر ۲۷: سیدنا عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ نے جب نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بارے میں سنا، تو آپ مکہ حاضر ہوئے، اور نبی ﷺ کی بارگاہ میں پہونچے۔ تو آپ نے فرمایا تم ابن سلام عالمِ مدینہ ہو؟ بولے: جی ہاں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ (علیہ السلام) پر توریت اتاری! کیا تم توریت میں میرا ذکر اور علامات پاتے ہو؟ تو عبداللہ ابن سلام بولے: آپ اپنے خدا کا نسب اور اسکی صفت بیان کرو۔ نبی کریم ﷺ نے کچھ سکوت اختیار فرمایا۔ اتنے میں طائر سدرہ نشیں حضرت جبریل امین حاضر ہوئے، اور عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ) پڑھیئے: {قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ...الخ} بنی کریم ﷺ نے اول سے آخر تک پوری سورت پڑھ کر عالم مدینہ عبداللہ ابن سلام کے سامنے عقیدۂ توحید۔ جو اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ مکمل طور پر بیان کردیا۔ عبداللہ ابن سلام نے جب وحدانیت کی اس اعلیٰ دلیل کو سماعت کیا تو پکار اٹھے: اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (بیشک آپ اللہ عزّوجلّ کے رسول ہیں۔) بیشک اللہ عزّوجلّ آپ کو اور آپ کے دین کو تمام دینوں پر غالب فرمائے گا۔ اور واقعی میں کتابِ خدا توریت میں آپ کے بڑے بڑے کمالات پاتا ہوں۔ اللہ عزّوجلّ آپ کی شان میں فرماتا ہی:

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا اَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ۔ لَسْتَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ۔ وَلَا تُجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ مِثْلَهٗ وَلٰكِنْ تَعْفُوْ وَتَصْفَحُ۔ وَلَنْ يُّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى تَسْتَقِيْمَ بِهِ الْمَعُوْجَةُ، حَتّٰى يَقُوْلُوْا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْتَحُ بِهَا اَعْيُنًا عُمْيًا وَّآذَانًا صُمًّا وَقُلُوْبًا

غُلْفًا۔

اے پیارے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے تمہیں حاضر و ناظر اور بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔ تم میرے برگزیدہ بندے اور رسول ہو۔ میں نے تمہارا نام مُتَوَکِّل منتخب کیا ہے (کہ تم ذاتِ یکتا پر تَوَکُّل و بھروسہ کرنے والے ہو) نہ تم تند خو ہو، نہ سخت مزاج اور نہ بازاروں میں گھومنے والے۔ اور نہ تم برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہو، بلکہ عفو و درگزر سے کام لیتے ہو۔ اور اللہ عزّوجلّ ہرگز نہ اٹھائے گا ان کو یہاں تک کہ دین مستقیم کا بول بالا ہو جائے۔ اور کہہ اٹھیں لوگ لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ۔ اللہ عزّوجلّ کلمۂ توحید سے نابینا آنکھوں کو بینا، بہرے کانوں کو کشادہ اور دلوں کے تالوں کو کھول دیگا۔ (صاوی)

بیشک میرا رب سچا۔ اس کا کلام سچا۔ اسکے نبی سچے۔ اسکا کلمہ سچا۔ کہ ایک نبی کی زبان۔ اور ایک کلمہ کی برکت نے نہ جانے کتنے بند تالوں کو کھول کر، ایمان و عرفان کے نور سے منور فرما کر، دنیا کا رہبر و رہنما بنا دیا۔ ؎

اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا
خاک کے ذروں کو ہمدوشِ ثُریّا کر دیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مَسیحا کر دیا

۲۱/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

فضائل سورہ توحید

حدیث نمبر ۲۸: اللہ عزّوجلّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جس شخص نے اپنے بستر

پر داہنی کروٹ لیٹ کر سورۂ اخلاص کو سو(۱۰۰) مرتبہ پڑھا، تو بروز قیامت اللہ عزّوجلّ اس سے فرمائے گا: اے میرے بندے تو اپنی دائیں جانب سے جنت میں داخل ہو جا۔

حدیث نمبر ۲۹: ایک روایت میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے ۱۱؍ مرتبہ سورۂ اخلاص کو پڑھا اس کے لئے جنت میں ایک محل بنایا جائے گا۔ جس نے بیس مرتبہ پڑھا اس کے لئے دو محل۔ اور جس نے تیس مرتبہ پڑھا اس کے لئے تین محل۔ تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بول اٹھے: جب تو ہمارے محل بہت ہو جائیں گے۔ تو اللہ عزّوجلّ کے نبی ﷺ نے فرمایا اللہ عزّوجلّ کی رحمت تو اس سے وسیع ہے۔

حدیث نمبر ۳۰: اللہ عزّوجلّ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں: جس نے سورۃ اخلاص کو ایک مرتبہ پڑھا تو صرف اس پر، جس نے دو مرتبہ پڑھا اس پر اور اس کے اہل وعیال پر اور جس نے تین مرتبہ پڑھا تو اس پر اور اس کے اہل عیال اور اسکے تمام پڑوسیوں پر برکت نازل ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۳۱: ایک روایت میں رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں: جس نے اس سورۂ مبارکہ کی سو(۱۰۰) مرتبہ تلاوت کی تو اللہ عزّوجلّ اس کے ۵۰ سال کے گناہ ختم فرما دیتا ہے۔ (اگر حقوق العباد کو نہیں مارا ہے۔)

سورۂ اخلاص کی تلاوت

افلاس و مفلسی ختم کرنے کے لئے اکسیر

حدیث نمبر ۳۲: ایک مرتبہ ایک صحابی نے رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں تنگیٔ رزق اور مفلسی کی شکایت کی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: اِذَا دَخَلْتَ الْبَیْتَ فَسَلِّمْ اِنْ کَانَ فِیْهِ اَحَدٌ۔ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ اَحَدٌ فَسَلِّمْ عَلَیَّ ۔ وَاقْرَءْ : قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ۔ مَرَّةً

وَاحِدَةً۔ یعنی: جب تم اپنے گھر میں داخل ہوتو اہل خانہ کوسلام کرو۔اور اگرتمہارے گھرمیں کوئی نہ ہوتو مجھ پر سلام پڑھو(السلا م علیك یاایھا النبی ورحمة الله وبرکاتہٗ) اورایک مرتبہ {قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ} پڑھو۔ان صحابی نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رزق کی ایسی بارش کی کہ انکے پڑوسی بھی سیراب ہونے لگے۔

۲۲/**ویں مجلس**: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

فیضان سورۂ اخلاص

حدیث نمبر۳۳: ایک روایت میں بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جوشخص اہل اسلام کے قبرستان سے گزرے،اور گیارہ مرتبہ سورۂ توحید پڑھ کراہل قبور کی روح کو ایصال ثواب کردے،تو جتنے لوگ وہاں دفن ہوں گے اللہ عزّوجلّ ان سب کے برابر اس کوثواب عطافرمائے گا۔

حدیث نمبر۳۴: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے مرض الموت میں سورۂ اخلاص کی تلاوت کی، اللہ عزّوجلّ اس کوقبر کے فتنوں اور اس کی سختی سے محفوظ رکھے گا۔اورفرشتے بروز قیامت اس کواپنی ہتھیلیوں پر اٹھا کر پل صراط پار کر کے جنت تک پہونچادیں گے۔(صاوی)

وحدانیت پر دلیل

{شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ}

(پ:۳/آلِ عمران:۱۸)

ترجمہ: اللہ عزّوجلّ نے اپنی وحدانیت پر دلائل کو بیان فرمایا آیات قرآنیہ نازل فرما کر اور عالم تکوین میں دلائل قائم فرما کر، اس طور پر کہ بندوں کو اس کی وحدانیت کی معرفت ممکن ہو سکے۔ مولیٰ تعالیٰ نے اس عَالَمِ کَونْ میں زمین و آسمان، شمس و قمر اور شجر و حجر کو پیدا فرمایا۔ ان میں سے ہر ایک چیز اسکی وحدانیت پر روشن دلیل ہے۔ اور اس کی وحدانیت پر سب سے بڑی دلیل تو خود انسان کا اپنا وجود ہے۔ اس آیت میں اللہ عزّوجلّ کی شہادت سے مراد اللہ عزّوجلّ کا اپنے بندوں کو اپنی وحدانیت سے آگاہ فرمانا اور ملائکہ و اُولُوا الْعِلْمِ کی شہادت سے مراد ان سب کا اس کی وحدانیت کا اقرار واعتراف کرنا ہے۔

حدیث نمبر ۳۵: عبادہ ابن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا، سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَرَّمَ اللّٰهُ النَّارَ عَلَيْهِ۔

(جس شخص نے اللہ عزّوجلّ کی وحدانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اعتراف کیا، اللہ نے اس پر دوزخ کو حرام کر دیا۔)

اس حدیث میں شہادت سے اقرار واعتراف ہی مراد ہے۔

۲۳ / ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

ابھی وقت ہے

حدیث نمبر ۳۶: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اقرار و اعتراف کثرت سے کرو، اس سے پہلے تم پر ایسا وقت آجائے کہ اس کے اور تمہارے بیچ

کوئی چیز حائل ہو جائے۔ یعنی۔ موت۔ تو اس کے بعد کسی بھی عمل کا وقت نہیں رہتا۔

زندگی کا وہ زمانہ جس میں انسان کچھ کر سکتا ہے، بیج ڈالنے اور عمل کرنے کا وقت یہی وقت ہے۔ وہاں وہی مل سکتا ہے جو یہاں بویا جائے گا۔ لیکن یہ زمانہ بہت تھوڑا سا زمانہ ہے، اور اسکے بعد جو آنے والا ہے طویل مدت ہے۔

حدیث نمبر ۳۷: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ ، قِیْلَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! کَیْفَ نُجَدِّدُ اِیْمَانَنَا؟ قَالَ اَکْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

اے ایمان والو! اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو۔ (یعنی اسے تازہ کرتے رہو) آپ سے عرض کیا گیا یارسول اللہ! (علیك الصلوٰۃ و السلام) ہم ایمان کو کس طرح تازہ کیا کریں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: کلمۂ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی کثرت کرتے رہو۔ (حاکم، ترمذی)

تجدید ایمان

حدیث نمبر ۳۸: ایک مقام پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان ایسے پرانا ہو جاتا ہے جیسے کہ کپڑا۔ اس لئے اللہ عزّ و جلّ سے اسکی تجدید کی بھیک مانگتے رہو۔

آپ کے اس قول مبارک میں ایمان کے پرانا ہونے سے مراد یا تو ''معصیت و نافرمانی سے قوت ایمانی کا کمزور ہو جانا ہے'' یا ''نور ایمان کا جاتا رہنا''۔ جیسا کہ صاحب روح البیان نے ایک حدیث نقل فرمائی ہے۔ جس میں فرمایا گیا ہے:

۲۴رویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّم

چھوٹا سا سیاہ دھبہ

حدیث نمبر ۳۹: بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے۔ اسکے بعد اگر وہ کوئی نیکی یا سچی توبہ کر لیتا ہے، تو اس نیکی کے پانی سے وہ نشان یا دھبہ دھل جاتا ہے۔ ورنہ وہ جم جاتا ہے۔ اسی طرح جب دوسرا، تیسرا گناہ کرتا ہے اور توبہ و نیکی سے محروم رہتا ہے، تو اس کا دل سیاہ اور زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ پھر اسکے بعد اس کے دل کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے، کہ اس کا دل کوئی حق بات سننے اور قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتا ہے۔

جیسا کہ اللہ عزّوجلّ نے فرمایا:

{خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ} (پ:۱-البقرۃ)

ترجمہ: اللہ عزّوجلّ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگادی۔ اور ان کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

دل کی بربادی

حدیث نمبر ۴۰: ایک روایت میں ہے، کہ: انسان کے دل کی بربادی کے لئے چار چیزیں کافی ہیں۔ (۱) گناہوں کی کثرت (۲) اجنبیہ عورتوں سے خلط ملط (۳) احمقوں سے مقابلہ (۴) اور مردہ لوگوں کے پاس زیادہ اٹھنا بیٹھنا۔ (یعنی ان مالداروں کے پاس نشست و برخاست کرنا جنکی دولت نے انہیں متکبر بنا دیا ہو۔)

حدیث نمبر ۴۱: سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَكْتُوْبٌ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ: اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا لَا

اُعَذِّبُ مَنْ قَالَهَا۔

جنت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے بیشک میں ہی اللہ عزّوجل ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو شخص اس کلمہ توحید کو پڑھے گا، میں اسے عذاب نہیں دونگا۔

۲۵/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

خواہشات و بدعات شیطان کا ہتھکنڈہ

حدیث نمبر ۴۲: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: اے لوگو! لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور استغفار کو اپنے اوپر لازم کرلو اور انکو کثرت سے پڑھا کرو۔ کیوں کہ شیطان کہتا ہے جب لوگوں کو میں نے گناہوں سے ہلاک و برباد کیا، تو انہوں نے مجھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور استغفار سے برباد کردیا۔ جب میں نے اس چیز کو محسوس کرلیا تو میں نے انکو خواہشوں اور بدعتوں سے برباد کردیا۔ تو وہ اپنی بدعتوں کی ابتلا ہی کو ہدایت سمجھنے لگے۔ (جامع صغیر)

تنبیہ

آج سماج پر نظر دوڑائیے، جاہل و نادان صوفی، اکثر مزارات کے مجاور و سجادے اور جاہل و گنوار عوام کا تعزیے داری، قوالی اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سی خلاف شرع حرکات میں مبتلا ہونا یہ سب شیطان کے مسخرے پن ہی کا تو نتیجہ ہے۔ کہ وہ ہوا و ہوس، خواہشات نفسانی اور بِدْعَاتِ سَیِّئَہ میں مبتلا ہونے کو درست اور بہتر سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ یہ سب اسلام و شریعت سے بہت دور کی چیزیں ہیں۔ شیطان نے کس قدر

خطرناک دھوکا دیا۔ کہ ان جاہل نادانوں نے ناحق کو حق سمجھ لیا ہے۔ اور جو خواہش و بدعت دل میں آئی اسی کو دین و مذہب بنالیا۔ حالانکہ قرآن نے اسکی خوب خوب مذمت فرمائی ہے۔ ایک جگہ فرماتا ہے:

{اَفَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ} (پ:۲۵-الجاثیۃ:۲۳)

ترجمہ: کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس ہی کو اپنا خدا بنارکھا ہے۔ اور ایک جگہ فرماتا ہے:

{مَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ} (پ:۲۰-القصص:۵۰)

ترجمہ: اس سے بڑا گمراہ کون ہوگا جو اپنی نفسانی خواہشات پر چلتا رہا اللہ عزّوجل کی طرف سے بلا دلیل کے آئے ہوئے؟ بیشک اللہ عزّوجلّ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

۲۶/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

شیطان کی چالیں

یہ شیطان کا بہت بڑا مکروفریب ہے انسان کے لئے۔ کہ وہ غیر دین کو دین دکھاتا ہے۔ اور انسان اس کو دین و ہدایت سمجھ کر ثواب کی امید پر کرتا رہتا ہے۔ شرابی شراب، زانی زنا اور چور چوری وغیرہ سے کسی وقت بھی توبہ کر سکتے ہیں، کیونکہ وہ اس کو ناجائز و حرام سمجھتے ہیں۔ لیکن جب کوئی انسان کسی ناجائز وحرام کام کو عبادت یا ثواب سمجھ کر کرے، تو اس سے توبہ کیسے کریگا؟ اور اس کو کیوں کر چھوڑے گا؟ اس لئے کہ توبہ تو

حرام وناجائز کام سے کی جاتی ہے۔اور ظاہر ہے کہ جب اُس نے اِس ''حرام وناجائز'' کو ''عبادت ودین اور کارِثواب'' سمجھ کر کیا،تو اب اس سے توبہ کیسی؟ بلکہ اس میں تو دن بدن ترقی ہوگی۔اب کسی عالم،مفتی اور کسی واعظ کا وعظ اسے کیسے مفید ہوسکتا؟ نا جانے کتنے علماء اس مروجہ تعزیئے اور قوالی کی بدعت کو منع کرتے کرتے اللہ عزّوجل کو پیارے ہوگئے،لیکن آج بھی قوم کا کثیر حصہ شیطان کے اس فریب میں مبتلا ہے۔شیطان نے اسی لئے کہا تھا،کہ ''جب وہ ہمیں لَآاِلٰہَ اِلَّا اللہُ اور استغفار سے پریشان کریں گے،تو ہم انہیں ایسے جال میں پھانسیں گے کہ جس سے وہ نکل ہی نہ سکیں۔''

اس لئے میرے دینی اسلامی بھائیو! اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور ان کے طریقوں کو اپناؤ۔کثرت سے " لَآاِلٰہَ اِلَّا اللہُ" اور استغفار کا ورد کرو۔کیونکہ اصلاح باطن کے لئے اس سے بہتر اور کوئی نسخہ نہیں۔

حدیث فطرت

{مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ}۔ (پ:۲۷-الذّٰریٰت)

ترجمہ: ہم نے جنات وانسان کو اپنی عبادت ومعرفت کے لئے پیدا کیا۔

اس آیت مبارکہ نے صاف صاف بتادیا کہ انسان کی تخلیق خدا کی عبادت وبندگی اور اس کی معرفت کے لئے ہوئی ہے۔اس لئے اللہ عزوجل نے انسان کی پرورش اور اس کی حفاظت وبقاء کے لئے پوری کائنات کو پیدا فرمایا۔وہ خود فرماتا ہے:{خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعاً} یعنی جو کچھ بھی زمین میں ہے تمہاری پرورش اور بقاء کے لئے ہے۔

۲۷/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّم

ایک مثال

اے نادان انسان! تو اپنے خالق و مالک کی معرفت اس بھوکے پیاسے اور بے سروسامان مسافر سے حاصل کرسکتا ہے، جو:

ایک لق دق بیاباں سے بالکل تنہا گزر رہا تھا۔ بھوک و پیاس کی شدت اس کو تڑپا رہی تھی، لیکن کھانے پینے کے لئے اسکے پاس کچھ نہ تھا۔ اسی عالم میں اچانک اس کی نظر ایک عالیشان محل پر پڑتی ہے۔ جب وہ اس محل کے قریب آتا ہے، تو دروازہ پر ایک چوکیدار اس کا استقبال کرتا ہے اور کہتا ہے: اے آنے والے مسافر! یہ محل آپ کے لئے ہے۔ آیئے اندر آیئے۔ جب وہ انجان مسافر محل کے اندر داخل ہوتا ہے، تو دیکھتا ہے کہ ایک ایک چیز سلیقے اور طریقے سے آراستہ ہے۔ ایک کمرے میں دستر خوان سجا ہوا ہے۔ اور اس پر کھانے پینے کا سامان رکھا ہے۔ پھل فروٹ تیار ہیں۔ ڈرائنگ روم، مہمان خانہ، بیت الخلاء اور غسل خانہ غرض کہ انسانی ضرورت کی ایک ایک چیز محل میں موجود ہے۔

مسافر یہ سب کچھ دیکھ کر خوش ہوتا ہے، اور اندیکھے محسن کی ایک ایک نعمت کی قدر کرتا ہے۔ چونکہ یہ مسافر فکر وشعور رکھتا تھا، اس لئے اس کے دل میں فوراً فطری طور پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے، کہ آخر یہ قسم قسم کی اعلیٰ نعمتیں بلا کسی محنت و معاوضہ کے کس نے دیں؟ یہ عقلمند مسافر اپنے محسن کی تلاش میں بے چین نظر آتا ہے اور دل ہی دل میں سوچتا ہے، آخر وہ کون ایسا کریم ہے؟ وہ کون ایسا داتا ہے؟ جس نے ہمیں بے سروسامانی کی حالت میں بے شمار نعمتوں سے بھرا ہوا محل عطا فرمایا؟ آخر اسکا پتہ تو چلے، تا کہ ہم اسکی ان نعمتوں کا شکریہ ادا کریں۔ کہ تلاش محسن اور ادائے شکر ہی اقتضاء فطرت ہے۔ معمولی عقل کا انسان اگر اس کو پیاس یا بھوک کی شدت میں کوئی ایک گلاس پانی یا روٹی کے چند

لقمے کھلا دیتا ہے، تو اس سے پوچھئے کہ وہ اپنے کھانا پانی دینے والے محسن کے لئے دل میں شکر کے کس قدر جذبات رکھتا ہے؟ اور اظہار شکر کے لئے کیسے کیسے الفاظ تلاش کرنے لگتا ہے؟؟؟؟

جب اس مسافر کو کوئی نہیں ملتا ہے تو وہ چوکیدار سے پوچھتا ہے: بھائی! یہ عالیشان محل کس نے بنایا؟ یہ طرح طرح کی نعمتیں اس میں کس نے مُہیّا کیں؟۔ اس محل کا مالک کون ہے؟ کس قدر کریم اور سخی ہے۔ بلا مانگے اور بلا عوض (بدلہ) اتنا بڑا محل عطا فرمادیا۔ حالانکہ ہماری ذات سے اسے کوئی نفع نہیں پہنچا۔ بڑا کریم ہے۔ وہ بے عوض احسان فرمانے والا۔ وہ بے غرض محبت کرنے والا۔ آخر ہے کون؟؟؟ بتاؤ نا! اور کہاں ملے گا؟ تا کہ اس سے مل کر اسکے لئے زبان شکر کھولوں۔ اس کے لئے جبینِ نیاز جھکا دوں۔

تو چوکیدار کہتا ہے، اس محل کے پاس پرانے محل بھی ہیں جن میں لوگ پہلے سے رہ رہے ہیں۔ ان میں دانا و بینا بھی ہیں، جاؤ ان سے معلوم کرلو۔

۲۸/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

اللہ والے ہیں جو اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے ملا دیتے ہیں

انسان اگر دانا و بینا ہے، تو وہ اپنے گرد و پیش کے ماحول، شمس و قمر، مہ و انجم، زمین و آسمان، روزمرہ کی خورد و نوش اشیائ، اپنے جسمانی اعضاء اور داخلی و خارجی آیات ونشانیوں پر غور و فکر کر کے اپنے مولیٰ تعالیٰ کی معرفت بآسانی حاصل کرسکتا ہے۔

اور اگر اس طرح معرفت الٰہیہ حاصل نہ ہو، تو ایک اور طریقہ ہے معرفت حاصل

کرنیکا۔معرفت والوں سے خدا کی معرفت۔یعنی جو حضرات خدا کی معرفت حاصل کر چکے ہیں ان کی صحبت بابرکت میں رہ کر اللہ عزوجلّ کی معرفت حاصل کرنا۔جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

{اَلرَّحْمٰنُ فَاسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا} (پ:۱۹-الفرقان:۵۹)

ترجمہ: اللہ رحمن کے بارے میں کسی عالم دانا سے پوچھو۔

اور یہ وہ لوگ ہیں جو اِنہیں محلوں میں رہ رہے ہیں۔اور جنہوں نے ذکر وفکر اور مجاہدۂ وریاضت سے معرفت کا مقام حاصل کرلیا ہے اور عشق کی منزل کو پہنچ چکے ہیں، وہ اس ہزاروں برس کے راستے کو ایک دو قدم میں طے کرادیں گے۔بس شوق طلب اور جذبۂ محبت کی ضرورت ہے۔

{فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ} (پ:۱۷- الانبیاء:۷)

ترجمہ: اہل ذکر ومعرفت سے معلوم کرلو اگر تم اپنے خالق عالم کے بارے میں کچھ معرفت نہیں رکھتے ہو۔

جسم انسانی خود توحید کی نشانی

{وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ} (پ:۲۶-الذریٰت:۲۱)

ترجمہ: ہمارے جلوے ہماری قدرت کی نشانیاں بے شمار تم میں موجود ہیں۔تم کیوں نہیں دیکھتے ہو؟

عقل وشعور پیدا کرو؟ اور خودی سے نکل کر خود کو پہچانو! تمہیں خدا کی معرفت حاصل ہو جائے گی۔تمہارے اندر ہی تمہارے خالق ومالک اور تمہارے محسن کے وجود اور اس کی وحدانیت پر لاکھوں ظاہر و باہر دلائل موجود ہیں۔زمین وآسمان تو بڑی مخلوق ہیں۔اے انسان! تیرا جسم- جو بظاہر ایک چھوٹی اور ادنیٰ سی مخلوق ہے- درحقیقت یہ

ایک بڑا محل، بلکہ ایک عالم ہے۔ اپنے اس عالم میں ذرا غور تو کر۔ اور سر سے لیکر پیر تک دیکھ تو سہی۔ کس قدر نعمتوں کے خزانے بھرے ہیں اس عالم میں۔۔۔ اس میں کچھ اعضاء تو وہ ہیں، جو اعضائے ضرورت ہیں، جن کے بغیر تو زندہ نہیں رہ سکتا۔ جیسے دل اور دماغ وغیرہ۔ کچھ وہ ہیں جو اعضاء حاجت ہیں، کہ ان کے بغیر زندہ تو رہ سکتا ہے، مگر تیری زندگی ناقص اور ادھوری رہے گی۔ جیسے آنکھ، ہاتھ، پیر اور کان وغیرہ۔ اور کچھ اعضاء زینت ہیں، کہ جن کے بغیر ضرورتیں تو نہیں رکتیں، لیکن اگر وہ نہ ہوں تو تیرا جسم حسن وخوبی سے محروم ضرور ہو جائے گا۔ جیسے سر کے بال اور ناخن وغیرہ۔

۲۹/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ذرا خود میں بھی تو غور کرو

ان تینوں قسم کے اعضاء میں سے ہر ایک میں غور کر۔ اور سوچ! قلب وجگر دل و دماغ کو کس نے بنایا؟ کس حسین انداز سے بنایا؟ اگر ان میں سے کسی ایک کے اندر نقصان پیدا ہو جائے، تو انسانی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ ذرا اپنی آنکھ پر غور کر! کہ یہ آنکھیں کس نے بنائیں؟ ان میں روشنی کا خزانہ کس نے رکھا؟ قربان جاؤ کمال قدرت پر کہ آنکھ کی پتلی جس سے ہم دیکھتے ہیں۔ سیاہ اور کالی ہے۔ مگر کام روشنی کا کر رہی ہے۔

کان پر غور کر! کس خوبی سے بنائے گئے۔ ان میں سننے کا خزانہ ودیعت کر دیا گیا۔ ہاتھ کی ہتھیلی تو تیرے سامنے ہے۔ کس قدر خوبصورت اور انوکھے نظام سے بنی ہیں تیری یہ پانچوں انگلیاں، کہ پانچوں یکساں اور برابر نہیں۔ اگر یہ پانچوں برابر ہوتیں تو تو ان سے کس طرح سے پکڑتا؟ اور کیوں کر پانی پینے کے لئے انکا چلّو بناتا؟ اگر یہ

برابر ہوتیں تو دشمن سے حفاظت کے لئے مکّا کیسے بناتا؟۔۔۔غرض کہ اگر تو اس گوشت وپوست، ہڈی اور پٹھوں کے اپنے چھوٹے سے جسمانی عالم پر غور کریگا، تو یہ تیرا چھوٹا سا عالم تجھے تیرے خالق کی بندگی اور اس کی معرفت پر مجبور کردیگا۔

حدیث نمبر ۴۳: سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پاک ہے وہ ذات جس نے چربی میں دیکھنے کی، پٹھے میں سننے کی اور گوشت میں بولنے کی طاقت ودیعت کردی۔ (تفسیر کبیر وتفسیر نعیمی)

تفصیل

یہ زبان جس سے تو چٹ چٹ بولتا ہے، گوشت کا ایک لوتھڑا ہی تو ہے۔ اگر یہ بولنا بند کردے، تو اپنے اندر کے جذبات اور بھوک و پیاس کو کس طرح سے ظاہر کریگا؟ زبان کی قدر کسی گونگے سے پوچھ۔ کہ اپنے دل کی باتیں دوسروں کو سمجھانے میں کس قدر پریشانی اٹھانا پڑتی ہے اس کو؟ اور یہ آنکھ! اگر اس میں روشنی نہ ہوتی، تو ہمیں کس قدر پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا؟ اگر ہمارے کانوں میں سننے کی قوت نہ ہوتی اور ہم بہرے ہوتے، تو ہمیں کتنی بڑی بڑی پریشانیاں اٹھانا پڑتیں؟ اسی طرح ہاتھ، پیر، جوڑ، جلد اور جسم کے دیگر وہ اعضاء جن میں سے ہر ایک کو ہم مختلف اوقات میں اپنے مختلف کاموں میں استعمال کرتے ہیں۔ وہ کون سی ذات ہے، جس نے آنکھوں کو بینا کیا، کانوں کو سننے والا اور زبان کو بولنے والا بنایا؟ ہر زندہ ضمیر اور زندہ دل انسان کے دل میں یہ سوال آتا ہے بلکہ اسکا ضمیر اسکو مجبور کرتا ہے، کہ اپنے محسن کو تلاش کر اور اسکی بارگاہ میں سر نیاز خم کردے۔ اور یہ تقاضۂ فطرت بھی ہے۔ اور یہی مطلب ہے حدیث نبوی کا۔

۳۰/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

فطرۃً سب مسلمان ہیں

حدیث نمبر ۴۴: كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ۔ (ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت اسلام اور فطرت توحید پر پیدا ہوتا ہے۔)

مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے بھی ہم غافلوں کو خوب جھنجھوڑا ہے۔

اے خدا احسان تو اندر شمار　　می نہ توانم بزبان صد ہزار

جان و گوش چشم و ہوش و پا و دست　　جملہ از دریائے احسانت پر است

اے میرے کریم مولیٰ! اس بندۂ ناچیز پر تیرے احسانات اس قدر زیادہ ہیں کہ سو ہزار زبانوں سے بھی ان کو شمار نہیں کر سکتا۔ یہ میری جان، میرے کان، یہ میری چشم بینا، یہ میرے ہوش و حواس اور یہ میرے دست و پا، سب کچھ تیرے احسانات کے موتیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ میری ایک سانس تیری دو نعمتیں لیکے آتی ہے۔ کس زبان سے تیرا شکر ادا کروں۔

زمین و آسمان توحید کی نشانی ہیں

{اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ} ۔ (پ:۴-آل عمران:۱۹۰-۱۹۱)

ترجمہ: بیشک آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش اور رات و دن کی تبدیلیوں میں اہم نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے۔ جو اللہ عزوجل کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور اپنی

کروٹ پر لیٹتے۔اور آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔(تو کہتے ہیں)اے ہمارے رب!تونے یہ(سب کچھ)بیکار نہ بنائے۔پاکی ہے تجھے۔ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

آیت کا خلاصہ

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے توحید اور اپنے وجود کے منکروں کے لئے اس آیت کو نازل فرمایا۔{اِنَّ} حرف تاکید کے ذریعے سے اپنے کلام کو مؤکد فرمادیا۔تاکہ مخاطب کو کسی قسم کا شک وشبہ نہ رہے۔اللہ عزوجلّ کی ذات پر ایمان لانے کے لئے اس کا پہچاننا ضروری ہے۔لیکن اسکی ذات ہماری عقل اور ہمارے وہم وگمان سے برتر و بالا ہے۔اب ظاہر بات ہے،جو چیز دیکھی نہ جاسکے۔تو اس کو اس کی علامات اور آثار سے جانا اور پہچانا جاتا ہے۔اسی لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے کلام مجید میں اپنے بندوں کو حکم دیا کہ میری مخلوق کو دیکھو،اور انکی پہچان سے میری معرفت حاصل کرو۔

۳۱/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)!پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

معرفت خداوندی کے ذرائع

اس آیت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تین چیزوں کی طرف اشارہ فرمایا:

(۱)زمین کی پیدائش(۲)آسمان کی پیدائش(۳)رات و دن کی تبدیلی

سورۂ بقرہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس سے بھی زیادہ تفصیل سے اپنی معرفت کا ذرائع بتائے ہیں۔

(۱)زمین کی پیدائش(۲) آسمان کی پیدائش(۳)دن و رات کی تبدیلی (۴) سامان سے بھری کشتیوں کا دریا میں تیرنا(۵) آسمان سے بارش کا آنا(۶)خشک زمین کا بارش سے تر ہو جانا(۷)ہواؤں کا انقلاب اور گردش (۸)بادلوں کا زمین و آسمان کے بیچ دوڑنا۔

آپ ذرا آسمانوں کی پیدائش، ان کی ترتیب اوران کے بیچ کے فاصلوں میں غور کیجئے۔۔۔کس قدر خوبصورت اور حسین ہیں بے ستون کے یہ آسمان؟اور سوچئے! کہ کس عظیم ہستی نے پیدا فرمائے ہیں؟ پھران کے اندر چاند،سورج، برج اور بے شمار ستارے کس حسن وترتیب سے جڑ دیئے ہیں؟

اسی طرح اپنے قدموں کے نیچے اُس زمین کو دیکھو جسے تم روندتے ہو۔اس کی پیدائش اور اسکے اندر کی جملہ مخلوقات۔۔۔حیوانات، جمادات، نباتات،معدنیات تیل، پانی کے چشمے اوراونچے اونچے پہاڑوں۔۔۔میں غور کرو۔اور سوچو وہ کون احسان واکرام کرنے والی ذات ہے؟جس نے بے شمار ذرّوں کو اکٹھا کر کے ہمارے لئے ایسا فرش زمین بنادیا جو نہ پانی کی طرح بہت نرم اور نہ پتھر کی طرح بہت سخت۔ بلکہ ایسا درمیانی کہ اگراس پر چلنا چاہیں تو چل سکیں اور اگر اسے جوتنا چاہیں تو جوت سکیں۔اسی طرح رات ودن کا آنا جانا،ان کا گرم وسرد ہونا،ان کا چھوٹا بڑا ہوجانا اور ایک ہی وقت میں مختلف جگہوں پہ رات ودن کا مختلف ہونا۔اسی طرح صحراء و بیابان، بحر ناپیدا کنار میں اونچے اونچے پہاڑوں کی میخیں اور پانی کے قطروں سے مل کر بنے یہ بڑے بڑے سمندر۔یہ سب قدرت کی کھلی نشانیاں ہی تو ہیں۔

۳۲/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)!پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

عقل والوں کی نداء والتجاء

ان کے علاوہ اور بھی بے شمار آثار قدرت ہیں۔ مگر ان کے لئے جو خالص عقل والے ہیں۔ اور عقل والے وہ نہیں ہیں، جو۔۔۔ دنیا کی لذتوں اور خواہشات میں پھنس کر نفس کے غلام بنکر دنیا کمانے میں لگے ہیں۔۔۔ بلکہ عقل والے وہ ہیں: جو کھڑے، بیٹھے، لیٹے، رکوع اور سجدے، غرض یہ کہ ہر حال میں زبان سے اور دل سے اپنے مالک ومحسن حقیقی کو یاد کرتے ہیں۔ اور ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے غافل نہیں ہوتے۔۔۔ جسمانی اور زبانی عبادت کے ساتھ وہ روحانی وقلبی عبادت بھی کرتے ہیں۔۔۔ اس طور پر کہ زمین وآسمان اور خدا کی جملہ مخلوقات میں غور وفکر کرتے ہیں۔۔۔ اور اس کی قدرتیں اور تخلیق کی حکمتیں معلوم کر کے اپنے ایمان کو مضبوط اور پختہ کر کے، یہ عرض کرتے ہیں: اے میرے پروردگار! تو نے ان میں سے کوئی چیز بے مقصد اور بے فائدہ پیدا نہ فرمائی۔۔۔ بلکہ ہر چیز کی تخلیق میں تیری کڑوروں حکمتیں ہیں۔۔۔ ہم نے اپنے تقاضۂ بشریت اور اپنی عاجزی وفطری کمزوری سے پہچان لیا۔ ہم اقرار کرتے ہیں کہ تیری ذات سمجھ میں آنے اور تمام عیوب ونقائص سے پاک ہے۔ ہم تیرے موحد اور مومن بندے بنتے ہیں۔ تو ہمیں اپنے کرم سے دوزخ کی آگ سے بچا۔ آمین

غور وفکر مخلوق میں کرو خالق میں نہیں

حدیث نمبر ۴۵: مخلوق میں فکر کرو، خالق میں نہیں۔

یعنی اپنے خالق کے بارے میں یہ نہ سوچو کہ وہ کون ہے؟ کیسا ہے؟ کہاں ہے؟ اللہ تعالٰی کی ذات وصفات کا ذکر تو ہوتا ہے۔ مگر فکر اللہ عزوجلّ کی ذات میں نہیں، فکر تو اس کی مخلوق میں کرنی چاہئے۔ اسی لئے آیت مبارکہ ﴿یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ﴾ میں اپنی ذات

کے ساتھ ذکر کا تذکرہ فرمایا۔ اوراس کے بعد {یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ} میں اپنی مخلوق کے ساتھ فکر کا ذکر فرمایا۔ علماء فرماتے ہیں: جن لوگوں کو ماں باپ کی صحبت یا خدا کی وحدانیت کی دعوت یا کوئی نبی ورسول نہ پہونچے تو نفس توحید کے لئے انسان کا تقاضہ بشری ہے کہ وہ اپنی عقل سے خدا کا ایک ہونا تسلیم کرے۔

گرتو اورانمی بینی درنظر   فہم کن اما باظہار اثر

اگر چہ تو خدا کو اپنی ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن خدا کی مخلوقات میں غور کر۔ اور اثر مخلوق کو دیکھ کر مؤثر کے وجود کا یقین کر۔

۳۳/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

زمین اور پانی قدرت خداوندی کی نشانی

فرمان خداوندی ہے:

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ (پ:۲-البقرۃ)

ترجمہ: ہم نے آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو اس سے جلا دیا اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے۔

اے غافل انسان ! ذرا بارش کے پانی کے خزانے پر غور کر۔ سمندر زمین پر ہے۔ لیکن سمندر کے کھاری پانی کو ہوا بنا کر اوپر اڑایا، پھر وہاں سے اس کی تلخی دور کر کے پانی بنا کے نیچے ٹپکایا۔ اور اسے پینے اور کھیتی سیراب کرنے کے قابل بنایا۔ جانداروں کی زندگی کا ذریعہ بنایا۔ کبھی برف بنا کر پہاڑوں پر گرایا۔ اور کبھی اسی کو گرمی سے پگھلا کے

دریا میں بہایا۔ کیا یہ اس کی قدرت و وحدت کی نشانی نہیں ہے؟ خدا کی شان دیکھو، زمین خشک میدان پڑی ہے، مگر اس خشک زمین پر پانی پڑتے ہی قسم قسم کے سبزے، بیل بوٹے، ہزاروں قسم کے پھول، ہزاروں قسم کے پھل اور میوے پیدا ہو جاتے ہیں۔ پانی ایک۔ زمین ایک۔ مگر یہ مختلف رنگ اور مختلف تاثیریں کس نے پیدا کر دیں؟ ارے ایک درخت نے ایک ہی پانی جذب کیا اور ایک ہی مزاج کی زمین سے اگا۔ غذا ایک۔۔۔ مگر اس میں کچھ لکڑی، کچھ پتے، کچھ کانٹے، کچھ پھول اور کچھ پھل۔ پھر سب کچھ ہونے کے بعد یہ سب پھر فنا۔ یہ سب کیا ہے؟ کون کر رہا ہے؟ کیا یہ سب اپنے آپ ہو رہا ہے؟ کیا یہ قدرت کی نشانی نہیں؟

موجدِ شطرنج اور خالق انسان

حدیث نمبر ۴۶: سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کسی نے عرض کیا، مجھے شطرنج کے موجد پر تعجب ہے۔ کہ گز بھر کپڑے کے ٹکڑے پر چند خانے، مگر کوئی دس لاکھ بار شطرنج کھیلے، پر چال ہر بار جداگانہ اور نئی ہوتی ہے۔ اس پر سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے بڑھ کر تو تعجب اور حیرت انسان کے چہرے کے موجد و خالق کی قدرت پر کرنا چاہئے۔ کہ ایک بالشت چہرے کے ٹکڑے میں آنکھ، منھ اور ناک وغیرہ چند خانے۔ اور انسان کروڑوں عربوں۔ مگر ہر انسان شکل و صورت میں جداگانہ۔ کوئی بھی دوسرے کا ہم شکل نہیں۔ (تفسیر کبیر)

۴۳/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

پیپل کا پتّہ قدرت کی پتہ

زمین وآسمان تو بڑی مخلوق ہیں آپ درخت کا ایک پتا ہی لے لیجئے۔ایک چھوٹا سا پتا آپ کو معرفت الٰہی کا دفتر نظر آئیگا۔آپ پیپل کے ایک سوکھے پتّے کو دیکھئے اور اس میں غور کیجئے۔اسکے بیچ میں ایک موٹی سی رگ ہوتی ہے۔اس رگ سے دوطرفہ رگیں نکلتی ہیں۔پھران رگوں میں سے باریک باریک رگیں نکلتی ہیں۔پھران درمیانی رگوں میں سے اور باریک۔پھران باریک میں سے اور باریک۔حتی کے آخری رگ اتنی باریک ہوتی ہے، جوصرف دوربین سے ہی دیکھی جاسکتی ہے۔مُرَبّیٔ عالم نے ان رگوں میں سے ہر ایک رگ میں غذا جذب کرنے کی قوت رکھی ہے۔ جڑ سے تنا جذب کرتا ہے۔تنے سے شاخ۔شاخ سے چھوٹی شاخیں۔پھران چھوٹی شاخوں سے اور چھوٹی شاخیں۔حتی کہ آخری شاخ سے پتے کی بڑی رگ غذا چوستی ہے۔اس رگ سے پھر دوسری رگیں ترتیب وار اپنی ضرورت کے مطابق غذا لیتی ہیں۔وہ غذا ان سے تمام پتے میں پھیلتی ہے اور اسی غذا سے پتا سرسبز اور ہرا بھرا رہتا ہے۔اور ہر جگہ اتنی ہی غذا پہونچتی ہے، جتنی کہ وہاں ضرورت ہے۔اگر پتے کے ایک گوشے میں غذا نہ پہونچے تو پتے کا وہ گوشہ خشک ہوجاتا ہے۔

ہر برگ دفتریست معرفت کردگار

بتاؤ! کیا عقل والوں کے لئے اس میں قدرت کی نشانیاں نہیں ہیں؟ کیسا ہے وہ اندازہ لگانے والا؟ اور کیسا علیم وقدیر ہے؟ اسی طرح تم اپنے جسم پر غور کرو۔اس کی بناوٹ کو دیکھو۔دیکھ کر حیرت کے دریا میں ڈوب جاؤ گے۔کہ تمہاری کھائی غذا کس طرح ترتیب وار معدہ سے لیور، لیور سے دل، دل سے دماغ اور دماغ سے جسم کے ہر

حصے اور ہر رگ وریشے کو پہنچ رہی ہے۔وہ کون سی قدرت ہے جو ضرورت کے مطابق جسم کے بڑے اعضاء سے لیکر آنکھ کی پلک کے ایک بال تک کو غذا مہیا کررہی ہے۔کوئی تو ہے جو یہ سب کررہا ہے۔جی ہاں ! وہ اللہ عزوجلّ ہے۔{یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَ یَحْکُمُ مَایُرِیْدُ} اللہ عزوجل جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔اور جس کا ارادہ فرماتا ہے اُس کا حکم دے دیتا ہے۔

برگِ درختانِ سبز درنظر ہوشیار
ہر برگ دفتریست معرفت کردگار

ہرے بھرے درختوں کے پتے عقلمند اور دانا و بینا کی نظر میں اللہ عَزَّ وَ جَلَّ کی معرفت کے دفتر اور لائبریریاں ہیں۔

۳۵/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ معرفت کے راستے، ہیں اہل دل کے واسطے

یہ معرفت کے ذرائع واسباب انہیں کے لئے ہیں، جنہیں بصارت کے ساتھ بصیرت کی دولت حاصل ہے۔۔۔جو نور معرفت سے نوازے گئے ہیں۔۔۔اور جو ظاہری نگاہ کے ساتھ ساتھ باطنی نگاہ بھی رکھتے ہیں۔لیکن وہ جنہیں نور بصیرت سے محروم کردیا گیا ہے، وہ ان کھلی نشانیوں سے کیا حاصل کرسکتے ہیں؟ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

{وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَا لٰعِبِیْنَ} (پ:۲۵-الدخان:۳۵)

ترجمہ: ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے بیچ ہے، عبث اور بیکار پیدا نہیں کیا۔

لیکن ان کی حکمتوں کو وہی تو جانیں گے جنہیں عشق ومحبت اور علم وعرفان سے کچھ حصہ ملا ہے۔ دل کے اندھوں کے بارے میں رب تعالیٰ فرماتا ہے: {اَنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ} (پ:۱۷-الحج:۴۶)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ ظاہری آنکھیں اندھی نہیں ہیں، بلکہ اندھے تو انکے وہ دل ہیں، جو سینوں میں ہیں۔

توحید کی قسمیں

حق تو یہ ہے کہ توحید وہ بحر عظیم ہے، جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ لیکن اصطلاح شرح میں۔ اسے ایمان کہتے ہیں۔ جس کا دوسرا نام تصدیق بِالْقَلْب ہے۔ اور اس میں جو توحید کا مفہوم ہے، اس کی تعبیر شریعت کی زبان میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ سے کی جاتی ہے۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ توحید کی چار قسمیں ہیں:

(۱) قِشْرُ الْقِشْرِ: یعنی پوست پر پوست (۲) قِشْر: یعنی پوست (چھلکا) (۳) لُبّ: یعنی مغز [گودا] (۴) لُبِّ لُبَاب: یعنی مغز کا نچوڑ اور خلاصہ

اخروٹ سے اس کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ دیکھو اخروٹ میں چار چیزیں ہوتی ہیں۔ (۱) سب سے اوپر نہایت سخت اور بے مزہ چھلکا۔ (۲) اس سے نیچے ایک نرم چھلکا، جو مغز (گری) سے متصل ہے۔ اور گری کے ساتھ استعمال بھی کر لیا جاتا ہے۔ (۳) اس کے بعد خود بادام کی گری جو شیریں ہے۔ (۴) اس گری کا تیل۔ پہلا سخت چھلکا قِشْرُ الْقِشْرِ (پوست پر پوست) دوسرا چھلکا قِشْر (اندرونی پوست)۔ تیسرا لُبّ (مغز گری)۔ اور چوتھا لُبِّ لُباب (گری کا تیل اور نچوڑ)۔

۳۶/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

توحید کا مطلب

یہی حال توحید کا ہے۔ پہلے قسم کی توحید منافقین کی ہے۔ کہ کلمہ تو پڑھ لیا، لیکن دل غافل یا منکر ہے۔ یوں وہ کلمہ پڑھ کر مسلم کی تلوار سے تو بچ جاتے ہیں۔ لیکن انجام؟

بزبان قرآن: {اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ}

(پ:۵-النسائ:۱۴۵)

ترجمہ: بیشک منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں رہیں گے۔

جس طرح بادام کا سخت چھلکا کوڑے میں پھینکا یا جلایا جائے۔ اسی طرح منافقین کا زبانی کلمہ پڑھنا مغز سے علاحدہ ہو کر کچھ کام نہ آئے۔

دوسری قسم کی توحید عام مومنین کی ہے۔ یعنی "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کی تصدیق کرتے ہیں، اگرچہ اس کی حقیقت تک نہیں پہونچے۔ اسی لئے دوسری توحید سے مومنین اخروی عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

تیسری توحید عارفین کا مشاہدۂ نور الٰہی ہے۔ جو لُبِّ توحید ہے تیسری قسم کی توحید سے عارفین غفلت کی سزا سے بچ جاتے ہیں۔ اور تیسری قسم کی توحید کا مطلب یہ ہے، کہ عارف اشیاء کی کثرت کو دیکھتا ہے لیکن وہ یقین رکھتا ہے اور اس کثرت کے باوجود جانتا ہے کہ سب یہ ایک واحد حقیقی سے وجود میں آئیں۔

توحیدِ کاملین

چوتھی قسم کی توحید اخص الخواص کاملین کی توحید ہے۔ جو بحر توحید میں فنا ہو کر خود کو بھی نہیں دیکھتے ہیں۔ اور یہی لب لباب اور حاصل زندگی ہے۔ اس منزل پر پہنچ کر

عارف کامل لَا یَرٰی فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا وَاحِداً (یعنی: صرف ایک اللہ عزوجلَّ کے وجود حقیقی کا یقین رکھتا ہے۔) اور اس کے نزدیک لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا مطلب لَا مَوْجُوْد اِلَّا اللہُ (موجود حقیقی تو صرف ایک اللہ عزوجلَّ ہے) ہوتا ہے۔ باقی سب کائنات اس کا پرتو اور اس کے وجود کا عکس ہے۔ اس منزل پر پہنچ کر عارف خود کو بھی فراموش کر دیتا ہے۔ وہ اپنی ذات اور جملہ مخلوقات سے لاتعلق اور بے نیاز ہو کر بحرِ توحید میں مستغرق اور فنا ہو جاتا ہے۔ اور اس منزل پر پہنچ کر دوئی اور فراق کوئی چیز نہیں رہتی۔ لیکن یہ اسی کے لئے ہے، جس کا سینہ اللہ عزوجلَّ اسلام کے لئے کشادہ فرما دے۔ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ (یعنی: وہ اپنے رب کی طرف سے نور بصیرت پر ہیں۔)

۷۳ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

عالَم سے رب کو جانا

لفظ عَالَم اسم آلہ کا صیغہ ہے، جو علم سے مشتق ہے۔ اسکا معنی ہے: وہ چیز کہ جس کے ذریعہ کسی کو جانا جائے۔ مَاسِوَی اللہ (اللہ عزوجلَّ کے علاوہ ہر چیز) کو عالم کہا جاتا ہے۔ ماسوی اللہ کو عالم اِسی لئے کہتے ہیں کہ اس کی ہر چیز اللہ عزوجلَّ کی معرفت و پہچان کا ذریعہ ہے۔ اسی لئے پہلے انسان رب کی معرفت عالم کے ذریعہ سے حاصل کرے، پھر اپنی ذات کے ذریعہ سے۔ {وَفِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ}

ترجمہ: ہماری قدرت کی نشانیاں تم میں موجود ہیں کیا تم دیکھتے نہیں؟

حدیث نمبر ۷۴: مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ:

جس نے اپنے عجز، اپنی کمزوری اور اپنی فنا کو جان لیا، اس نے رب کی طاقت،

اس کی قوت اور اس کی بقا کو جان لیا۔

اس مقام پر پہونچ کر عارف خود سے فنا ہو جاتا ہے۔ پھر وہ رب سے رب کی معرفت حاصل کرتا ہے۔ کسی کامل نے فرمایا: عَرَفْتُ اللّٰهَ بِاللّٰهِ۔ (میں نے رب کو رب سے جانا۔) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا مطلب عام مسلمانوں کے لئے لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ عارفوں کے لئے لَا مَحْبُوْبَ وَلَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ۔ لیکن جو لوگ چوتھی قسم کی توحید سے سرفراز کئے گئے، اور {عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ} کا نور بصیرت حاصل کر چکے، ان کے نزدیک لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا معنی لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ۔ (روح البیان، تفسیر نعیمی)

عالم کی ہر شے کا کلمہ

خدا نے جنہیں نور بصیرت عطا فرمایا ہے، وہ جانتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالٰی نے عالم کی ہر چیز کو اسی کلمہ کے اقرار و تصدیق کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ اور وہ ان کے اقرار و تصدیق کو اپنی بصیرت کے کانوں سے سنتے بھی ہیں۔ یہی وہ کلمہ ہے جو عرش معلٰی پر لکھا گیا۔ زمین و آسمان زبان حال سے گویا ہیں۔۔۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ چاند و سورج اور ستارے گنگناتے ہیں۔۔۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ رات و دن کی گردش کا اعلان ہے۔۔۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ بجلی کی چمک اور بادلوں کی گرج بتاتی ہے، جلال۔۔۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ پانی پہ تیرنے والی کشتیاں اور جہازوں کا رواں دواں ہونا ظاہر کر رہا ہے، جمال۔۔۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ پرندے اپنی بولیوں میں گنگنا رہے ہیں۔۔۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ سمندر کے جانور شب و روز پانی کی تہہ میں گیت گا رہے ہیں۔۔۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ درختوں کے پتے زبان حال سے مدح سرائی کر رہے ہیں۔۔۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ جب عالم کی ہر چیز لرزاں ترساں ہو کر کوشاں ہے۔۔۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں، تو اے انسان! تو بھی اسی کلمۂ توحید پر تن من دھن سے مگن ہو جا، اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے پڑھ۔۔۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

۳۸ /ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

دو قدم کی دوری

کسی بزرگ نے فرمایا ہے: تو کیوں پریشان ہے؟ اپنے مولیٰ تک رسائی آسانی سے حاصل کرسکتا ہے۔ تیرے اور تیرے مولیٰ کے بیچ بس دو قدم کی دوری ہے۔ دیکھ کلمۂ طیبہ دو جزو پر مشتمل ہے۔ پہلا جزو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور دوسرا جزو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اِن دونوں قدموں کو اگر تو نے ان کو طے کرلیا، تو تیری منزل آسان ہے۔ اور انہیں دونوں جزوں کو قبول کرنے کا نام تو "ایمان" ہے۔

جنت کے دروازے

حدیث نمبر ۴۸: نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: معراج کی رات جب میرا گزر ساتویں آسمان پر ہوا، تو میں نے جنت کو دیکھا کہ جنت کے ہر پھاٹک پر کلمۂ توحید کے ساتھ چار مفید اور کام کی باتیں لکھی ہوئی ہیں۔

پہلے پھاٹک پر لکھا تھا: "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" اور دنیا و آخرت میں آرام سے زندگی بسر کرنے کے لئے چار باتیں۔

(۱) قناعت سے زندگی گزارنا۔ (۲) عداوت و دشمنی سے بچنا۔ (۳) حسد سے دور بھاگنا۔ (۴) فقراء و مساکین اور نیکوں کی صحبت میں بیٹھنا۔

دوسرے دروازے پہ لکھا ہوا تھا: "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" اور اسکے نیچے یہ تحریر تھا۔ جو دنیا و آخرت میں خوشی چاہتا ہے، وہ چار چیزیں اختیار کرے۔ (۱)

یتیموں کے سر پر ہاتھ پھیرے۔(۲) بیواؤں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔(۳) مسلمانوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں کوشش کرے۔(۴) فقراء ومساکین کی صحبت اختیار کرے۔

تیسرے دروازے پر لکھا تھا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ اور اس کے نیچے تحریر تھا۔ ہر چیز کا ایک ذریعہ ہوتا ہے، اور تندرستی وصحت کا ذریعہ چار چیزیں ہیں۔(۱) غذا اور خوراک میں کمی کرنا۔(۲) گفتگو کم اور ضرورت پر کرنا۔(۳) عورت کے ساتھ مجامعت میں کمی اور اعتدال برتنا۔(۴) سونے میں کمی اور درمیانہ روی اختیار کرنا۔

چوتھے دروازے پر لکھا ہوا تھا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ اور اس کے نیچے یہ چار چیزیں درج تھیں۔(۱) جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ اور قیامت کے دن ایمان رکھتا ہے، اس کو چاہئے کہ وہ اپنے ماں باپ کی تعظیم کرے۔(۲) جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ اور قیامت پر ایمان لایا، وہ اپنے پڑوسی کی تعظیم کرے۔(۳) جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے مہمان کی تعظیم کرے۔(۴) جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ اور قیامت پر ایمان لایا، جب بولے تو اچھی باتیں بولے، ورنہ چپ رہے۔

پانچویں دروازے پر لکھا تھا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ اور اس کے ساتھ یہ چار باتیں لکھی ہوئیں تھیں۔(۱) جو شخص کسی پر ظلم نہ کرے، ظلم نہ کیا جائے گا۔(۲) جو کسی کو گالیاں نہ دے گا، وہ گالیاں نہ دیا جائے گا۔(۳) جو شخص کسی کی توہین نہ کرے، تو وہ توہین نہ کیا جائے گا۔(۴) جو دنیا اور آخرت میں سلامتی چاہے، تو اس کو چاہئے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا وظیفہ لازم کرلے۔

۳۹/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

جنت کے بقیہ دروازے

چھٹے دروازے پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے ساتھ لکھا ہوا تھا۔(۱) جو شخص چاہتا ہے کہ نزع کے عالم میں اس کے ساتھ آسانی کی جائے، تو اس کو چاہئے کہ وہ لوگوں کے ساتھ اچھی گفتگو کرے۔(۲) جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی قبر پاک وصاف رہے، اس کے جسم کو کیڑے نہ کھائیں، تو وہ اللہ عزوجل کی مسجدوں کو صاف رکھے۔ (۳) جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ زمین کے نیچے تروتازہ رہے، اس کا جسم بوسیدہ نہ ہو، اس کو چاہئے کہ خدا کی مسجدوں کو آباد کرے۔(۴) جو شخص قبر کے بچھوؤں سے محفوظ رہنا چاہے، اس کو چاہئے کہ وہ خدا کی مسجدوں کو روشن اور منور رکھے۔

ساتویں دروازے پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے ساتھ یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔ چار عادتوں سے انسان کا دل منور رہتا ہے: (۱) بیماروں کی عیادت ومزاج پرسی کرنے سے۔(۲) جنازے کی نماز پڑھانے سے۔(۳) میّت کے لئے کفن خرید کر دینے سے۔(۴) دنیوی خواہشات اور لذتوں سے نفس کو روکنے سے۔

آٹھویں دروازے پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے ساتھ لکھا تھا، جب گھر میں داخل ہو تو چار عادتیں اختیار کرو۔(۱) سچ بولنا (۲) سخاوت کرنا (۳) حسن اخلاق سے پیش آنا (۴) لوگوں سے پریشانیوں اور مصیبتوں کو دور کرنا۔ صَدَقَ نَبِیُّنَا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حدیث نمبر ۴۹: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے عقیدے پر زندگی کا سفر پورا کیا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حدیث نمبر ۵۰: حضرت معاذ ابن جبل سے مروی: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ کَانَ آخِرُ کَلَامِہٖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کی زندگی کا آخری کلام کلمۂ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہوگا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم، ابوداؤد)

۴۰/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

ایمان کی شاخیں

حدیث نمبر ۵۱: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّ سَبْعُوْنَ شُعْبَۃً۔ اَفْضَلُھَا قَوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ وَ اَدْنَاھَا اِمَاطَۃُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ۔ وَ الْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ۔

سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان کے زائد از ستر شعبے اور شاخیں ہیں۔ ان میں سب سے افضل و اعلیٰ کلمۂ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔ اور سب سے چھوٹی اور ادنیٰ شاخ راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا۔ اور شرم وحیاء تو ایمان کی اہم شاخ ہے۔
(بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف)

مذکورہ بالا حدیث میں سرکار دو عالم ﷺ نے تقریباً بتیس (۳۲) اچھی عادتوں اور عمدہ خصلتوں کا تذکرہ فرمایا۔ چونکہ یہ سب پیاری پیاری عادتیں ایمان کی شاخیں ہیں۔ اور ایمان وکلمۂ توحید پر قائم رہنا اِن شاخوں کی جڑ ہے، اور جب جڑ مضبوط اور تر و تازہ رہے گی، تو شاخیں بھی سرسبز وشاداب رہیں گی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جنت کے ہر دروازے پر ہر اچھی عادت کے ساتھ کلمۂ توحید کا تذکرہ فرمایا ہے۔

نوٹ: اوپر حدیث میں مذکور اچھی اور عمدہ خصلتوں کی تفصیل ہماری کتاب مسمّیٰ بہ ایمان کی شاخیں میں ملاحظہ کریں۔)

رنج وغم سے نجات

انسان جب اپنے عزیز واقارب کو چھوڑ کر آخرت کی پہلی منزل قبر کی طرف جاتا ہے، تو اس کو کس قدر وحشت وگھبراہٹ اور مال واولاد چھوڑنے کا رنج وغم ہوتا ہے۔ پھر قبر کے سوالات کا خوف، ایک لمبی مدت کے بعد قبر سے اٹھ کر قیامت میں حساب و کتاب دینے کا خوف اور میزان وپل صراط سے گزرنے کا خوف۔ یہ سارے خوف کس قدر بے چینی اور بے قراری پیدا کرتے ہونگے؟ اس کا تو اندازہ وہی لگا سکتا ہے جو جاتا ہے۔ دنیا کی مستیوں میں مشغول انسان کو کیا خبر اس رنج وغم اور بیقراری کی؟ مگر قربان جاؤ میرے آقا ﷺ کی رحمت پر! آپ نے اس وحشت وگھبراہٹ سے بچنے کے لئے کتنا آسان نسخہ ہمیں عطا فرمایا ہے۔

۴۱/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

اہل ایمان قبر کی وحشت سے محفوظ

حدیث نمبر ۵۲: سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: پیارے آقا ﷺ نے فرمایا: لَیْسَ عَلٰی اَھْلِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْشَۃٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ۔ (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنے والوں کو نہ قبر میں کوئی وحشت وگھبراہٹ ہوگی۔ (اور نہ میدان محشر میں کوئی رنج وغم)

حدیث نمبر ۵۳: نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: گویا میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنے والوں کا منظر دیکھ رہا ہوں، کہ وہ اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے اٹھ رہے ہیں۔ اور پڑھ رہے ہیں: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنَّا الْحُزْنَ۔ (تمام تعریفیں اس اللہ عزّ

وَجَلَّ کے لئے جس نے ہم سے رنج وغم دور کر دئے۔)

حدیث نمبر ۵۴: ایک روایت میں ہے: لَیْسَ عَلٰی اَھْلِ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْشَۃٌ عِنْدَ الْمَوْتِ وَلَا عِنْدَ الْقَبْرِ۔ (کلمۂ توحید لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ورد کرنے والوں پر نہ جانکنی کے وقت کوئی گھبراہٹ ووحشت ہوگی اور نہ قبر کی تاریکی میں۔) (بیہقی)

فطرتِ انسان

انسان کی فطرت ہے کہ جب سفر میں اس کے پاس توشہ اور سامان سفر ہو، اور جہاں اسے جانا ہے، وہاں اس کے پہنچنے سے پہلے ہی اس کی آرام کے سارے انتظامات مہیا ہوں، تو یقینی طور پر اسے نہ کوئی بے چینی ہوتی ہے اور نہ کسی قسم کی گھبراہٹ۔ اسی طرح جب دنیا سے جانے والا انسان اپنے ساتھ نیکیوں کا سرمایہ لے جاتا ہے، اور اپنی زندگی ہی میں جہاں جانا ہے وہاں کا انتظام کر جاتا ہے، تو اسے کسی قسم کا رنج وغم نہیں ہوتا اور وہ ہر قسم کی وحشت وگھبراہٹ سے محفوظ رہتا ہے۔ اور جس کا یقین ہو کہ میرے آقا ﷺ کا دیدار اور ان کی شفاعت میرے کام آئے گی، وہ خوش قسمت انسان تو مسکراتا ہوا چلا جاتا ہے۔

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

(امام احمد رضا)

۴۲/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

کلمۂ توحید اور شفاعت

حدیث نمبر ۵۵: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: میں نے ایک دن رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، یا رسول اللہ! (ﷺ) مَنْ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ (بروز قیامت انسانوں میں سب سے زیادہ آپ کی شفاعت کا مستحق اور نفع اٹھانے والا کون ہوگا؟) تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری حدیث پر طلب دیکھ کر میں نے جان لیا کہ تم سے پہلے مجھ سے کوئی یہ بات نہ پوچھے گا۔ (پھر آپ ﷺ نے فرمایا) سنو! بروز قیامت سب سے زیادہ میری شفاعت کا حقدار وہ شخص ہوگا، جس نے دنیا میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے پڑھا ہوگا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ (بخاری)

اس حدیث سے روزِ روشن کی طرح یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ بروز قیامت سعادت و نیک بختی اسی کو حاصل ہوگی، جو نبی کریم ﷺ کی شفاعت پائے گا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ: اس دن شفاعت بھی اسی شخص کو حاصل ہوگی، جو دنیا میں آپ کو "شَفِيْعُ الْمُذْنِبِيْن" اور "رَاحَةُ الْعَاشِقِيْن" مانتا ہوگا۔

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند سیدھی سڑک یہ شہرِ شفاعت نگر کی ہے

(امام احمد رضا)

درود اُن پر کہ جن کے سر شفاعت کا بندھا سہرا

حدیث نمبر ۵۶: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ایک آنے والا میرے پاس آیا۔ اور اس نے بتایا کہ آپ کے رب نے آپ کو اختیار دیا ہے، کہ آپ چاہیں تو اپنی آدھی امت جنت میں داخل فرمالیں یا پھر آپ

شفاعت پسند کرلیں۔آپ فرماتے ہیں: میں نے شفاعت کو پسند کرلیا۔اور میری یہ شفاعت ہراس شخص کے لئے ہوگی، جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہوا دنیا سے رخصت ہوگا۔(یعنی کلمۂ توحید لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر دنیا سے گیا۔)

حدیث نمبر ۵۷: سیدنا انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی پاک ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) قیامت میں میری شفاعت فرمانا۔آپ نے فرمایا: میں تیری شفاعت ضرور کروں گا۔انہوں نے عرض کی: سرکار! (ﷺ) ہم وہاں آپ (ﷺ) کو کہاں تلاش کریں؟ شافع محشر ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میں تمہیں تین جگہوں پہ ملوں گا (۱) پل صراط کے پاس۔(۲) میزان کے پاس۔(۳) حوض کوثر کے پاس۔(ترمذی)

۴۳/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

کلمۂ توحید کی تاثیر

حدیث نمبر ۵۸: تفسیر روح البیان میں ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی ﷺ ایک قبیلے کے سردار دحیہ کلبی کے لئے اکثر ایمان کی دعا فرمایا کرتے تھے۔چونکہ انکے قبیلے کے سات آٹھ سو لوگوں کا ایمان لانا انکی پیش قدمی اور انکے ایمان پر موقوف تھا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے حبیب ﷺ کی دعا قبول فرمائی، اور اسلام کی صداقت اور اپنے حبیب ﷺ کی محبت انکے دل میں ڈال دی۔اور وہ خود اپنے قبیلے سے نکل کر نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں چل دئے۔اُدھر طائر سدرہ نشین حضرت جبرئیل امین نبی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔اور عرض کی: دحیہ کلبی ایمان لانے کے لئے حاضر ہو رہا ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ آپ اپنی بارگاہ میں آنے والوں پر شفقت ومہربانی فرمایا کرتے تھے۔ چونکہ آنے والا اپنے قبیلے کا سردار تھا، اس لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر مبارک بچھا دی۔ اور ان سے فرمایا بیٹھو۔ مگر دحیہ کلبی نے چادر مبارک کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگا کر سر پہ رکھ لیا۔ پھر عرض کی: سرکار مجھے کلمۂ توحید پڑھا کر اسلام میں داخل کر لیجئے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جام توحید پلا کر شرائط اسلام پر بیعت فرمالیا۔

جیسے ہی دحیہ کلبی نے کلمہ پڑھا، کلمۂ توحید کے اثر نے فوراً ہی ان کے قلب سے کفرو شرک کی سیاہی کو صاف کر دیا۔ اور انہوں نے رونا شروع کر دیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ تو خوشی کا موقعہ ہے، روتے کیوں ہو؟ دحیہ کلبی عرض کرتے ہیں: سرکار ہم نے بہت گناہ کئے ہیں، ہمیں ہمارے گناہ رُلا رہے ہیں۔ ان گناہوں کا کفارہ کیا ہے؟ اگر کفارے میں مجھے قتل کیا جائے، تو مجھے منظور ہے۔ اگر میرا گھر بار راہ خدا میں لٹا دیں، تو یہ بھی منظور ہے۔ بس کسی طرح سے میرے گناہ معاف کرا دئے جائیں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دحیہ ایسے کیا گناہ ہیں؟ عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی قوم کا سردار تھا۔ میں نے ۷۰ بچیاں زندہ درگور کی ہیں۔ میرے یہ گناہ کس طرح معاف ہوں گے؟

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بات سن کر تعجب فرمانے لگے۔ اور دل میں خیال گذرا، یا اللہ! یہ گناہ کس طرح معاف ہوسکتا ہے؟ اِدھر دحیہ کھڑے رو رہے ہیں۔ اُدھر رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہیں۔ اتنے میں جبرئیل امین حاضر بارگاہ ہوئے، اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدائے پاک نے آپ کو سلام بھیجا ہے۔ اور اس کا حکم ہے، کہ آپ دحیہ سے فرما دیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دحیہ کے ایک مرتبہ دل کی گہرائیوں سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ لینے سے اس کے ساٹھ برس کے کفر و بت پرستی اور بچیوں کے زندہ درگور کرنے کو بخش دیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سنتے ہی رونے

لگے اور آپ کے ساتھ سارا مجمع رونے لگا۔ آپ نے اسی حالت میں عرض کی: الٰہی! جب ایک دفعہ ایک کافر نے کلمہ پڑھ لیا، تو اس کی ساری عمر کے کفر و شرک کے گناہ معاف ہوئے۔ اگر میری امت کا متقی مسلمان عمر بھر اس کلمے کو پڑھتا رہے، اور یہی کلمہ پڑھتے پڑھتے مر جائے، تو کیا تو اس کو نہ بخشے گا؟ میرا مولیٰ کریم ہے، وہ ضرور بخشے گا۔

۴۴ ؍ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اسلام کفر کا کفارہ

دیکھو میرے دینی بھائیو! اس کلمے کی طاقت دیکھو۔ کس قدر قوت و طاقت ہے اس کلمہ میں، کہ ستر ستر اسی اسی برس کے کفر و شرک جیسے گناہوں کو ختم فرما دیتا ہے۔ اسی لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

حدیث نمبر ۵۹: اَلْاِسْلَامُ یَھْدِمُ مَا قَبْلَ الْاِسْلَامِ۔

یعنی: اسلام لانا اور کلمۂ توحید کا دل سے پڑھ لینا، مسلمان ہونے سے پہلے کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔

حدیث نمبر ۶۰: سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے، کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جبریل نے آ کر مجھ سے کہا: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کا خدا فرماتا ہے:

اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا۔ فَاعْبُدْنِیْ۔ مَنْ جَاءَ نِیْ مِنْکُمْ بِشَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بِالْاِخْلَاصِ دَخَلَ فِیْ الْحِصْنِ۔ وَمَنْ دَخَلَ فِیْ حِصْنِیْ اَمِنَ عَذَابِیْ۔ (جامع صغیر وغیرہ)

میں ہی معبود برحق ہوں۔۔۔میرے سوا کوئی معبود نہیں۔۔۔تو عبادت و بندگی بھی میری ہی کرو۔تم میں سے جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی شہادت و گواہی اخلاص کے ساتھ لائے گا، وہ میرے قلعہ رحمت میں داخل ہوگا۔اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوا، وہ میرے عذاب سے محفوظ ہوا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا مقصد اصلی دعوت توحید کو عام کرنا تھا۔اسی مقصد کے تحت اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا، تاکہ لوگ ایک خدا کو مانیں۔اسی کی عبادت و بندگی کریں۔اور تا دم آخر خدا کی الوہیت اور وحدانیت پر قائم رہیں۔

خدایا بحق بنی فاطمہ   کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی برقبول   من و دست دامان آل رسول

۴۵/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

بھاری کلمہ

حدیث نمبر ۶۱: سیدنا عبد اللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ قیامت کے دن میری امت میں سے ایک شخص کو منتخب فرما کر تمام مخلوق کے سامنے لائے گا۔اور اس کے اعمال کے ننانوے (۹۹) دفتر اس کے سامنے کھول دئے جائیں گے۔ہر دفتر کا پھیلاؤ اور بڑائی تا حد نظر ہوگی۔اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے فرمائے گا:

اَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا؟ اَظَلَمَكَ كَتَبَةُ الْحَافِظُوْنَ؟ فَيَقُوْلُ: لَا يَا رَبِّ۔ فَيَقُوْلُ: اَفَلَكَ عُذْرٌ؟ فَيَقُوْلُ: لَا يَا رَبِّ۔ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: بَلٰى اِنَّ لَكَ عِنْدَنَا

حَسَنَةً. فَاِنَّهٗ لَاظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ

کیا ان اعمال میں سے کسی عمل کا تم انکار کرتے ہو؟ یا اعمال لکھنے والے فرشتوں نے کچھ ظلم تو نہیں کیا؟ (کہ بلا کئے کچھ لکھ دیا ہو۔) وہ بندہ عرض کریگا: نہیں۔ (نہ انکار کی گنجائش ہے۔ اور نہ فرشتوں نے ظلم کیا۔) تو اللہ رب العزت ارشاد فرمائے گا: کوئی عذر ہو تو پیش کر سکتے ہو۔ وہ عرض کریگا: کوئی عذر بھی نہیں۔ تو اللہ کریم ارشاد فرمائے گا: ہاں تمہاری ایک نیکی ہمارے پاس ہے، کہ آج تم پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (کہ نیکیوں کو گھٹا دیا جائے۔ یا برائیوں کو بڑھا دیا جائے۔۔ ایسا کچھ نہیں۔)

پھر ایک کاغذ کا ٹکڑا نکالا جائے گا جس پر لکھا ہوگا، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ارشاد ربانی ہوگا: جاؤ اس کا وزن کراؤ۔ وہ بندہ عرض کریگا: اے میرے کریم رب! اتنے گناہوں کے دفتروں کے مقابلے میں ایک معمولی سا ٹکڑا کیا کام دے گا؟ ارشاد ربانی ہوگا: آج تجھ پہ ظلم نہ ہوگا۔ پھر ان تمام دفتروں کو ایک پلے میں اور اس کلمۂ توحید لکھے کاغذ کے ٹکڑے کو دوسرے پلے میں رکھ کر تولا جائے گا۔ تو کلمۂ توحید لکھا ٹکڑا ان دفتروں پہ بھاری ثابت ہوگا۔ کون سی چیز ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام کے سامنے وزنی اور بھاری ثابت ہو۔ (مشکوٰۃ و ترمذی)

۴۶/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

ایسا کیوں؟

یا تو یہ کلمہ اس شخص نے صدق نیت اور اخلاص کے ساتھ پڑھا ہوگا، یا اس کلمۂ طیبہ سے اس شخص کو خصوصی طور پر اشتغال اور لگاؤ رہا ہوگا۔ اسی لئے علماء فرماتے ہیں:

مومن کو کبھی بھی چھوٹی سی چھوٹی نیکی کو حقیر اور ہلکا سمجھ کر چھوڑ نا نہیں چاہئے۔ اور نہ ہی کسی بڑے سے بڑے گناہ گار کو حقیر اور ہلکا سمجھ کر اپنے کو اس سے بڑا سمجھے۔ کیا پتہ اس گناہ گار کا کون سا عمل اللہ عَزَّوَجَلَّ کو پسند آ جائے۔ اور اس کی نجات کا سبب بن جائے۔ اور تجھے خبر نہیں کہ تیری نیکیاں قبول بھی ہیں۔۔۔ کہ۔۔۔ نہیں۔

سب سے بھاری نکلے گا: لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

حدیث نمبر ۶۲: سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضے میں میری جان ہے: زمین وآسمان اور زمین وآسمان کی تمام چیزوں کو میزان کے ایک پلے میں، اور کلمۂ توحید لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو دوسرے پلے میں رکھ کر تولا جائے، تو کلمہ کا پلہ بھاری نکلے گا۔ (طبرانی)

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نامِ پاک کے برابر کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ بس وِرد کرنے والوں میں اخلاص اور صدق نیت کی ضرورت ہے۔ محروم و کم قسمت ہیں وہ لوگ! جو اس نام پاک کو ہلکا سمجھتے ہیں۔ ذاکر میں جس قدر صدقِ نیت اور اخلاص پیدا ہوتا جاتا ہے، اسی قدر یہ نام پاک وزنی ہوتا جاتا ہے۔ عارفین اپنی خانقاہوں میں مریدین اور طالبین کو صدقِ نیت اور اخلاص کو پیدا کرنے کے لئے کلمہ طیبہ کے وِرد پر بہت زور دیا کرتے تھے۔ اور سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں یہ کلمہ مریدین سے پڑھواتے تھے۔ کوئی اسم جلالت اللہ اللہ کا ورد کراتا۔ کوئی ذِکرِ نَفِیْ وَاِثْبَات لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر کراتا۔ مرید و طالب کی باطنی کیفیت کو ملاحظہ فرما کر حسب کیفیت و ضرورت کسی کو پانچ ہزار، کسی کو سات ہزار کسی کو پچیس ہزار، کسی کو پچاس ہزار، اور کسی کو ستر ہزار مرتبہ روزانہ ورد کروا کر ان کے باطن کو صاف کیا جاتا تھا۔ آہ! اب کہاں ہیں وہ وِرد کرانے والے؟ اور کہاں ملیں گے وِرد کرنے والے؟

جو دیا کرتے تھے دوائے درد دل
وہ دکان اپنی بڑھا گئے

۷۴/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

نورانی کلمہ

حدیث نمبر ۶۳: حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے غمگین بیٹھے دیکھا۔ کسی نے پوچھا: کیا بات ہے؟ کہنے لگے: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا، آپ نے فرمایا: مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے، جو شخص مرتے وقت اس کو پڑھے گا، تو اللہ تعالیٰ موت کی تکلیف اس سے دور کردے گا۔ اس کا رنگ چمکنے لگے گا۔ اور وہ خوشی کا منظر دیکھے گا۔ مگر میں وہ کلمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ نہ سکا۔ یہاں تک کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قرب میں پہونچ گئے۔ (اسی غم میں بیٹھا ہوں۔) تو سیدنا عمر ابن خطاب (یا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے فرمایا: مجھے وہ کلمہ معلوم ہے۔ حضرت طلحہ خوش ہو کر کہنے لگے: کیا ہے وہ کلمہ؟ انہوں نے فرمایا: کوئی کلمہ اس کلمۂ توحید لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا۔ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا (ابو طالب) پر پیش کیا تھا۔ اور آپ نے تاکیداً فرمایا: قسم ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی: یہی ہے وہ کلمہ، یہی ہے وہ کلمہ۔ (بیہقی، ابن ماجہ)

پانچ اندھیرے، پانچ چراغ

حدیث نمبر ۶۴: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے: پانچ اندھیرے بہت سخت ہیں۔ اور ان پانچ اندھیروں کے لئے پانچ چراغ بھی ہیں۔ (۱)

دنیا کی محبت سخت اندھیرا ہے، اس کا چراغ تقویٰ ہے۔(۲) گناہ کی تاریکی سخت تاریکی ہے، اس کا روشن چراغ توبہ ہے۔(۳) قبر کا اندھیرا گھٹا ٹوپ اندھیرا ہے، اس کا چراغ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا نور ہے۔(۴) آخرت کا اندھیرا خوفناک اندھیرا ہے، جس کا چراغ نیک عمل ہے۔(۵) اور پل صراط بھی ایک اندھیرا ہے، جس کا چراغ ایمان و یقین ہے۔

اندھیری رات ہے غم کی، گھٹا عصیاں کی کالی ہے
دلِ بیکس کا اس آفت میں آقا تو ہی والی ہے
اندھیرا گھر، اکیلی جان، دم گھٹتا، دل اکتاتا
خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے
زمیں تپتی، کٹیلی راہ، بھاری بوجھ، گھائل پاؤں
مصیبت جھیلنے والے ترا اللہ والی ہے

(امام احمد رضا)

۴۸ / ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

کلمۂ توحید گناہوں کا کفارہ

امام رازی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: انسان گناہ اکثر سات اعضا سے کرتا ہے۔
(۱) ۲/ کان (۲) دو آنکھ (۳) دو ہاتھ (۴) پیٹ (۵) شرم گاہ (۶) دو پاؤں (۷) زبان۔
اور دوزخ کے دروازے بھی سات ہیں۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں کلمے بھی سات ہیں۔ پس کلمۂ توحید کا ہر کلمہ ایک ایک عضو کے گناہ کا کفارہ بن جائے گا۔ اور فضل

مولیٰ سے دوزخ کا ایک ایک دروازہ بند ہو جائے گا۔

میرے دینی بھائیو! کثرت سے اپنے مولیٰ کا نام جپو۔۔۔دل کی اتھاہ گہرائیوں سے لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ورد کرو۔ یہی تو وہ کلمۂ طیبہ ہے، جو اپنے ورد کرنے والے سے ننانوے قسم کی بلاؤں کو دور کرتا ہے۔ جن میں سب سے ہلکی بلا غم ہے۔ جو ہر وقت انسان پر سوار رہتا ہے۔شیطان کے وسوسوں کو یہ چھانٹے۔۔۔گناہوں کی سیاہی کو دل سے یہ صاف کرے۔۔۔دنیا کی مصیبتوں کو یہ دور کرے۔۔۔اور قبر کی تاریکی سے یہ نجات دلائے۔

اترتے چاند، ڈھلتی چاندنی، جو ہو سکے کر لے
اندھیرا پاس آتا ہے یہ دو دن کی اجالی ہے
نہ ہو مایوس آتی ہے صدا گورِ غریباں سے
نبی امت کا حامی ہے خدا بندوں کا والی ہے

(امام احمد رضا)

موت کی تکلیف سے نجات دینے والا کلمہ

حدیث نمبر ۶۵: ایک روایت میں ہے: کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام (مَلَكُ الْمَوْتِ) کی پیشانی پر کلمۂ توحید لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تحریر فرما دیا ہے۔ جس وقت حضرت ملک الموت مومن کی روح قبض کرنے کے لئے آتے ہیں، اور مومن بندہ جب انکی صورت دیکھتا ہے، تو ملک الموت کی پیشانی پر کلمۂ توحید لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا دیکھ کر پڑھنے لگتا ہے۔ ادھر رب کا حکم ہوتا ہے: اے ملک الموت! ہمارا بندہ کلمہ ختم نہ کر پائے، اس سے پہلے کلمہ پڑھنے کی حالت ہی میں اس کی روح قبض کی جائے۔ ملک الموت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم

کے مطابق لفظ اللہ عَزَّوَجَلَّ ادا کرنے پر مومن کی روح قبض کر لیتے ہیں۔اور اس کی روح کو جنت کی طرف لے جاتے ہیں۔(کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا: مَنْ کَانَ آخِرُ کَلَامِہٖ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔ کَمَا مَرَّ۔ یعنی۔جس کی زندگی کا آخری کلام لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ ہوگا،وہ جنت میں جائیگا۔جیسا کہ گزر چکا ہے۔)

یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت عامہ تامہ ہے،جوکہ زمین وآسمان سے وسیع وکشادہ ہے۔یہ اس کی رحمت ہی تو ہے کہ نزع،قبر،میزان اور حشر ہر مقام پر آسانی سے گذرنے کے لئے اس نے طرح طرح کے ذکر،وظیفے اور عمل ہمارے لئے ظاہر فرمادئے۔

۴۹/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)!پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اللہ پاک کی رحمت سب سے بڑی

حدیث نمبر ۶۶: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن وعظ فرمارہے ہیں،اچانک ایک اعرابی حاضر ہوا۔اور عرض کیا: یارسول اللہ!(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں گناہ گار ہوں۔میں گناہ گار ہوں۔میں بہت بڑے بڑے گناہ رکھتا ہوں۔نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعظ ونصیحت سے فارغ ہوئے،تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس اعرابی کو بلایا۔ اور اس سے اس کی حالت دریافت کی۔اس اعرابی نے پھر اپنے گناہوں کا ذکر کیا۔رحیم وکریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تیرے گناہ ستاروں سے بھی زیادہ ہیں؟اس نے کہا: جی ہاں۔تو آپنے فرمایا: کیا تیرے گناہ صحرا کی ریت کے ذرّوں سے زیادہ ہیں؟تو وہ بولا: جی۔آپنے فرمایا: کیا تیرے گناہ پانی کے قطروں سے زیادہ ہیں؟ وہ بولا: جی ہاں۔ آپنے فرمایا: کیا تیرے گناہ زمین وآسمان سے بھی بڑے ہیں؟کہا: جی سرکار۔آقا

کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے گناہ خدا سے بڑے اوراس کی رحمتوں سے زیادہ ہیں؟؟؟ وہ کریم آقا ﷺ کے رحم وکرم بھرے کلمات کوسن کر چپ ہو گیا، اور رونے لگا۔ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا: کچھ غم نہ کرو۔ بس یہ کلمہ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھ لو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے سارے گناہ بخش دے گا۔ چاہے کتنے ہی کیوں نہ ہوں؟ (روح البیان)

اب تو نہ روک اے غنی عادت سگ بگڑ گئی
میرے کریم پہلے ہی لقمۂ تر کھلائے کیوں

(اعلیٰ حضرت)

مختصر یہ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی توحید اوراس کی وحدانیت کی معرفت کوئی آسان کام نہیں۔ انسان کو چاہیۓ کہ ہر وقت وہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اوراس کی خوشنودی کے کام میں کوشاں رہے۔ اس کی معصیت ونافرمانی کے کاموں سے بچتا رہے۔ اور اپنی عبدیت پر ہر وقت نظر رکھے۔ ہر وقت اپنے آپ کو ناقص سمجھتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات غیر محدود ہیں۔ اس لئے انکا راستہ تو طے نہیں کیا جا سکتا۔

۵۰/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

تین چیزیں: جن سے معرفت کا راستہ آسان

مومن کو چاہیۓ کہ وہ اپنے اوپر تین چیزیں لازم کرلے، تو اس پر معرفت کی منزل آسان ہو سکتی ہے۔

(۱) صالحین کی صحبت (۲) اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں غور وفکر (۳) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے

ذکر کی کثرت

لیکن ان تینوں میں اول صحبت صالحین اہم اور سب سے بنیادی چیز ہے۔ کیونکہ بلا کامل کی صحبت کے زندگی بھر کی عبادت و ریاضت اور مجاہدہ شیطان منٹوں میں برباد کر دیتا ہے۔ اور صحبت یافتہ انسان نفس و شیطان کے مکر و فریب اور ان کے داؤں و پیچ سے محفوظ رہتا ہے۔ چونکہ وہ اپنے شیخ کامل کو اپنے حالات سے مطلع کرتا رہتا ہے۔ اور وہ شیخ کامل عبادت و ریاضت اور ذکر و فکر کی راہیں تجویز کرتا ہے۔ اس لئے طالب صادق ان کی اتباع کر کے ایک دن منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔ منزل کو پانے میں اگرچہ کچھ دیر لگے، مگر اس تاخیر سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ آفتاب کی شعاعوں سے مستفیض ہو کر ایک نہ ایک دن پتھر لال گوہر بن ہی جاتا ہے۔

کیمیاء است عجب بندگیٔ پیر مُغاں
خاک او گشتم بچندیں در جاتم دادند

پیر کامل کی غلامی و صحبت بھی عجیب کیمیا ہے۔ ان کے آستانے کی میں نے کچھ خاک چھانی اور اتنے درجات عطا کر دیئے۔

لیکن صحبت کے لئے پہلی شرط ہے۔۔۔ زبان اِعتراض کو بند کرنا۔ اگر کسی کی صحبت میسر بھی آئی۔۔۔ لیکن نظرِ تنقید اور زبان اعتراض کھلی رہی۔۔۔ تو کامل کی صحبت کے باوجود محرومی کے علاوہ کچھ نہ ہاتھ آئے گا۔

حکایت: ایک شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں رو رو کر دعا کرتا تھا: مولیٰ کوئی مقبول نماز نصیب ہو۔ ایک دن اتفاق سے حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھنے کا موقع ملا۔ لیکن دل ہی دل میں کہنے لگا، اِن کی تو قرأت اچھی نہیں۔ رات کو خواب میں دیکھا، کوئی کہہ رہا ہے: تجھے مقبول نماز کا موقع ملا تھا، افسوس! تو نے اس کی قدر نہ کی۔ (روح البیان)

۵۱/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

معرفت کی دلیل اعلیٰ

دنیا کی ہر چیز اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کسی نہ کسی تجلّی اور صفت کی علامت ونشانی ہے۔لیکن ہمارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ . . . اللہ تعالیٰ کی ذات اوراس کی تمام تجلّیات وصفات کی آیت ونشانی ہیں۔اسی لئے کلمۂ توحیداور کلمۂ تصدیق میں دعویٰ الوہیت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے بعد مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (ﷺ) کا انضمام واتصال کیا گیا۔کیوں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کلمہ کا جزوِاول اوردعویٰ وحدانیت ہے۔اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کلمہ کا جزو ثانی اس دعویٰ کی سب سے اعلیٰ اورسب سے مضبوط دلیل ونشانی ہے۔جس نے محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی خدا کو نہ پہچانا۔پھر وہ کس چیز سے خدا کو پہچانے گا؟اگرچہ عالم کی ہر شیٔ خدا کے وجود اوراس کی وحدانیت پر روشن دلیل ہے۔لیکن محمد رسول اللہ ﷺ سب دلیلوں سے اعلیٰ اور مضبوط دلیل ہیں۔

ذرّے مِہرِ قُدس تک تیرے تَوَسُّط سے گئے
حَدِّ اَوْسَط نے کیا صُغْریٰ کو کُبریٰ نور کا
(اعلیٰ حضرت)

رب کے بندوں کو رب سے ملا کر چلے
جلوۂ حق وہ ہم کو دکھا کر چلے
(سیدی مفتیٔ اعظم)

نورِ قلب

میرے دوست ! یہ خوب جان لو! کہ تمام نیکیوں کی اصل توحید ہے۔اور تمام گناہوں کی جڑ کفر وشرک۔ جو بحرِ توحید کے غواص (غوطہ خور) ہیں، وہ فرماتے ہیں: کہ کلمۂ توحید "لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کو جب کافر پڑھتا ہے،تو یہ کلمہ اس کے دل سے کفر کی ظلمت و تاریکی کو صاف کر کے،نورِ توحید اسکے دل میں قائم فرما دیتا ہے۔اور جب کوئی مومن بندہ اس کلمے کا ورد کرتا ہے،تو یہ کلمہ مُبارکہ نفس کی غلاظتوں اور اسکی خواہشات کی تاریکیوں کو صاف کر کے، اس کو نورِ وَحدَت سے منور فرما دیتا ہے۔ اگر کوئی انسان اس کلمۂ مبارکہ کا دن میں ایک ہزار مرتبہ ورد کرے،تو ہر دوسری مرتبہ کا وِرد اس کے دل سے اس ظلمت کے پردے کو صاف کریگا، جو پردہ پہلے حائل تھا۔اسی لئے اولیا کرام اپنے مریدین اور طالبین کو ذکر نفی اثبات کی کثرت کی تلقین کیا کرتے تھے۔کیونکہ کلمہ "لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" سے زیادہ، انسان کے تزکیہ کے لئے اور کوئی ذکر مؤثر نہیں۔جتنی کثرت سے انسان اس کلمہ کا ورد کرتا ہے،اسی کے مطابق اس کی باطنی ظلمت صاف ہوتی جاتی ہے۔اور ایک دن اس منزل پر پہنچ جاتا ہے، کہ اس کا قلب اللہ کی معرفت کا اہل بن جاتا ہے۔

۵۲/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

معرفت ووُصول کے بعد بھی ذکر وفکر کی ضرورت

اگر کسی انسان کو ذکر وفکر اور عبادت ومجاہدہ سے وصول الی اللہ اور معرفت حاصل ہو بھی جائے،تب بھی وہ اس کے ذکر سے مُستَغنِی نہیں ہوسکتا۔کیوں کہ سَیر فِی اللہ اور

"مقاماتِ معرفت باللہ" کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت کا مقام بہت اعلیٰ اور غیر متناہی ہے۔ اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسط سے ہمیں زیادتی علم و معرفت کی دعا کا حکم فرمایا۔ ارشادِ ربانی ہے:

{وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا} (پ:۱۶- طٰہٰ:۱۱۴)

ترجمہ: اور دعا کرو، اے میرے رب! میرے علم و معرفت میں اضافہ فرما۔

اور کسی کامل نے بڑی معنیٰ خیز بات کہی: ؎

اے برادر بے نہایت درگاہ ہست
ہر کجا کہ می رسی باللہ مایست

اے برادرے عزیز! اس کا دربار بڑا اعلیٰ اور غیر متناہی ہے۔ تم جہاں جاؤ گے، اور جتنا چلو گے اس کی معرفت کا مقام اعلیٰ سے اعلیٰ پاؤ گے۔ (اس لئے رکو مت! چلتے رہو!)

بے رونق دنیا

سیدنا یحییٰ ابن معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (اے میرے مولیٰ!) تیرے ذکر اور تیری یادوں کے بغیر دنیا بے رونق ہے۔ آخرت کی حسن و خوبی تیرے عفو و کرم سے ہے۔ اور جنت کی رونقیں اور لذتیں تیری لِقَاء اور دیدار سے ہیں۔۔۔۔ ایک حدیث میں ہے:

حدیث نمبر ۶۷: دنیا و مافیہا ملعون ہے۔ علاوہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر، اسکے عاشقین و محبین اور علماء و متعلمین کے۔

۵۳/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

توحید کامل

عارفین کاملین کے نزدیک توحید اِثْبَاتِ وَحْدَتْ کا نام ہے۔ اور انکے نزدیک مُوَحِّدِ کَامِلْ وہ ہے، جو کثرت کی الجھنوں سے نکل کر بحر توحید میں ڈوب جائے۔ حضرت شیخ ابوالحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مجھے ایک ایسے بندۂ خدا کے بارے میں معلوم ہوا، جو ایک عرصے سے پہاڑ کی غار میں مشغولِ عبادت تھے۔ میں نے ان کے عبادت خانہ کے دروازے پر رات گزاری۔ تو میں سن رہا تھا، وہ اللہ تعالیٰ سے یوں دعا گو تھے: اے میرے پروردگار! تیرے بعض بندوں نے تجھ سے تسخیر خلق کی بھیک مانگی، تو نے اپنے فضل وکرم سے ان کی مراد پوری فرمادی۔ اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، کہ تو اپنی مخلوق کے تعلقات مجھ سے دور فرمادے۔ اور ان کے معاملات مجھ سے نہ رہیں، تاکہ میں دل کی فراغت اور یکسوئی کے ساتھ تیری بارگاہ میں ملتجی اور دعا گو رہوں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے کرم سے ہم سب کو اس مقام کے حقائق و معارف عطا فرمائے۔ آمین

حکایت: ایک بادشاہ اپنے وزیروں میں سے ایک وزیر سے بڑی محبت رکھتا تھا۔ دوسرے وزیر اس سے حسد کرنے لگے۔ اور طرح طرح کے الزام لگا کر اس کو بادشاہ کی نظروں سے گرانے کی کوشش کی۔ جب بادشاہ نے ان کے حسد کو جان لیا۔ تو اس نے اپنے محبوب اور مخصوص وزیر سے محبت اور اس پر نوازشات کی وجہ کو دوسرے وزیروں پر ظاہر کرنے کے لئے حکم دیا: کہ شاہی محل کو خوب سجایا جائے۔ اور اسکے اندر خزانوں کے دروازے کھول دئے جائیں۔ پھر بادشاہ نے تمام وزیروں کو شاہی محل میں بلا کر فرمایا: شاہی خزانے اور ساز وسامان میں سے جس کا دل جس چیز کو چاہے لے جائے۔ تو ان حاسد وزیروں میں سے کسی نے ہیرے وجواہرات اٹھائے۔

کسی نے موتی وگوہر۔کسی نے کچھ اور کسی نے کچھ۔لیکن وہ وزیر جس پر بادشاہ کی بے حد عنایات ونوازشات تھیں، وہ اٹھا اور اٹھ کر بادشاہ کے ہاتھ تھام لئے۔اور عرض کی: مجھے مال ودولت، ہیرے جواہرات اور باغ و بہار کی ضرورت نہیں۔میری طلب اور چاہت صرف آپ کی ذات ہے۔کیا یہ قلبِ صافی اور عاشق صادق کی آواز نہیں ہے؟ اگر عشق کا کچھ حصہ حاصل ہے تو پڑھو:

گدائے کوئے تو از ہشت خلد مستغنی است

اسیر عشق تو از ہر دو کون آزاد است

اے دوست! تیرے کوچے کا گدا آٹھوں جنتوں کی بہار سے بے نیاز ہے۔ تیرے عشق ومحبت کا گرفتار دونوں جہاں کی نعمتوں سے آزاد ہے۔

۵۴/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

عاشق صادق

حضرت سیدنا جنید بغدادی (یا حضرت سیدنا خواجہ بایزید بسطامی رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں: مَا عَبَدْتُكَ خَوْفًا مِّنْ نَّارِكَ وَلَا طَمَعًا مِنَ الْجَنَّةِ وَلٰكِنْ وَجَدْتُكَ اَهْلًا لِعِبَادَةٍ فَعَبَدْتُكَ۔

''اے میرے معبود میں تیری عبادت و بندگی تیری دوزخ کے خوف یا تیری جنت کے لالچ میں نہیں کرتا ہوں۔ میں نے تو تجھے عبادت کا اہل ولائق پایا، اسی لئے تیری عبادت وبندگی کرتا ہوں۔''

یہ ہے عاشقوں کی دونوں جہاں سے بے نیازی وآزادی۔ نہ خوف ایں، نہ طمع

آں۔ دل کو خالی کرلیا اغیار سے، اور بنالیا کاشانۂ یار۔

مجنوں کا پیالہ

جب ایک دن لیلیٰ نے مجنوں کا پیالہ توڑ دیا، تو مجنوں تین دن عشق وشوق سے رقص کرتا رہا۔ لوگوں نے کہا: اے مجنوں! تم کس لئے رقص کرر ہے؟ کیا تم نے اس سے یہی سمجھا ہے، کہ لیلیٰ تم سے محبت کرتی ہے؟ تو مجنوں نے ایک سرد آہ بھری اور کہا: تم اس راز کو نہیں سمجھ سکتے۔ حقیقت یہ ہے، لیلیٰ نے پیالہ توڑ کر یہ بتایا، کہ: جب تک خانۂ دل کو غیر سے خالی نہیں کرو گے، کامل فنا حاصل نہ کرو گے، دل میں محبوب کے جلوے نہ پاؤ گے۔ (روح البیان)

قربان جایئے! مجنوں کی عقل ودانش اور اس کی سمجھ پر۔ کیسا سمجھا انہوں نے اپنے محبوب کے مقصد کو، کہ: لیلیٰ کے عشق کی غیرت پیالے کا وجود بھی اپنے بیچ برداشت نہیں کرسکتی۔ اور جو عاشق صادق ہوتے ہیں، ان کے عشق کی آتش غیرت دل سے غیر کے وجود کو جلا کر صاف کردیتی ہے۔ اور وہ جلوۂ یار کے لئے ہر وقت بے چین و بے قرار ہوکر گویاں رہتے ہیں:

ایسا گماں دے ان کی وِلا میں خدا ہمیں
ڈھونڈا کرے پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو
(اعلیحضرت)

بے حجابانہ در آ اندریں کاشانۂ ما
کہ جز دردِ تو کس نیست ،دریں خانۂ ما

اے میرے محبوب! مرے خانۂ دل میں تو آپ بے پردہ آیا کریں اسلئے کہ ہمارے کاشانۂ دُرُوں میں آپ کی محبت کے سوا کسی کا گذر نہیں۔

۵۵/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

موت اور اس کے بعد کام آنے والی چیزیں

حقیقت میں عقلمند وہ ہے جو اپنے دل کو ما سِوَی اللّٰہ کے گرد وغبار سے پاک وصاف کر لے۔ اور اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر کے سوا کسی سے اُنس نہ ہو۔ سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: موت کے وقت انسان کے ساتھ تین چیزیں باقی رہتی ہیں۔ باقی سب ساتھ چھوڑ جاتی ہیں۔ (۱) صَفَاءُ الْقَلْبِ: یعنی قلب کا دنیا کی ہر شئ کی محبت سے پاک ہونا۔ (۲) ذکر الٰہی سے اُنس ولگاؤ۔ (۳) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محبت۔

یہی تین چیزیں انسان کے قبر، حشر، میزان غرض کہ مرنے کے بعد ہر مقام پر کام آئیں گی۔ (روح البیان)

اخلاص فی التوحید

بعض اعمال تو وہ ہیں، جو جنت کی سیر، اس کے باغ و بہار اور حور و غلمان کے ملنے کا سبب ہیں، یہ عبادات بدنیہ ہیں۔ جو شریعت کی کامل اِتّباع سے ادا کی جائیں۔ اور بعض اعمال وہ ہیں، جو سیر الی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اور محبت فی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے موجب وسبب ہیں۔ یہ اعمال قلبیہ ہیں، جنہیں طلبِ حق اور تلاشِ یار میں صدق دل، اِخْلَاصْ فِیْ التَّوْحِیْدِ، دنیا کو چھوڑ کر، اغراض دنیا سے منہ موڑ کر اور کامل تَوَجُّہٗ اِلَی اللّٰہِ (عَزَّوَجَلَّ) کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے۔ اور یہی وہ سخت راہ ہے، جس کو طے کرنے کے لئے کسی شیخِ کامل، مرشد واصل، اکمل پیر اور نیک وصالح بزرگ کا دامن تھامنا ضروری ہوتا ہے۔

تا کہ اس کی برکت سے یہ منازل بآسانی طے ہو سکیں اور خواہشات نفسانیہ کا حملہ نہ ہو سکے۔

۵۶/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

صراط مستقیم سے پُل صراط تک

{اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ}

(پ:۱-الفاتحہ:۵/۶)

ترجمہ: ہمیں سیدھا راستہ چلا، ان کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔

اس آیت کریمہ سے اِنہیں دونوں راہوں کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ {اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ} سے مراد کامل اتباعِ شریعت ہے۔ کہ: جو یہاں شریعت اور صراط مستقیم پر چلے گا، وہی وہاں پل صراط پر بآسانی نکل سکے گا۔ اور جو یہاں شریعت اور صراط مستقیم سے پھرے گا، وہ وہاں سیدھا نار جہنم میں گرے گا۔ اور {صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ} سے صالحین کاملین کی مَعِیَّت اور ان کی صُحْبَت کی طرف اشارہ فرمایا۔ کہ: شب و روز کی نمازوں کی ہر رکعت میں مخلصین و صادقین کی صحبت کے حصول کے لئے دعا کرو۔ کیونکہ صدق و اخلاص کی دولت مخلصین و صادقین کی صحبت ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ جس طرح سے دنیا کا مال و دولت مالداروں ہی سے مل سکتا ہے۔ بھوکے کنگالوں سے نہیں۔ اسی طرح یہ دولت بھی اس کے اہلوں سے مل سکتی ہے۔ نا اہلوں سے نہیں۔ کیونکہ کوئی انسان جو کے کھیت سے گندم حاصل نہیں کر سکتا۔

حکایت: بلخ کے رہنے والے ایک شخص نے اپنے نوکر کو حکم دیا، کہ: وہ کھیت میں گندم بوئے۔ لیکن اس نے گندم کے بجائے جَو بو دئے۔ جب کھیتی کٹنے کا وقت آیا، تو

مالک نے نوکر سے کہا: اے خدا کے بندے! تم یہ سمجھتے تھے کہ جو بو کے گندم کاٹو گے؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ تو نوکر نے جواب دیا، کہ: جب جَو بوکر گندم نہیں اُگائے جاسکتے، تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے اس سے رحمت کی امید بھی نہیں کی جاسکتی۔۔۔۔۔نوکر کی یہ نصیحت سن کر وہ شخص تائب ہوگیا۔اور نوکر کو آزاد کردیا۔(روح البیان)

جملہ دانند ایں اگر تو نہ کردی

ہر کہ می کارِیش روز بدر دی

سب جانتے ہیں اگرچہ تم کو اعتبار نہ ہو، جو بوؤ گے، وہی کاٹو گے۔



فصل



اللہ عزوجل کے ذکر کا بیان

۵۷/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

ذکر الٰہی

بندہ اپنے خالق ومولیٰ اور پروردگار کو تین طرح سے یاد کر سکتا ہے۔

(۱) اللہ عَزَّ وَجَلَّ کو یاد کرنے کا پہلا طریقہ:

اسے ان کلمات مبارکہ سے یاد کرے جو شریعت مُطَہَّرَہ میں وارد ہیں: جیسے تَحْمِیْد، تَسْبِیْح، تَکْبِیْر، تَہْلِیْلاور اِسْتِغْفَار (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُاور اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وغیرہ)۔ اِن میں سے ہر ایک کے بارے میں احادیث میں بے شمار فضائل وفوائد تفصیل اور وضاحت کے ساتھ موجود ہیں۔ جن میں سے بعض کو یہ گناہ گار بیان کریگا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

لیکن عارفین کاملین نے لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کلمۂ تہلیل وتوحید کی طرف بہت زیادہ توجہ دی ہے۔ انہوں نے اس کلمۂ مبارکہ میں بے شمار فائدے پائے ہیں۔ اور اس کلمے کو طالبین کے باطن کی صفائی اور تزکیۂ نفس کے حق میں بہت پُر تاثیر پایا ہے۔ یہی وہ کلمۂ مبارکہ ہے، جو طالبِ صادق کو رفتہ رفتہ ماسویٰ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سے کاٹ کر مطلوب حقیقی کی طرف لے جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ طالب اس کلمۂ مبارکہ کے ذکر کی کثرت اور اس کی پاکیزگی سے ایک وقت ایسی منزل پر پہنچ جاتا ہے، کہ وہ اپنے اندر فنائیت اور عجیب طرح کا کیف وسرور محسوس کرتا ہے۔ پھر وہ ذکر کے بغیر کسی اور شئی میں چین وقرار

اور سکون نہیں پاتا۔ پھر اس کو چین وسکون {اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ} (دلوں کا چین وسکون تو بس اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد اور اسکے ذکر ہی میں ہے) کی منزل پر پہنچ کر ہی حاصل ہوتا ہے۔ کلمۂ توحید کی فضیلت اور اس کی تاثیر ماقبل میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ فَارْجِعْ اِلَیْهَا۔

(۲) اللہ عَزَّوَجَلَّ کو یاد کرنے کا دوسرا طریقہ

اس کے کلام قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔ اس کی فضیلت ابھی عن قریب بیان کی جائے گا۔

(۳) اللہ عَزَّوَجَلَّ کو یاد کرنے کا تیسرا طریقہ

نماز۔۔۔ جو پہلے ذکر کردہ دونوں طریقوں کی جامع ہے۔ جس کی فضیلت اور بیان ابھی عن قریب کتاب العبادات میں آئیگا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

شیطانی وسوسوں سے بچنے کی دعا

رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيْطَانِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ۔ (القرآن)

(المومنون: ۹۷-۹۸)

فصل



ذکر اللہ کی فضیلت

آیات قرآن کی روشنی

۵۸/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

قرآن مجید وفرقان حمید میں یوں تو بے شمار آیتیں صراحۃً و کنایۃً مولیٰ تبارک وتعالیٰ کے ذکر اور اس کی یاد کی فضیلت میں وارد ہیں۔لیکن ہم ان میں سے صرف گیارہ آیات مبارکہ اور ان کی مختصر تفسیر کے بیان پر اکتفاء کرتے ہیں۔ان کو پڑھئے اور اپنے مولیٰ تعالیٰ کے ذکر سے اپنے قلب کو منور اور تر وتازہ کیجئے۔آیات کی تفصیل کے بعد ہم احادیث مبارکہ کی روشنی میں ذکر کی فضیلت کو بیان کریں گے۔

۱: {اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ}

(پ:۲۱-عنکوت:۴۵)

ترجمہ: اے پیارے حبیب! آپ تلاوت کیجئے! اس کتاب کی جو آپ کی طرف وحی کی گئی۔اور نماز قائم کیجئے۔بے شک نماز بے حیائیوں اور بری باتوں سے روکتی ہے۔اور یقینا اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کا ذکر بڑا ہے۔اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) تمہاری کرتوتوں کو خوب جانتا ہے۔

۲: {فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ}۔

(پ:۲-البقرۃ:۱۵۲)

ترجمہ: تم مجھے یاد کرو، میں تمہارا چرچا کروں گا۔اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔

۳: {وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا} (پ:۲۹-المزمل:۸)

ترجمہ: اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو۔

۴: {وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِیْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْكَارِ}

(پ:۳، آل عمران:۴۱)

ترجمہ: اور اپنے رب کو کثرت سے یاد کر اور کچھ دن رہے اور تڑکے اس کی پاکی بول۔

۵: {یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ۔ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا} (پ:۲۲-الاحزاب:۴۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح وشام اس کی پاکی بولو۔

۶: {وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِیْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَ لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ} (پ:۹-الاعراف:۲۰۵)

ترجمہ: اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو، زاری اور ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے، صبح اور شام۔ اور غافلوں میں نہ ہونا۔ (الاعراف)

۷: {اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۔ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ۔ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ۔ وَ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ}
(پ:۲۳-الزمر:۲۳)

ترجمہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اتاری سب سے اچھی کتاب۔ کہ اوّل سے آخر تک ایک سی ہے، دوہرے بیان والی۔ اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں، ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یادِ خدا کی طرف رغبت میں، یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ہدایت ہے راہ دکھائے اس سے جسے چاہے اور جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔

۸: {یَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ اَنَابَ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ}۔ (پ:۱۳، الرعد:۲۷)

ترجمہ: (اللہ عَزَّوَجَلَّ) اپنی راہ اسے دیتا ہے، جو اس کی طرف رجوع لائے۔ وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے چین پاتے ہیں، سن لو اللہ

عَزَّوَجَلَّ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔

۹: {اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا یَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ} (پ:۲۷-الحدید:۱۶)

ترجمہ: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا؟ کہ ان کے دل جھک جائیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد اور اس حق کے لئے جو اترا، اور ان جیسے نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی، پھر ان پر مدّت دراز ہوئی، تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں بہت فاسق ہیں۔

۱۰: {وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ}۔
(پ۲۵-الزخرف-آیت۳۶)

ترجمہ: اور جو شخص رحمن کے ذکر سے آنکھیں بند کرے، ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے۔

۱۱: {یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ}
ترجمہ: اے ایمان والو! تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے، تو وہی لوگ نقصان میں ہیں۔

(پ:۲۸-المنافقون:۹)



۵۹/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

پہلی آیت

{اُتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ} (العنکبوت)

ترجمہ: اے پیارے حبیب! آپ تلاوت کیجئے! اس کتاب کی جو آپ کی طرف وحی کی گئی۔ اور نماز قائم کیجئے۔ بے شک نماز بے حیائیوں اور بری باتوں سے روکتی ہے۔ اور یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر بڑا ہے۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہاری کرتوتوں کو خوب جانتا ہے۔

نماز اور تین عادات

حدیث نمبر ۶۸: اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: آپ سے {اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ} کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا:

"اَلصَّلٰوةُ فِیْهَا ثَلٰثُ خِصَالٍ: اَلْاِخْلَاصُ۔ وَالْخَشْیَةُ۔ وَ ذِكْرُ اللّٰهِ۔ فَكُلُّ صَلٰوةٍ لَیْسَ فِیْهَا مِنْ هٰذِهِ الْخِصَالِ، لَیْسَ بِصَلٰوةٍ۔ فَالْاِخْلَاصُ: یَأْمُرُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ۔ وَالْخَشْیَةُ: تَنْهٰهُ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ وَذِكْرُ اللّٰهِ: اَلْقُرْاٰنُ، یَأْمُرُهٗ وَیَنْهٰهُ۔
(الدرالمنثور ج ۶/)

''نماز میں تین عمدہ اور اعلیٰ خصلتیں ہیں۔ (۱) اخلاص۔ یعنی نماز صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کے لئے پڑھی گئی ہو، اس میں دکھاوے کا شائبہ تک نہ ہو۔ (۲) اللہ

عَزَّوَجَلَّ کا خوف وخشیت۔ (۳) اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر۔ (یعنی پوری نماز مولیٰ تعالیٰ کی یاد اس کے ذکر پر مشتمل ہو) اور ہر وہ نماز جس میں یہ خوبیاں نہ ہوں، وہ نماز نہیں۔ (کیونکہ ''نماز کا اخلاص'' نمازی کو بھلائی کا حکم دیتا ہے۔ ''نماز (میں اللہ عَزَّوَجَلَّ) کا خوف و خشیت'' نمازی کو برائی سے روکتا ہے۔ اور ذکر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) تو قرآن ہے، جو بھلائی کا حکم (بھی) کرتا ہے۔ اور برائی سے (بھی) روکتا ہے۔

۶۰/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

بیشک نماز بری باتوں سے روکتی ہے

حدیث نمبر ۶۹: ابن ابوحاتم اور طبرانی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی، وہ فرماتے ہیں، کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کی نماز اس کو برائیوں اور بے حیائیوں سے نہ روکے، وہ نہیں اضافہ کریگی مگر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سے دوری میں۔ (یعنی ایسی نماز بندے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قریب کرنے کے بجائے دور کریگی)۔

(الدر المنثور ج/۶)

حدیث نمبر ۷۰: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے امام احمد اور امام بیہقی روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: ایک صحابی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا ہے، اور صبح کو چوری کرتا ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عن قریب اس کی نماز اس کو چوری سے روک دے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، جیسا سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ (یعنی اس کی نماز نے اس کو چوری سے روک دیا)۔ (سابق)

حدیث نمبر ۷۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ایک انصاری نوجوان سرکار ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا۔ اور بہت سے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب بھی کرتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ سے اس کی شکایت کی گئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی نماز ایک دن اس کو بری باتوں سے روک دے گی۔ چنانچہ بہت تھوڑے وقت میں اس نے توبہ کی۔ اور اس کا حال بہتر سے بہتر ہو گیا۔ (خزائن العرفان)

ترغیب وتشویق

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے توَسُّط سے اپنے بندوں کو قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے معانی وحقائق کے سمجھنے اور سمجھانے پر بہت رغبت دلائی ہے۔ اس طور پر کہ جب قاری بار بار غور وفکر سے قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے، تو ہر مرتبہ اس پر نئے نئے معانی کا انکشاف ہوتا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم وہ عظیم کتاب ہے، جس میں احکامِ عبادت بھی ہیں۔ آداب معاشرت بھی۔ قوانین معیشت بھی ہیں۔ مکارم اخلاق۔ اور۔ پند ونصیحت کی اعلیٰ تعلیم بھی۔ اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے، کہ: اس کی تلاوت عبادتِ عظیمہ ہے۔ اور غالباً اسی لئے اس کی تلاوت پر رغبت دلائی گئی۔ اور ثواب عظیم کے وعدے کئے گئے۔ کیونکہ جب انسان اس کو بار بار پڑھے گا، تو اس کے احکام سے واقف اور آشنا بھی ہوگا۔۔ اور اس پر جو اجر وثواب کے وعدے کئے گئے ہیں، ان کا مستحق بھی۔

۶۱/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

سیدنا فاروق اعظم اور ایک چور

حدیث نمبر ۲۷: صاحب روح البیان نے سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کا ایک واقعہ بیان کیا۔ کہ: آپ کی خدمت میں ایک چور لایا گیا۔ آپ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم نافذ فرمادیا۔ (چونکہ وہ قرآن کے احکام سے واقف نہ تھا۔ اس لئے) اس نے عرض کی: آپ میرا ہاتھ کیوں کاٹ رہے ہیں؟ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں ایسا ہی حکم دیا ہے۔ تو وہ چور بولا: اُتْلُ عَلَیَّ (: مجھ کو پڑھ کے سنایئے۔) تو آپ نے قَطْعِ یَدْ کی پوری آیت مبارکہ تلاوت فرما کر سنائی۔

{اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۔ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۔} (پ:٦-المائدۃ:۳۸)

ترجمہ: چور اور چورنی، کاٹ لو! دونوں کے ہاتھ، چوری کی سزا میں۔ تا کہ عبرت ہو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی طرف سے۔ اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) غالب حکمت والا ہے۔

چور یہ آیت کو سن کر بولا: قسم اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی! میں نے تو کبھی اس آیت کو سنا ہی نہیں۔ اگر سنتا تو کبھی بھی چوری نہ کرتا۔ لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اور اس کے نہ سننے اور عدم علم کے عذر کو قبول نہیں فرمایا۔ (روح البیان)

اس حدیث سے ہمارے وہ اسلامی بھائی بہن عبرت حاصل کریں، جو گناہ کر کے یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں علم نہ تھا۔ ہمیں معلوم نہ تھا۔ جب دنیا کی عدالتوں میں عدم علم اور نہ سیکھنے کے عذر کو قبول نہیں کیا گیا۔ تو قیامت کی عدالت عظمیٰ میں اس عذر کو کیسے قبول کیا جائے گا؟

فائدہ: اس واقعہ کے بعد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح کی

جماعت کا حکم دیا۔ تا کہ ہر مسلمان رمضان شریف کے مہینے میں قرآن کو سنے، اس کے احکام کو سمجھے اوران پر عمل کرے۔ (سابق)

۶۲/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

تلاوت کا ثواب

حدیث نمبر ۷۳: سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: جس نے قرآن کو نماز میں کھڑے ہو کر پڑھا، اس کے لئے ہر حرف کی تلاوت پر سو نیکیاں ہیں۔ جس نے نماز میں بیٹھ کر پڑھا، اس کے لئے ہر حرف کی تلاوت پر پچاس نیکیا ہیں۔ جو باوضو نماز کے باہر تلاوت کرتا ہے، اس کے لئے ہر حرف پر پچیس نیکیاں ہیں۔ اور جو بلا وضو قرآن کی تلاوت کرتا ہے، تو اس کے لئے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ تلاوت کے باقی فضائل "فضائل قرآن" میں بیان ہونگے۔

{وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ}

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے ذکر کو اکبر فرمایا۔ اکبر سے مراد یہاں افضل ہے۔ یعنی ذکر خدا افضلِ طاعت وعبادت ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حیوانات، جمادات، یا نباتات میں کوئی ایسی شئی نہیں، جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی تسبیح نہ کرتی ہو۔ اور اس کی پاکی و بڑائی نہ بولتی ہو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی میعاد اور اجل ہی کو اپنے ذکر پر معلق کر دیا ہے۔ درخت اس وقت تک نہیں کاٹا جاتا، جب تک کہ وہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کا ذاکر رہے۔ ایسے ہی حیوان وانسان اس وقت تک نہیں مرتے، جب تک وہ ذکر خدا سے غافل نہ ہوں۔ حدیث میں ہے:

ذکر سے جو رہے غافل اسے موت آجاتی ہے

حدیث نمبر ۷۴: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں: تم اپنے نوکروں اور خادموں کو پیالہ، پیالی ٹوٹنے پر بھی نہ مارو۔ کیونکہ ہر چیز کی ایک عمر اور ایک وقت ہے۔ جب وہ چیز اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے غافل ہوتی ہے۔ تبھی اس کی موت آتی ہے۔

(روح البیان)

حدیث نمبر ۷۵: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں ایسا عمل نہ بتادوں، جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے پسندیدہ، بلند مرتبہ، سونا چاندی خیرات کرنے سے بہتر، اور جہاد میں لڑنے اور مارے جانے سے بڑھ کر ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: بیشک یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہمیں وہ عمل بتا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر ہے۔

۶۴/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

سب سے نافع عمل

حدیث نمبر ۷۶: ترمذی شریف میں ہے: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کی: حضور! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) قیامت کے دن اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک کن بندوں کا درجہ افضل و برتر ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو کثرت سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرنے والے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اگر وہ اپنی تلوار سے کفار و مشرکین کو یہاں تک ماریں کہ

تلوار ٹوٹ جائے، اور وہ خون میں رنگ جائیں۔ جب بھی درجہ ذکر کرنے والوں کا ہی بلند ہوگا۔

{وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ} کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے، کہ: اکبر سے مراد بے حیائی اور بری باتوں سے روکنے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر بہت بڑا اور بہت زیادہ مؤثر ہے۔

(خزائن العرفان)

حدیث نمبر ۷۷: ابن ابوشیبہ اور ابن جریر، سیدنا ابو دردا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتادوں؟ جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر ہو، تمہارے مولیٰ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہو، تمہارے درجات کو زیادہ بڑھانے والا ہو، تمہارے اس جہاد سے بہتر ہو، جس میں تمہاری دشمن سے مڈبھیڑ ہو اور تم اس میں مارو اور مارے جاؤ اور جو تمہارے مال و دولت کے خیرات کرنے سے بہتر ہو۔ لوگوں نے عرض کی: مَاهُوَ يَا اَبَادَرْدَاءَ؟ قَالَ: ذِكْرُ اللّٰهِ۔ (اے ابودرداء! وہ کون سا عمل ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر ہے۔) اور اپنے قول کی تائید میں آیت کریمہ {وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ} پڑھی۔ (الدر المنثور، ج ۶)

۶۴/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

گناہ سے بچنا اور نیکی کرنا بھی ذکر ہے

حدیث نمبر ۷۸: ابن جریر اور بیہقی: حضرت ام درداء سے روایت کرتے ہیں، وہ {وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ} کی تفسیر میں فرماتی ہیں: نماز بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر ہے۔ روزہ بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر ہے۔ اور ہر وہ نیک کام جس کو تو کرے، وہ ذکر اللہ (عَزَّوَجَلَّ)

ہے۔اور ہر وہ گناہ جس سے تو بچے، وہ بھی ذکر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) ہے۔(سابق)

حدیث نمبر ۷۹: ابن جریر حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے راوی، ان سے پوچھا گیا: اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ (کون سا عمل افضل ہے؟) آپ نے فرمایا: تم نے قرآن میں {وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ} نہیں پڑھا؟ (اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے افضل کوئی چیز نہیں) (سابق)

{وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ} کی تیسری تفسیر

حدیث نمبر ۸۰: ابن بیہقی "شُعَبُ الْاِیْمَان" میں عبداللہ ابن ربیعہ سے روایت کرتے ہیں۔وہ فرماتے ہیں: مجھ سے امام المفسرین سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے قول {وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ} کے بارے میں پوچھا۔ تو میں نے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر تسبیح وتہلیل اور تکبیر سے کرنا۔آپ نے فرمایا: نہیں، ذِکْرُ اللّٰہِ اِیَّاکُمْ اَکْبَرُ مِنْ ذِکْرِکُمْ اِیَّاہُ۔ ثُمَّ قَرَأَ: {فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ} اللہ عَزَّوَجَلَّ کا تم کو یاد کرنا، تمہارے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو یاد کرنے سے بڑھ کر ہے۔پھر آپ اپنے قول کی تائید میں مذکورہ آیت پڑھی۔(سابق)

۶۵/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

رب کریم کا احسان عظیم

حدیث نمبر ۸۱: سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: ذِکْرُ اللّٰہِ الْعَبْدَ اَکْبَرُ مِنْ ذِکْرِ الْعَبْدِ اللّٰہَ۔ (اللہ عَزَّوَجَلَّ کا بندے کو یاد کرنا۔

زیادہ قابل تعریف ہے۔ بندے کے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو یاد کرنے سے۔ (سابق)

ایک ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا بندے کو یاد کرنا۔ اور ایک ہے بندے کا اللہ عَزَّوَجَلَّ کو یاد کرنا۔ ان دونوں میں اول دوم سے بہتر واعلیٰ ہے۔ کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ غنی وصمد ہے۔ اور بندہ محتاج محض۔ اب اگر بندہ اپنے مولیٰ کو یاد کرتا ہے، تو اس کے یاد کرنے میں اسکی حاجتیں، اس کی ضرورتیں، اس کی آرزوئیں، اس کے سوالات اور اس کی ہزاروں مرادیں مُضْمَرْ و پوشیدہ ہیں۔ اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ غنی و مُغْنِیْ، صمد و مُنْعِمْ اور مالک و بادشاہ ہے۔ اس کے باوجود وہ اپنے محتاج بندوں، اپنے منگتوں، اور اپنے در کے گداؤں کو یاد کرتا ہے۔ اور اگر محتاج ومنگتے غنی وداتا کو یاد کریں، تو اس میں کوئی کمال نہیں۔ کیونکہ "منگتے تو اپنے منعم وداتا کے گن گاتے ہی ہیں۔" کمال تو اس رب کا ہے۔ جو "منعم و داتا ہو کر بھی اپنے منگتوں کا نام اونچا کر رہا ہے۔" اپنے معصوم ونوری فرشتوں کے درمیان ان کا ذکر جمیل کر رہا ہے۔ یہ تو اس کا فضل، اس کا کرم اور اس کا احسان ہے، کہ: وہ اپنی بے نیازی اور ہماری محتاجی کے باوجود بار بار ہم سے فرماتا ہے: {فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ} اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ صدقہ ہے، اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا۔ کہ ان کی امت بنا کے ہمیں یاد کیا۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس ایک جاں، دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا، کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ہمیں یاد فرمانا

حدیث نمبر ۸۲: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ذِكْرِيْ لَكُمْ خَيْرٌ مِّنْ ذِكْرِكُمْ لِيْ۔ (مجھ غنی وصمد کا تم محتاجوں کو یاد کرنا بہتر ہے، تم محتاجوں کے مجھ غنی و بادشاہ کو یاد کرنے سے۔)

حالانکہ بندہ بھی اگر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے رات کی تنہائیوں میں اپنے مولیٰ کی محبت میں اپنے مولیٰ کا نام جپتا ہے،تو یہ بھی کم قابل تعریف نہیں۔کیونکہ وہ ایسے محبوب کو یاد کررہا ہے،جس کو کبھی دیکھا نہیں۔مگر یہ بھی یادرہے،کہ: یہ سب ہے اسی کی عطا۔جب وہ یہ جذبہ عطا کرے،تو ہی بندہ یاد کرسکتا ہے۔جب تک وہ نہ چاہے، ہمارے چاہے سے ہوتا کیا ہے؟(وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ)

۶۶ ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

الآیۃ الثانیۃ

{فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ-}

ترجمہ:تم مجھے یاد کرو، میں تمہارا چرچا کروں گا۔اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔

حدیث نمبر ۸۳: سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ،کہ: اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے {فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ} کی تفسیر میں فرمایا: اللہ رب العزت کا فرمان ہے،اے میرے بندوں کی جماعت! تم مجھے اطاعت و بندگی سے یاد کرو، میں تمہیں بخشش و مغفرت سے یاد کروں گا۔(یعنی تم رو کے عرض کرو: یا اللہ (عَزَّوَجَلَّ)! میں گناہ گار ہوں۔اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے کرم سے فرمائے گا: میں غفار ہوں۔)

چار چیزیں

حدیث نمبر ۸۴: امام بیہقی شعبۃ الایمان میں سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی

اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ اُعْطِیَ اَرْبَعاً اُعْطِیَ اَرْبَعاً ۔ (جسے چار چیزیں عطا کی گئیں، تو جان لو اسے چار چیزیں اور عطا کی جائیں گی ۔(۱) جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر اور اس کی یاد کی توفیق ملی ۔۔۔تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا چرچا کریگا۔اس لئے کہ اس نے قرآن کریم میں فرمادیا{فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ} (۲) جس کو دعا کی توفیق عطا کی گئی ۔اس کی دعا کو قبول بھی کیا جائے گا۔اس لئے کہ وعدہٗ الٰہیہ ہے: {اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ} (پ: ۲۴-المومن:۶۰)

(ترجمہ:تم مجھ سے بھیک مانگو، میں تمہیں عطا کروں گا۔) اور حق یہ ہے، کہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ جس کی دعا قبول کرنا چاہتا ہے، اسی کو دعا کی توفیق دیتا ہے۔(۳) جس کو شکر کا جذبہ دیا گیا۔اس کی نعمتوں میں اضافہ کیا جائے گا۔کیونکہ رب کریم کا فرمان عظیم ہے: {لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ} (پ: ۱۳-ابراہیم:۷) ترجمہ: اگر تم میرے شاکر بندے بنو گے، تو میں تمہاری نعمتوں میں اضافہ کروں گا۔(۴) جس کو توبہ واستغفار کی توفیق عطاء کی گئی، جان لو اسے بخشش کا پروانہ عطا کردیا گیا۔کیونکہ اللہ غفور کا ارشاد ہے: اِسْتَغْفِرُوا رَبَّکُمْ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّاراً (پ:۲۹-نوح:۱۰) ترجمہ:تم اپنے رب سے بخشش چاہو۔بیشک وہ بخشنے والا ہے۔اور حق یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسی کو توبہ کی توفیق دیتا ہے جس کی توبہ کو قبول کرنا چاہتا ہے۔(الدر المنثور، ج۶)

۶۷/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

ذکر کی قسمیں

ذکر کی چند قسمیں ہیں:(۱) ذِکْر بِاللِّسَانْ (۲) ذِکْر بِالْجِنَانْ (۳) ذِکْر بِالْاَرْکَانْ

(۱) ذِکْرٌ بِاللِّسَانْ : زبان کا ذکر اللہ (عَزَّوَ جَلَّ) کی تسبیح وتہلیل (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ)، اس کی تعریف وتوصیف، توبہ استغفار اور درود شریف وغیرہ ہے۔

(۲) ذِکْرٌ بِالْجِنَانْ: (ذکر قلبی): اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرنا۔ اس کی عظمت و کبریائی کو یاد کرنا۔ اس کی مخلوقات کو دیکھ کر اس کی قدرت میں غور کرنا۔ کیونکہ عالم کا ہر ذرہ جمال یار کا آئینہ دار ہے۔ ہر چیز میں اسی کی جلوے ہیں۔

(۳) ذِکْرٌ بِالْاَرْکَانْ: (ذکر بِالْجَوَارِحْ) اعضاء ظاہرہ سے رکوع، سجود، قیام اور سفر حج وغیرہ ادا کرنا۔ اور نماز ایک ایسی عبادت ہے، جو تینوں قسم کے ذکر پر مشتمل ہے۔ تسبیح تکبیر، ثنا اور قرأت ذکر لسانی ہیں۔۔۔ خشوع وخضوع اور اخلاص وغیرہ ذکر قلبی ہیں۔۔۔ اور قیام، رکوع، سجدہ وغیرہ ذکر ارکانی ہیں۔

حدیث نمبر ۸۵: بخاری ومسلم کی حدیث ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر بندہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے۔ تو میں بھی اسے ایسے ہی یاد فرماتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے۔ تو میں اسے اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔

(خزائن العرفان)

۶۸/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

مجلس ذاکرین

حدیث نمبر ۸۶: امام بخاری کِتَابُ الدَّعْوَاتُ اور امام مسلم کِتَابُ الذِّکْرِ وَالدُّعَاءِ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی ایک جماعت راستوں میں اہل ذکر کی

محفلوں کو تلاش کرتی ہے۔ جب وہ کسی قوم یا کسی جماعت کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر میں مشغول پاتے ہیں، تو اعلان کرتے ہیں: هَلُمُّوا اِلٰی حَاجَتِکُمْ۔ (اپنی حاجتیں، اپنی مرادیں لے کے آؤ! اور رب سے مانگو!) پھر وہ فرشتے ان ذاکرین کو رحمت کے بازوؤں میں آسمان تک گھیر لیتے ہیں۔ جب ذاکرین کے ذکر کی محفل برخاست ہوتی ہے، تو فرشتے آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں: فَیَسْئَلُهُمْ رَبُّهُمْ۔ (تو اللہ عَزَّوَجَلَّ فرشتوں سے پوچھتا ہے)۔ حالانکہ وہ خوب جانتا ہے۔

رب کائنات: تم لوگ کہاں سے آرہے ہو؟

نوری پیکر: اے ہمارے رب! ہم تیرے ان بندوں کے پاس سے آرہے ہیں، جو تیری پاکی بول رہے تھے۔ تیری بڑائی، تیری کبریائی کے خطبے پڑھ رہے تھے۔ اور تیری حمد وثناء کے ترانے گا رہے تھے۔

رب کائنات: کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ (جو وہ میری پاکی بول رہے تھے)

نوری پیکر: نہیں! دیکھا تو نہیں۔

رب کائنات: اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا؟

نوری پیکر: اگر وہ تیرا دیدار کر لیتے، تو تیری عبادت اور کثرت سے کرتے۔ تیری پاکی اور بڑائی کے گن ہر دم گاتے۔ اور تیری تسبیح و بزرگی کو ہر وقت بیان کرتے۔

رب کائنات: وہ مانگ کیا رہے ہیں؟

نوری پیکر: وہ تجھ سے جنت مانگ رہے ہیں۔

رب کائنات: کیا جنت انہوں نے دیکھی ہے؟ (جو مانگ رہے ہیں۔)

نوری پیکر: نہیں۔

رب کائنات: اگر وہ اس کے حسن و جمال کو دیکھ لیتے، تو ان کے مانگنے کا کیا حال ہوتا؟

نوری پیکر: اگر وہ جنت کی بہاروں کو دیکھ لیتے۔تو انکی خواہش۔ان کی طلب اور ان کی رغبت اور زیادہ ہو جاتی۔

رب کائنات: میرے یہ بندے پناہ کس چیز سے مانگ رہے ہیں؟

نوری پیکر: وہ تیری دوزخ سے پناہ مانگ رہے ہیں۔

رب کائنات: کیا دوزخ انہوں نے دیکھی ہے؟

نوری پیکر: نہیں! مولیٰ دیکھی تو نہیں۔

رب کائنات: اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو انکے بھاگنے کا کیا حال ہوتا؟

نوری پیکر: اے رب کائنات! اگر وہ تیری دوزخ کے عذاب اور اسکی سختیوں کو دیکھ لیتے تو اور زیادہ اس کا خوف کرتے۔

رب کائنات: اچھا! تو تم سب گواہ ہو جاؤ: اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ (میرے ذکر کی محفل میں جتنے لوگ بیٹھے، میں نے سب کو بخش دیا۔)

پھر ان فرشتوں کی جماعت میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے:

نوری پیکر: مولیٰ! ان میں ایک ایسا بھی ہے جو اپنے مقصد اور اپنے کام کے لئے حاضر ہوا تھا۔

رب کائنات: (میں نے اس کو بھی بخش دیا۔کیونکہ۔) یہ وہ جماعت ہے کہ ان کا ہم نشیں بھی محروم نہیں کیا جاتا۔لہذا انکی محفل میں جو اپنی ضرورت سے بھی آئیگا، وہ بھی بخشا جائیگا۔

۶۹/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

ذکر قلبی

علماء فرماتے ہیں: ذکر باللسان اور ذکر بالجوارح کے مقابلے میں ذکر بالقلب کو افضلیت وبزرگی حاصل ہے۔ کیونکہ جب کسی بندے کا دل ذاکر ہوجاتا ہے۔ حالانکہ یہ کیفیت ذکر لسانی کی کثرت کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ تو اگر مرتے وقت اس کی زبان بند بھی ہوجائے، تب بھی اسکا دل ذاکر رہتا ہے۔ اس لئے زندگی میں جسکا دل ذاکر رہا۔ تو اس کا خاتمہ بھی ذکر مولیٰ ہی پر ہوگا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ) زبان اور دیگر اعضاء باتیں کرتے وقت یا دیگر کاموں میں مشغولیت کے وقت یا سوتے وقت ذکر سے غافل ہو جاتے ہیں۔ مگر جو دل ذاکر ہوتا ہے وہ سوتے، جاگتے، اٹھتے، بیٹھتے ہر وقت اللہ اللہ اللہ (جَلَّ وَعَلَا) کا ورد کرتا ہے۔ بعض دل کے ذاکر تو ایسے بھی ہوتے ہیں، کہ جس مکان اور جس جگہ سے گذر جائیں وہاں کی ہر چیز کو ذاکر بنادیں۔ بلکہ جہاں بیٹھ جائیں۔ وہاں کا ذرہ ذرہ ذاکر بن جائے۔

دل میں ہو یاد تری گوشۂ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو

(استاد زمن حسن بریلوی)

فائدہ: بعض حضرات کا خیال ہے کہ ذِکْر بِالْجَهْر (بلند آواز سے) افضل ہے کیونکہ باآواز بلند ذکر کی ضرب دل پر خاص اثر ڈالتی ہے۔ آنکھوں سے نیند اڑاتی ہے۔ اس سے دوسروں کو ذکر کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ ذکر بالجہر سے شیطان بھی بھاگتا ہے۔ اور جہاں تک اسکی آواز پہونچتی ہے، وہاں تک کی ہر چیز ذاکر کے ایمان اور اس کے ذکر کی گواہ ہوجاتی ہے۔ اور جو حضرات ذِکْرِ خَفِی کی افضلیت کے قائل ہیں، وہ کہتے ہیں: کہ اس میں ریا کا شبہ نہیں۔

۷۰ / ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

افضل اذکار

علماء وصوفیاء کا اس بات میں بھی اختلاف ہے، کہ کونسا ذکر افضل ہے؟ اور اس میں روایتیں بھی مختلف ہیں۔ بعض حضرات فرماتے ہیں: "کَلِمَةِ طَيِّبَة" کا ذکر افضل ہے۔ کیونکہ اس سے دل کی صفائی بہت جلدی ہوتی ہے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں: "تلاوت قرآن" افضل ہے۔ کیونکہ اس میں دس سے سو تک نیکیاں ہیں۔ بعض کے نزدیک: "توبہ واستغفار" افضل ہے۔ کیونکہ اس میں بلاؤں سے نجات اور رزق میں خیر و برکت وغیرہ ہے بعض روایتوں میں ہے، کہ: افضل ذکر "درود شریف" ہے۔ بعض میں یہ ہے، کہ: افضل ذکر "سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ" ہے۔ کیونکہ اس سے قیامت میں میزان بھر جائے گا۔ بعض روایتوں میں یہ ہے، کہ: سب سے افضل ذکر "تسبیحِ فاطمہ" (۳۳ / مرتبہ الحمد للہ، ۳۳ / مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ، ۳۴ / مرتبہ اللہ اکبر) ہے۔ لیکن عاشقین کے نزدیک افضل ذکر درود شریف ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر بھی ہے۔ اور حبیب خدا ﷺ کا بھی۔

درود شریف

حدیث نمبر ۸۷: حدیث میں ہے: درود شریف پڑھنے والے کا درود فرشتے گنبد خضریٰ میں پیش کرتے ہیں۔ (بخاری)

لہٰذا اس کا ذکر گنبدِ خضریٰ میں بھی ہوگا اور عرش الٰہی پر بھی۔ کیونکہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ

کا ذاکر بھی ہے اور مصطفی ﷺ کا بھی۔اور قیامت میں درود شریف پڑھنے والا حضور ﷺ کے بہت قریب ہوگا۔جب خدا کے باغ کا پھل یا پھول مل گیا،تو برگ وشجر کی کیا پرواہ۔(تفسیر نعیمی)

طیبہ نہ سہی افضل ، مکہ ہی بڑا ، زاہد !
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے
(اعلیٰ حضرت)

تنبیہ: ذکر بالجہر اور ذکر بالسر دونوں کی فضیلت میں آیات واحادیث وارد ہیں۔جس کو جس قسم کے ذکر میں شوق اور اخلاص کامل حاصل ہو،اس کے لئے وہی بہتر ہے۔(خزائن العرفان)

۱۷/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)!پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اصل ذکر اطاعت ہے

معاشرے میں ایسے بہت سے لوگ ملتے ہیں جو بظاہر نماز،روزہ اور تلاوت وغیرہ اذکار خوب کرتے ہیں۔لیکن معصیت اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی سے بھی باز نہیں آتے۔اور اپنے ذکر وتلاوت کی وجہ سے خود کو ذاکرین میں تصور کرتے ہیں۔وہ لوگ دھوکے میں ہیں۔وہ اس حدیث کو بغور پڑھیں،اور عبرت ونصیحت حاصل کریں۔

حدیث نمبر ۸۸: بیہقی شعبۃ الایمان میں خالد بن عمران سے روای،وہ فرماتے ہیں:رسول ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَطَاعَ اللّٰہَ فَقَدْ ذَکَرَ اللّٰہَ. وَاِنْ قَلَّتْ صَلَاتُہٗ وَصِیَامُہٗ وَتِلَاوَتُ

الْقُرْآنِ.وَمَنْ عَصَى اللّٰهَ فَقَدْ نَسِيَ اللّٰهَ، وَاِنْ كَثُرَتْ صَلَاتُهٗ وَ صِيَامُهٗ وَ تِلَاوَتُهٗ۔

جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے احکام کی اطاعت وفرمانبرداری کی، وہی اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذاکر ہے۔اگرچہ اس کی نماز، روزہ اور تلاوت قرآن کم ہو۔اور جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی وہ حقیقت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کو بھول گیا۔اگرچہ اس کے پاس نماز، روزہ اور تلاوت قرآن کریم کا ذخیرہ کیوں نہ ہو۔

جامع ذکر

حدیث نمبر ۸۹: ترمذی، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی عبداللہ ابن بشر سے راوی، وہ بیان کرتے ہیں، کہ: ایک شخص نے رسول کریم ﷺ سے عرض کی: یارسول اللہ! (علیک الصلوۃ والسلام) اسلام کے احکام اور اعمال تو بہت ہیں۔ہم سب پر کہاں عمل کر سکتے ہیں؟ (سب کا احاطہ مشکل ہے) مجھے کوئی جامع عمل بتا دیجئے۔۔۔جس پر میں عمل کروں (اور نجات پاؤں۔) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے ہر وقت اپنی زبان کو تر رکھو۔

حدیث نمبر ۹۰: اسی آیت کی تفسیر میں علامہ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث نقل فرماتے ہیں، کہ: رسول پاک ﷺ نے فرمایا: میں شب معراج ایک ایسے شخص کے قریب سے گذرا جو عرش عظیم کے نور سے گھرا ہوا تھا۔میں نے پوچھا: یہ کوئی فرشتہ ہے یا نبی؟ کہا گیا: نہیں۔تو میں نے پوچھا: پھر کون ہے یہ؟ تو بتایا گیا: یہ وہ آدمی ہے، جس کی زبان دنیا میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے تر رہتی تھی۔دل مسجد میں لگا رہتا تھا۔اور اپنے ماں باپ کو برا بھلا نہیں کہتا تھا۔(یعنی ماں باپ کی دل آزاری سے بچتا تھا) (الدرالمنثور)

۷۲ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

دنیا وآخرت کی دولت

حدیث نمبر ۹۱: امام طبرانی اور بیہقی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی، وہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو دنیا میں چار چیزیں مل گئیں، جان لو اس کو دنیا اور آخرت میں بھلائی مل گئی۔

(۱) قلب شاکر (۲) زبان ذاکر (۳) بدن صابر (۴) پارسا بیوی (جو اپنے شوہر کی عزت وناموس اور مال کی حفاظت کرے)۔

حدیث نمبر ۹۲: امام ترمذی اور بیہقی معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، وہ فرماتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَتَحَسَّرُ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَّا عَلٰى سَاعَةٍ مَّرَّتْ بِهِمْ لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهَا۔ (اہل جنت کو کسی طرح کا غم اور افسوس نہ ہوگا۔ لیکن اس گھڑی اور لمحے پر ضرور حسرت وافسوس کریں گے، جو دنیا میں بلا ذکر الٰہی کے گذرا۔)

دولت سے بھرا مکان اور ذاکر انسان

حدیث نمبر ۹۳: امام طبرانی سیدنا ابو موسیٰ سے راوی، وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی ایک آدمی کا مکان دولت سے بھرا ہوا اور وہ اس کو بانٹ دے۔ اور دوسرا آدمی اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتا ہو، تو افضل وہی ہوگا، جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتا ہے۔

حدیث نمبر ۹۴: سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ: رسول

کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ بروز قیامت فرمائے گا: آج اہل محشر جان لیں گے، کہ: اہل کرم اور کریم کون ہیں؟ سرکار ﷺ سے کہا گیا: یا رسول اللہ! (علیک السلام) وہ اہل کرم کون لوگ ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ ذکر کی محفلوں میں بیٹھنے والے لوگ ہیں۔

۴۳/ ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

ذکرِ خدا کے عظیم فائدے

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر اور اس کی یاد میں انسان کے لئے بے شمار دین و دنیا کے فائدے ہیں۔ جن سے احادیث اور صوفیاء کی کتابیں بھری ہیں۔ ان فائدوں میں سے چند یہ ہیں۔

ذکر محبتِ الٰہی کا ذریعہ

ذکر خدا: اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی رضا وخوشنودی کا سبب ہے۔

ذکر خدا: بندے کے دل میں مولیٰ تعالیٰ کی محبت پیدا کرتا ہے۔ اور اللہ و رسول (عَزَّوَجَلَّ = ﷺ) کی محبت ہی اسلام کی روح۔ دین وایمان کا مرکز۔ بندے کی سعادت ونیک بختی۔ اور اسی پر بندے کی نجات کا دارومدار ہے۔ جو بندہ یہ چاہتا ہے، کہ: اس کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قرب ووصال حاصل ہو، تو اس کو چاہئے کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کثرت سے کرے۔ ایک کہاوت مشہور ہے: **اَلتَّكْرَارُ بَابُ الْعِلْمِ وَ ذِكْرُ اللّٰهِ بَابُ الْمُحَبَّةِ۔** (تکرار ومطالعہ سے علم کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور ذکر خدا سے اللہ

تبارک وتعالیٰ تک پہنچنے کا دروازہ کھل جاتا ہے۔)

اور جب بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تک پہنچ جاتا ہے، پھر وہ جو چاہتا ہے مولیٰ تعالیٰ اسکو عطا فرماتا ہے۔ اسی لئے صوفیاء کرام اپنے مریدین وطالبین کو کثرتِ ذکر کی تلقین کرتے چلے آئے۔ کیونکہ انسان کے دل میں ایک ایسا گوشہ ہے۔ جو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے ذکر کے علاوہ کسی اور چیز سے سیر نہیں ہوتا ہے۔ جب انسان کثرت سے ذکر کرتا ہے اور ذکر اس کے دل پہ حاوی ہوجاتا ہے، تو وہ ذکر صرف اس گوشے ہی کو پُر اور سیر نہیں کرتا۔ بلکہ ذکر کرنے والے کو بغیر مال کے غنی کردیتا ہے۔ بغیر خاندان اور افراد کے لوگوں کے دلوں میں اس کو عزت وعظمت والا بنادیتا ہے۔ اور بلا لشکر وسپاہ کے اس کو "اَقْلِیْمِ قُلُوْبْ" کا شہنشاہ بنادیتا ہے۔ تاریخ کے صفحات پر آپ کو ایسے ہزاروں اولیاء کرام ملیں گے، جنہوں نے بلافوج ولشکر کے بادشاہت کی ہے۔

ذکر خدا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت کا دروازہ ہے۔ اور اس کے ذکر ہی سے اس کی معرفت کا دروازہ کھلتا ہے۔

ذکر خدا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت اور سکینہ اترنے کا سبب ہے۔ اور ذاکر کو فرشتے ہر طرف سے گھیر لیتے ہیں۔

۴۷/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

ذکر قربِ الٰہی کا ذریعہ

ذکر خدا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قرب پیدا کرتا ہے۔ جوں جوں ذاکر کے ذکر میں اضافہ ہوتا ہے۔ توں توں اس کے قرب میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اور اسے مولیٰ تعالیٰ کی

معیت نصیب ہوتی ہے۔اور اگر ذاکر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے غفلت برتتا ہے۔تو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دوری ہوتی جاتی ہے۔

ذکر خدا: پر ہمیشگی کرنے والا انسان اپنے مولیٰ کے ساتھ ہے۔اور یہ معیت و سنگت اور صحبت ایسی اعلیٰ نعمت ہے۔جس کے کمال وخوبی کو نہ زبان تعبیر کر سکتی ہے۔اور نہ قلم تحریر میں لاسکتا ہے۔اس کی لذت تو وہی جان سکتا ہے۔جس کو یہ نعمت عطا ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۹۵: حدیث قدسی ہے: اَنَا مَعَ عَبۡدِیۡ ذَکَرَنِیۡ۔ (میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا رہے۔)

ذاکرین اللہ کے دوست ہیں

حدیث نمبر ۹۶: حدیث قدسی ہے: میرا ذکر کرنے والے میرے بندے ہیں۔ میں ان کو اپنی رحمت سے دور نہیں کرتا۔اگر وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرلیں،تو میں ان کا دوست ہوں۔اور اگر وہ توبہ نہ کریں تو میں ان کا طبیب ہوں۔ان کو پریشانی میں مبتلا کر کے ان کو گناہوں سے پاک کردونگا۔

ذکر خدا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بندے کے ذکر کا سبب ہے۔اس کی دلیل میں {فَاذۡکُرُوۡنِیۡ اَذۡکُرۡکُمۡ} کافی ہے۔

حدیث نمبر ۹۷: ایک حدیث میں وارد ہے: مَنۡ ذَکَرَنِیۡ فِیۡ نَفۡسِہٖ ذَکَرۡتُہٗ فِیۡ نَفۡسِیۡ۔ (جو مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے، میں اسے اپنے طور پر یاد کرتا ہوں۔)

کس قدر خوش قسمت ہونگے ہم! جب ہمارا ذکر اس کے دربار میں ہوگا۔ذکر خدا میں اگر کوئی اور فائدہ وخوبی نہ بھی ہو،تو ہمارے لئے اس سے بڑھ کر عظمت وشرافت اور کیا ہوسکتی ہے؟ کہ: ہم جیسے گناہگاروں کا ذکر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دربار پرانوار میں کیا جائے۔حالانکہ ذکر میں اس کے علاوہ اور بھی سینکڑوں فائدے ہیں۔

(اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَامِنْہُ شَیْئًاًبِلُطْفِکَ الْعَمِیْمِ و بِحُرْمَةِ نَبِیِّكَ الْكَرِیْمِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمُ وآلِہٖ الْعَظِیْمِ وَابْنِہٖ الْحَلِیْمِ عَبْدِ الْقَادِرِ رَضِیَ عَنْھُمُ اللّٰہُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔)

۷۵/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

ذکر خدا گناہ سے بچنے کا ذریعہ

ذکر خدا: کرنے والا جتنی دیر ذکر میں مشغول رہتا ہے، اتنی دیر ذکر کی برکت سے اس کی زبان جھوٹ، غیبت، چغلی، بدگوئی اور بے ہودہ باتوں سے محفوظ رہتی ہے۔ کیونکہ زبان چپ اور خالی رہنے والی چیز نہیں۔ جیسے کہ دل۔ کہ: یا تو وہ اللہ عزَّوَجلَّ کی محبت میں مست و مگن ہوگا۔۔۔ یا مخلوق کی محبت میں مبتلا رہے گا۔ اور آپ اس شخص کو دیکھئے! جسکی زبان اللہ عزَّوَجلَّ کے ذکر میں مشغول رہتی ہے، وہ ان باتوں سے محفوظ ہے۔ اور غافلوں کی زبان ہر وقت لغو اور بے ہودہ باتوں میں چٹ چٹ چل کر جہنم کا ایندھن تیار کررہی ہے۔ (اللہ عزَّوَجلَّ اپنی پناہ میں رکھے۔۔۔ آمین)

ذکر خدا: و رسول ﷺ کی محفلیں فرشتوں کی محفلیں ہیں۔ اور جھوٹ، چغل خوری، غیبت، فحش گوئی اور بے ہودہ باتوں کی محفلیں درحقیقت شیطان کی محفلیں ہیں۔ اور یہ فطرت کا تقاضہ ہے، کہ ہر ایک اسی مجلس اور اسی سنگت کو پسند کرتا ہے۔ جس سے اس کے باطن کو تعلق اور مناسبت ہوتی ہے۔

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز　　　کبوتر با کبوتر باز با باز

ہر جنس اپنی ہم جنس ہی کی طرف دوڑتی اور مائل ہوتی ہے۔ کوّا کوّے کی طرف

اور کبوتر کبوتر کی طرف۔

اپنا تجزیہ کرو

اب آپ اپنے باطن کے جھرونکوں کو جھانکو! اور دیکھو، کہ: آپکا باطن کس طرف مائل ہورہا ہے؟ آپ کس قسم کی مجلس ومحفل میں بیٹھنا پسند کریں گے؟ ایک طرف جنت کی ابدی نعمتیں ہیں۔ دوسری طرف جہنم کی دائمی کلفتیں۔ اب فیصلہ آپکے ہاتھ اور آپ کی صوابدید پر ہے۔

ذکر خدا: انسان سے اس کی خطاؤں اور گناہوں کو صاف کردیتا ہے۔

حدیث نمبر ۹۸: مَاجَلَسَ قَوْمٌ مَّجْلِساً يَّذْكُرُوْنَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهِ فَيَقُوْمُوْنَ حَتّٰى يُقَالُ لَهُمْ: قُوْمُوْا غَفَرْتُ لَكُمْ وَبَدَّلْتُ سَيِّئٰتِكُمْ حَسَنَاتٍ۔(الدر المنثور)

جب بھی کوئی مجلس اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر کے لئے سجی اور اس میں لوگ بیٹھے۔ تو جب وہ اٹھنے لگے، تو ان سے کہا گیا: جاؤ ہم نے تمہیں بخش دیا۔ اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا۔

۷۶/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

دنیا و عقبیٰ کا ساتھی

ذکر خدا: کا نور دنیا میں بھی ذاکر کے ساتھ رہتا ہے، قبر میں بھی ساتھ رہے گا اور آخرت میں پل صراط پر اس کے آگے آگے چلے گا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کے بارے

میں فرماتا ہے: جو پہلے کفر و گمراہی کی وجہ سے مردہ تھا۔ پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے اپنے کرم سے ہدایت دی اور مسلمان کر دیا۔

{وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِی الظُّلُمٰتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا} (پ:۸-الانعام:۱۲۳)

ترجمہ وخلاصہ: اور ہم نے اس کے لئے ایسا نور پیدا کر دیا کہ وہ اس نور کو لئے انسانوں میں چلتا پھرتا ہے۔ یعنی ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے کیا ایسا مومن بندہ اس بدحال شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو گمراہی کی تاریکیوں میں بھٹک رہا ہو اور ان سے نکل ہی نہ پاتا ہو

یقیناً پہلا شخص بندۂ مومن ہے۔ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر ایمان بھی رکھتا ہے۔ اس سے محبت بھی کرتا ہے۔ اور اس کے دل کی دنیا مولیٰ کے ذکر سے آباد اور اس کی محبت کی شمع سے منور بھی ہے۔ اور دوسرا شخص غافل و منکر ہے، جو اس حقیقت سے خالی و عاری ہے۔

خدایا بحق نبی فاطمہ　　　که بر قول ایماں کنم خاتمہ

ذکر دلیل راہِ آخرت

ذکر خدا: آخرت کے مسافر کو اس کے وطنِ اصلی کی راہ دکھاتا ہے۔

ذکر خدا: ذاکر کے چہرے اور دل دونوں کو منور کرتا ہے۔ جس سے اس کے چہرے پر دنیا و آخرت میں نورِ عظیم ہوگا۔

ذکر خدا: انسان سے دنیا کو دور اور آخرت کو قریب کر دیتا ہے۔

ذکر خدا: قیامت کے دن حسرت و مایوسی سے محفوظ رکھے گا۔

حدیث نمبر ۹۹: حدیث میں ہے: ہر وہ مجلس جس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر نہ ہو۔ قیامت کے دن حسرت و مایوسی اور نقصان کا سبب ہے۔

ذکر خدا: اس وحشت کو دور کر دیتا ہے، جو انسان کو غفلت کے سبب اللہ عَزَّوَجَلَّ یا اس کے نام سے ہوتی ہے۔

۷۷/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

عرش کا سایہ اور جنت کا گھر

ذکر خدا: تنہائی میں کر کے اگر انسان کو رونا بھی آجائے،تو یہ ذکر ذاکر کو قیامت کے دن اس تپش و گرمی سے۔جس سے میدان محشر میں ہر ایک بلبلا اٹھے گا۔بچا کر عرش کے سائے میں لائے گا۔

حدیث نمبر ۱۰۰: سات لوگ عرش کے سائے میں ہونگے۔ان میں سے ساتواں وہ ہوگا جس نے تنہائی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کیا، اور خوف خدا سے اس کی آنکھ رو پڑی۔(بخاری شریف)

ذکر خدا: سے ذاکر کے لئے جنت میں گھر تعمیر کئے جاتے ہیں۔جو ذاکر بندہ ذکر سے رک جاتا ہے،تو تعمیر کرنے والے فرشتے تعمیر سے رک جاتے ہیں۔جب ان سے کہا جاتا ہے:تم تعمیر سے کیوں رک گئے؟تو وہ کہتے ہیں:اس کی تعمیر کا خرچ ابھی تک نہیں آیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۱: حدیث میں ہے: جو شخص سات مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔" پڑھتا ہے،اس کے لئے جنت میں ایک گنبد تعمیر کیا جاتا ہے۔

دو محبوب کلمے

ذکر خدا: آسان عبادت ہونے کے باوجود تمام عبادتوں سے افضل ہے۔ کیونکہ زبان کو حرکت دینا جسم کے دوسرے اعضاء کے مقابلے میں آسان ہے۔ اور اس کی افضلیت احادیث مبارکہ میں بیان ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۲: بخاری شریف کی آخری حدیث میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: **كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ، خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ، وَهُمَا "سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ۔"**

دو کلمے جو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کو بہت پیارے، (پڑھنے میں) زبان پر بہت ہلکے اور بروز قیامت (ثواب میں) میزان پہ بہت بھاری ہیں۔ وہ دو کلمے ہیں "سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ۔"

۷۸ ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

ذکر خدا اور ہیبت خدا

ذکر خدا: بے چین دلوں کا چین ہے۔ اسی لئے قرآن کا فرمان ہے:

{اَلَا بِذِكْرِ اللهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ}

ذکر خدا: دل میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت اور اس کی بڑائی پیدا کرتا ہے۔ اور ذکر سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ حضوری حاصل ہوتی ہے۔

ذکر خدا: قلب (دل) وقالَبْ (جسم) دونوں کو طاقت بخشتا ہے۔

ذکر خدا: انسان کے دل کو زندہ رکھتا ہے۔ جیسا کہ پانی مچھلی کو۔

ذکر خدا: زنگ آلود اور گندے دلوں کے لئے رحمت کا پانی ہے۔ اس سے زنگ آلود اور معصیت زدہ دلوں کی صیقل ہوتی ہے۔ جیسے کہ زنگ زدہ برتن صیقل سے چمکتا ہے۔

ذکر خدا: کی کثرت سے دل کی وہ قساوت وسختی دور ہو جاتی ہے، جو دل میں گناہ وغفلت کے سبب پیدا ہو جاتی ہے۔ اس فائدے کو بہت سی حدیثوں میں بیان کیا گیا ہے۔

دل کی بیماریوں کا علاج

ذکر خدا: سے انسان اور اس کا دل نرم ہو جاتا ہے۔ اسی لئے صوفیا کرام نے فرمایا ہے: ذکر کی کثرت انسان کے دل کی بیماریوں کا بہترین علاج ہے۔

ذکر خدا: کا جو بندہ عادی ہو جاتا ہے تو اس کو ذکر میں ایک خاص لذت حاصل ہوتی ہے، جو کسی اور عمل میں نہیں پائی جاتی۔ اور وہ لذت ایسی عظیم اور اعلیٰ ہوتی ہے، کہ: اگر ذکر میں اس لذت کے سوا کوئی دوسرا فائدہ نہ بھی ہو تو یہ لذت ہی اس کے لئے کافی ہو۔ لیکن اس لذت کے احساس کے لئے طلبِ عاشق اور عشقِ صادق کی ضرورت ہے۔

سیدنا مالک ابن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: قلب صافی رکھتے وہ لذت پانے والے کسی بھی چیز میں ذکر کے برابر لذت نہیں پاتے ہیں۔

ذکر خدا: ذاکرین کی ہیبت ومحبت دونوں کو لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دیتا ہے۔ اس کے دیکھنے سے لوگوں پر رعب بھی پڑتا ہے۔ اور دیکھنے والوں کو اس سے محبت بھی ہوتی ہے۔

۷۹/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

ذکر خدا کی قوت

ذکر خدا: سے ذاکر بندے کو خاص طاقت وقوت حاصل ہوتی ہے۔اسی قوت کی وجہ سے ذاکر کے لئے وہ کام آسان ہوجاتے ہیں، جو دوسروں کے لئے سخت اور دشوار ہوتے ہیں۔اس کے دل سے خوف وڈر دور ہوجاتا ہےاوراس کے دل کواطمینان و سکون حاصل ہوتا ہے۔لیکن یہ "خاص تاثیر" کثرت ذکر سے حاصل ہوتی ہے۔جتنی ذکر کی کثرت ہوتی جائے گی،اتناہی اطمینان وسکون قلبی بڑھتا جائے گا۔

حدیث نمبر ۱۰۳: سید عالم ﷺ کی چہیتی شہزادی سیدۂ کائنات صلوٰۃ اللہ علیٰ ابیہا وعلیہا جب شہنشاہ دوعالم ﷺ سے گھریلو کاروبار کی مشقت اوردشواری کی وجہ سے ایک خادمہ طلب کرتی ہیں،تو آپ ﷺ انہیں ۳۳/بار "سُبْحَانَ اللهِ"، ۳۳/بار "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ"، ۳۴/بار "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" رات کوسوتے وقت پڑھنے کاحکم فرماتے ہیں۔اور فرماتے ہیں: بیٹی! یہ خادمہ سے بہتر ہے۔

اس کا مطلب یہی ہے، کہ: ذکر سے دشواری ومشقت جاتی رہتی ہے۔اورذاکر بندے کوایک نئی قوت وتوانائی حاصل ہوتی ہے۔

فائدہ: صوفیاء کرام کی زبان میں اس تسبیح کو "تسبیح فاطمہ" اسی لئے کہتے ہیں، کہ: آپ ﷺ نے اپنی بیٹی فاطمہ زہراء کوتعلیم فرمائی تھی۔

ذکر خدا: شیطان کودفع کرتا ہے۔۔۔اوراس کے زور کوتوڑ دیتا ہے۔

ذکر خدا: انسان کوغفلت کی نیند سے جگاتا ہے۔

ذکر خدا : روزی اور نعمتوں کو بندے کی طرف کھینچتا ہے۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب کو ہٹا تا ہے۔صوفیاء کرام فرماتے ہیں: ذکر کرنے والوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت اور فرشتوں کی دعا حاصل ہوتی ہے۔

ذکر خدا: انسان کی مصیبتوں کو ٹالتا ہے۔سیدنا یونس علیہ السلام نے اسی ذکر کی برکت سے مچھلی کے پیٹ میں امان پائی ۔{فَلَوْ لَآ اَنَّهٗ لَكَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ} سے اسی ذکر اور تسبیح کی طرف اشارہ ہے۔کشتیٔ نوح علیہ السلام اسی ذکر کی برکت سے پار لگی۔غرضیکہ ذکر خدا ہر مصیبت و پریشانی میں انسان کے کام آتا ہے۔

۸۰/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

ذکر خدا اور نفلی عبادات

ذکر خدا : اور تسبیح (سُبْحَانَ اللہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَللہُ اَکْبَرُ۔ وغیرہ اذکار ہائے کریمہ) مالداروں کے حج ،قربانی ،صدقات ،خیرات اور دوسری عبادات نافلۃ کے قائم مقام ہیں۔ کیونکہ تمام اعمال و افعال اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد اور اس کے ذکر ہی کے واسطے تو مشروع کئے گئے ہیں۔لہذا عمل میں وہی عمل افضل ہوگا ،جس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کثرت سے کیا جائے۔نماز جیسی عظیم عبادت کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

{اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ} (پ:۱۶،طہ:۱۴)

ترجمہ: نماز میری یادوں کیلئے قائم کیجئے۔

اس آیت مبارکہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے، کہ: نماز کی فرضیت اور اس کا قیام بھی خدا کی یاد اور اس کے ذکر کے لئے ہے۔اس لئے نماز میں وہی نماز افضل و اعلیٰ ہوگی

جس میں خدا کی یاد اور اس کا ذکر کثرت سے ہو۔ اسی طرح روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد اور جملہ عبادت وفرائض اسلام تبھی عبادت کہلائیں گی، جب ان میں خدا کا ذکر اور اس کی یاد ہو اور ان سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا مطلوب ہو۔ ورنہ انہیں عادت تو کہا جا سکتا ہے، پر عبادت نہیں۔

ذکر کا ثواب

ذکر خدا: کا ثواب غلاموں کو آزاد کرنے، مال کے ذخیروں کو صدقہ کرنے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے راستے میں جہاد کرنے کے برابر ہے۔

ذکر خدا: میں مشغول رہنے والوں کو دعا مانگنے والوں سے زیادہ ملتا ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۴: جس شخص کو میرے ذکر نے دعا سے روک دیا، میں اس کو دعا مانگنے والوں سے زیادہ دوں گا۔

ذکر خدا: ادائیگی شکرِ حق کی جڑ ہے۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں کا شکر انسان پر واجب ہے۔ تو جو انسان اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر نہیں کرتا، درحقیقت وہ اس کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔

۸۱/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

ذکر خدا شکر خدا

حدیث نمبر ۱۰۵: سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اللہ تبارک و

تعالیٰ سے عرض کیا: اے مولیٰ! تو نے مجھ پر بے شمار احسانات کئے ہیں۔ اب مجھے کوئی ایسا طریقہ تعلیم فرما دے، جس سے میں ان احسانات کا شکر ادا کروں۔ تو مولیٰ (جَلَّ جَلَالُهٗ وَعَمَّ نَوَالُهٗ) نے فرمایا: تم جس قدر میرا ذکر کرو گے، اسی قدر میرا شکر ادا ہوگا۔

لہذا بندے کو چاہئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں کے شکر کی ادائیگی کے لئے اپنی زبان کو ہر وقت اس کے ذکر سے تر وتازہ رکھے۔

ذکر خدا کا ثواب حج وزکوۃ کے برابر

حدیث نمبر ۱۰۶: امام بخاری ابو صالح سے اور وہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

(جَاءَ الْفُقَرَاءُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ۔ وَقَالُوْا: ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ مِنَ الْاَمْوَالِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى النَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ۔ يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ۔ وَلَهُمْ فَضْلٌ مِّنْ اَمْوَالٍ يَّحُجُّوْنَ بِهَا، وَيَعْتَمِرُوْنَ، وَ يُجَاهِدُوْنَ، وَيَتَصَدَّقُوْنَ۔ فَقَالَ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ بِمَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ، اَدْرَكْتُمْ مَّنْ سَبَقَكُمْ، وَلَمْ يُدْرِكْكُمْ اَحَدٌ بَعْدَكُمْ وَ كُنْتُمْ خَيْرَ مَنْ اَنْتُمْ بَيْنَ ظَهْرَيْنِهِمْ اِلَّا مَنْ عَمِلَ مِثْلَهٗ۔ "تُسَبِّحُوْنَ وَ تَحْمَدُوْنَ وَتُكَبِّرُوْنَ خَلْفَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ۔ فَاخْتَلَفْنَا بَيْنَنَا۔ فَقَالَ بَعْضُنَا "نُسَبِّحُ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَنَحْمَدُ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَنُكَبِّرُ اَرْبَعًا وَّ ثَلٰثِيْنَ۔ فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ، فَقَالَ: تَقُوْلُ "سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، حَتّٰى يَكُوْنَ مِنْهَا كُلُّهُنَّ، ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ۔) (البخاری)

کچھ فقراء رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) مالداروں نے بڑے درجے حاصل کر لئے۔ اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں بھی پالیں۔ وہ نماز اور روزہ جیسی عبادتیں تو ہماری ہی طرح کرتے ہیں۔ لیکن

انہیں (اس مال و دولت میں) ہم پر فوقیت حاصل ہے، (جس سے) وہ حج و عمرہ اور جہاد بھی کرتے ہیں اور صدقہ و خیرات بھی۔ (اور ہم ان مالی عبادات سے اپنی غربت و ناداری کی بنا پر محروم ہیں۔) تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سنو! کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتادوں، کہ: جس پر مضبوطی سے عمل کر کے، تو تم اپنے مالدار بھائیوں کے برابر ثواب پاؤ گے۔ اور تمہارے بعد والے ثواب میں تم کو نہ پاسکیں گے۔ اور تم اپنے بیچ کے لوگوں میں ثواب میں سب سے بہتر ہو گے۔ مگر یہ کہ کوئی تمہارے مثل عمل کرے؟ (صحابہ کرام نے عرض کی: سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ضرور بتایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا) ہر نماز کے بعد ۳۳۔ ۳۳/ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ لیا کرو۔

حدیث نمبر ۱۰۷: دوسری روایت میں اسی حدیث کے راوی ابو صالح سے مروی ہے، کہ: وہ فقراء پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے مالدار بھائیوں نے وہ عمل معلوم کر لیا ہے، جو ہم کرتے ہیں۔ وہ بھی ہمارے مثل ذکر کرنے لگے ہیں۔ (اب وہ ثواب میں پھر ہم سے آگے بڑھ جائیں گے؟) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ (پ: ۲۸- الجمعۃ: ۴)۔ یہ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فضل و کرم ہے، جسے چاہتا ہے عطاء فرماتا ہے۔

۸۲/ ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

صحابہ کا جذبۂ عمل

حدیث نمبر ۱۰۸: ایک اور روایت میں آیا ہے، کہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان فقراء کے زخمی دلوں یوں تسکین دی: کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو، کہ تم

مالداروں سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جاؤ؟ جب کہ مالدار اپنے مال و دولت کا حساب دینے میں پھنسے ہونگے۔(کیا شان ہے کریم آقا بے سہاروں کے ماویٰ ﷺ کی! کس کس طرح سے اپنے غریب امتیوں کی تسلی فرمایا کرتے تھے۔)

کروں تیرے نام پہ جان فدا، نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا، کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

اس حدیث بخاری سے یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں کس قدر ایک دوسرے پر نیکیوں میں سبقت لے جانے کا جذبہ تھا۔ ایک صحابی کسی دوسرے کو کوئی عملِ خیر کرتے پاتے، تو وہ عمل یا اس سے بہتر عمل کرنے کی کوشش کرتے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک اپنے آخرت کے گھر کی تعمیر اور اس کی آبادی کی فکر میں رہتا تھا۔ اور ایک ہم ہیں! برائیوں۔ بدکاریوں اور اس فانی دنیا کے فانی مکانات کی تعمیر اور آبادکاریوں پر سبقت کر رہے ہیں۔ اور اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ: کوئی ہم سے اچھا مکان نہ بنا پائے۔(هَدَانَا اللّٰهُ)

ذکر و فکر میں سبقت کرو

دنیا میں آخرت کا کام کرنے کے لئے سب ریس لگا رہے ہیں۔ لیکن قیامت کے دن ان مُسَابِقِیْن (ریس لگانے والوں) میں ذکر کرنے والوں کی جماعت سب سے آگے ہوگی۔

حدیث نمبر ۱۰۹: روایت کیا گیا ہے، کہ: بروز قیامت جب لوگوں کو ان کے اعمال پہ ثواب ملے گا، تو بہت سے لوگ اس وقت حسرت و افسوس کریں گے، کہ ہم نے کثرت سے ذکر کیوں نہیں کیا؟ کہ آج سب سے زیادہ ثواب پاتے۔(جب کہ ذکر ہی اعمال میں سب سے سہل اور آسان عمل ہے)

حدیث نمبر ۱۱۰: حدیث میں آتا ہے، کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مُفَرِّدُ آگے بڑھ گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ) مفرد کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ذکر کی کثرت کرنے والے۔ کیوں کہ وہ ذکر ان کے بوجھوں کو ہلکا کر دیتا ہے۔

۸۳/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

خلاصۂ کلام

انہیں فوائد کی بناء پر اسلام نے اپنے ماننے والوں کو ہر وقت اور حالت میں ذکر خداوندی سے گھیر دیا ہے۔ ضرورت کے وقت نماز حاجت۔ اور دعاءِ اِسْتِسْقَاء پڑھو۔ خشک سالی میں نماز اِسْتِسْقَاء۔ سورج گرہن لگے، تو نمازِ خُسُوف۔ چاند گرہن لگے، تو نماز کُسُوف۔ بچہ پیدا ہو، تو کان میں آذان پڑھو۔ چھینک آئے، تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ تعجب پر سُبْحَانَ اللّٰہِ۔ بری بات پر مَعَاذَ اللّٰہِ۔ مزاج پُرسی پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہو۔ غصہ کے وقت "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ" کی کثرت کرو۔ مسجد آنے جانے۔ گھر سے باہر جانے۔ باہر سے گھر میں آنے۔ بیت الخلاء میں داخل ہونے اور نکلنے۔ سونے اور سو کر اٹھنے وغیرہ کی دعائیں تعلیم فرمائیں۔ غرض یہ کہ اسلام نے مسلمان کی ہر حالت کو مولیٰ کی یادوں سے گھیر دیا۔ تا کہ وہ ہر وقت اور ہر حال میں اللہ۔ اللہ۔ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) ہی کہے۔ کیا بات کہی مولانا روم نے:

ذکر حق آبیست چوں پاکی رسید   رخت می بندد بروں آید پلید

خدا کا ذکر اور اس کی یاد ایسا پاکیزہ پانی ہے، کہ جب اس کی بارش گندے دلوں پر

ہوتی ہے،تو گندگی اپنا سامان باندھ کر باہر ہو جاتی ہے۔

ذاکروں کے ساتھ ضرور بیٹھو!

ایک مرتبہ حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے فرمایا: جان پدر! جب تم کسی جماعت کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر میں مشغول دیکھو،تو کچھ دیر ان کے ساتھ ضرور بیٹھو۔ کیونکہ اگر تمہارے پاس علم ہوگا تو وہ علم تم کو نفع دیگا۔ اور اگر (خدانخواستہ) تم بے علم ہوئے،تو وہ اپنے علم سے تمہیں فائدہ پہنچائیں گے۔ اور جب ان پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کی بارش ہوگی،تو اس بارشِ رحمت کے چھینٹے تم پر بھی ضرور پہونچیں گے۔ اور جب تم کسی جماعت کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے غافل پانا،تو ہرگز ان کے ساتھ نشست و برخاست مت کرنا۔ کیونکہ اگر تم عالم ہوئے تو تمہارا علم تمہیں نفع نہ دیگا۔ اور اگر تم بے علم ہوئے،تو غافلوں سے تمہیں نہ ملے گی: مگر جہالت وسرکشی۔ اور اگر ان پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا غضب نازل ہوا،تو تم بھی اس کے مستحق ہو جاؤ گے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الذَّاکِرِیْنَ۔ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْغَافِلِیْنَ۔ (روح البیان)

۸۴/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

ذکر اَشَدُّ العَمَل

حدیث نمبر ۱۱۱: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اَشَدُّ الْعَمَلِ ثَلَاثَۃٌ :(۱) ذِکْرُ اللّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔(۲) اَلْاِنْصَافُ مِنْ نَّفْسِكَ۔ (۳) اَلْمُوَاسَاتُ فِی الْمَالِ۔

سب سے سخت عمل تین ہیں۔(۱) ہر حال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرنا۔(۲) اپنی ذات کے ساتھ حق وانصاف سے پیش آنا۔(۳) اپنے مال سے مستحقوں کی مدد کرنا۔

حدیث نمبر ۱۱۲: ابو یعلی، طبرانی، حاکم اور امام بیہقی کتاب الدعوات میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے راوی، وہ فرماتے ہیں: ایک دن رسول کریم ﷺ ہم صحابہ میں جلوہ فرما ہوئے، اور ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرشتوں کا ایک لشکر ہے جو زمین پر اترتا ہے اور اہل ذکر کی محفلوں میں ٹھہرتا ہے۔تو اے لوگو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کیاریوں سے کچھ چن لو۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی وہ کیاریاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ذاکرین کے حلقے ہیں۔تم اپنے صبح وشام اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد میں گزارو۔اپنے غافل دلوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد دلاؤ۔اور جان لو! تم میں سے جو آدمی یہ جاننا چاہے، کہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے یہاں اس کا مقام ومرتبہ کیا ہے؟ تو اس کو چاہئے وہ اپنے دل کے جھرونکوں میں جھانکے اور دیکھے، کہ: اس کے دل میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا کیا مقام ومرتبہ ہے؟ اسلئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے یہاں انسان کا اتنا ہی مقام ومرتبہ ہوتا ہے، جتنی انسان کے دل میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے عزتیں اور عظمتیں ہوتی ہیں۔(الدر المنثور)

بظاہر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر بہت آسان معلوم ہوتا ہے، مگر اس میں کتنی مشقتیں اور صبر آزما مشکلات ہیں؟ شیطان کس کس طرح کی رکاوٹیں اس کے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بیچ پیدا کرتا ہے؟ انہیں تو وہی جان سکتا ہے، جو اس پر پابندی کرتا ہے۔اور جو اپنے شب وروز یادِ جاناں میں گزارتا ہے۔اسی لئے رسول کریم ﷺ نے اپنے ماننے والوں کو، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر اور اس کے حقِّ عبادت کی ادائیگی پر اسی سے بھیک مانگنے کا حکم دیا۔

۸۵/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

خدا ہی سے بھیک مانگو

حدیث نمبر ۱۱۳: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: کیا تم لوگ دعا وذکر میں مجاہدہ ومحنت کرنا چاہتے ہو؟ (تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: جی! ضرور۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:) تو اس کے لئے اپنے مولیٰ تعالیٰ سے بھیک مانگو! اور عرض کرو! اَللّٰهُمَّ اَعِنَّا عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ (اے ہمارے مولیٰ! اپنے ذکر اور ادائے شکر اور اپنی حسن بندگی پر ہماری مدد فرما۔)

اس آیت کی تفسیر میں سیدنا امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث نقل فرماتے ہیں، کہ:

حدیث نمبر ۱۱۴: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے۔ اور آپ نے فرمایا: آپ لوگوں کو کس چیز نے یہاں اکھٹا کیا؟ عرض کی: ہم سب لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر اور اس کی حمد وثنا کرنے کے لئے یہاں بیٹھے ہیں۔ اس کا کرم واحسان ہے، کہ: اس نے ہمیں اسلام جیسی دولت عطا فرمائی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قسم اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی! تم اسی لئے بیٹھے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: قسم اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی! ہم اسی لئے بیٹھے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تم لوگوں کو قسم کسی بدگمانی کی وجہ سے نہیں دی، بلکہ ابھی جبرئیل امین (علیہ السلام) میرے پاس آئے تھے اور مجھے بتا گئے، کہ: بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ تم لوگوں کی وجہ سے فرشتوں سے فخر ومباہات فرماتا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح۔۔۔الدر المنثور)

فخر ومباہات کا مطلب یہ ہے، کہ: اللہ تعالیٰ فرشتوں کی جماعت سے فرماتا ہے: دیکھو! میرے اِن ذاکر بندوں کو، انکو ہم نے نفس دیا، انکے پیچھے شہوتیں لگادیں، شیطان ان پر مسلط ہے اور دنیا کی ضرورتیں ان پر حاوی ہیں، اس کے باوجود میرے ذکر میں مشغول ہیں۔ دنیا کی رعنائیاں، اس کی لذتیں اور ہزاروں رکاوٹیں بھی ان کو میرے ذکر سے ہٹا نہ سکیں۔ اوراُن سب کے مقابلے میں میرے ذکر کو ترجیح دی۔ لہٰذا تمہارے ذکر وتسبیح اس معنی کر کہ: ''تمہارے ساتھ کوئی مانع موجود نہیں، انکے ذکر کے مقابلے میں کوئی چیز نہیں۔

۸۶/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

خدا توفیق دے ذکر خدا کی

پیارے دینی واسلامی بھائیو! پچھلی محفل میں آپ ایک حدیث پڑھ چکے ہیں، کہ: پیارے آقا ﷺ نے فرمایا: اپنے گھر کا روپیہ مال ودولت بانٹنے والا بھی ذاکر کے برابر نہیں۔ اسکے علاوہ دونوں آیتوں کی تفسیر میں اور بھی بہت سی حدیثیں بیان ہوئیں، جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ، ذکر خدا و مصطفیٰ (عَزَّوَجَلَّ و ﷺ) سے انفع واعلیٰ کوئی چیز نہیں۔ ہم اپنا زیادہ سے زیادہ وقت ذکر خدا میں صرف کریں۔ ورنہ قیامت میں انسان جب ذکر کے اجر وثواب کو دیکھے گا، تو اپنے اس وقت کے ضائع ہونے پر حسرت وافسوس کریگا، جو دنیا میں بلا ذکر گزر گیا۔ ابھی سب کچھ اپنے ہاتھ میں ہے، اس سنہرے موقع کو ہاتھ سے مت جانے دو۔ کھیتی، ملازمت اور تجارت وغیرہ میں مشغول رہتے ہوئے تھوڑا سا وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر کے لئے سے نکالو۔ کیا آفت آئی ہے۔ اگر کاروبار

ی اوقات میں سے وقت نہ نکال سکو، تو جو وقت فضول اور بیہودہ باتوں میں گزار دیتے ہو ، اسکو ہی اس کارِ عظیم کے واسطے بچا لو۔ خدا توفیق دے ذکر خدا کی۔ آمین

بہتر بندے

حدیث نمبر ۱۱۵: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بہتر بندے وہ ہیں، جو اس کے ذکر کے لئے چاند و سورج اور ستاروں کے سائے پر نظر رکھتے ہیں۔

مطلب یہ ہے، کہ: اپنے اوقات کی اس قدر قدر کرتے ہیں، کہ: ایک ایک لمحہ، ایک ایک ساعت پر نظر رکھتے ہیں۔ اور اسی فکر میں رہتے ہیں، کہ ان کا کوئی لمحہ بلا ذکر ضائع و برباد نہ جائے۔ وہ اپنی ہر آن اور اپنی ہر سانس صِرف اپنے رب کے لئے صَرف کرتے ہیں۔ کھایا: تو رب کے لئے، سوئے: تو رب کے لئے۔ اور حق یہ کہ ان بندوں کی شان یہ ہوتی ہے۔

دل ترا، جان تری، عاشقِ شیدا تیرا
سب تو تیرا ہے، تو پھر کس لئے میرا تیرا

۸۷/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

شکر نعمت

{وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنَ}
ترجمہ: اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو ذکر کے ساتھ ساتھ اپنی شکر گزاری کا بھی حکم دیا، تا کہ بندے فقط ذکر ہی پر قناعت نہ کر لیں۔ بلکہ اس کی نعمتوں کا شکریہ بھی ادا کریں۔ لیکن بندے کے بس کی بات نہیں، کہ: وہ اپنے مولیٰ کی ہر نعمت کا شکر ادا کر سکے۔ کیونکہ بندے کی ہر سانس میں اس کے مولیٰ کی دو نعمتیں موجود ہیں۔ (۱) سانس کا اوپر لانا (۲) سانس کا نیچے لے جانا۔ اور ہر نعمت پر ایک شکر واجب ہے۔ شکر کے معنی ہیں: ماننا، ظاہر کرنا، قبول کرنا۔ شکر بندے کی صفت بھی ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بھی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ شکور (عبادتوں کو قبول کرنے والا اور ظاہر فرمانے والا) ہے، اور بندہ شاکر۔ (اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اقرار واظہار کرنے والا۔) وہ اپنے کرم سے ہماری عبادتیں قبول فرماتا ہے اور فرشتوں کی جماعت پر ظاہر فرماتا ہے۔ اس لئے اس کا نام شکور ہے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اقرار اور اظہار کرتے ہیں، اس لئے ہم شاکر ہیں۔ غالباً اب آپ نے شکر کا مطلب سمجھ لیا ہوگا۔ بندے کی شکر گزاری بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بڑی عبادت ہے۔

شکر کے درجے

شکر کے چند درجے ہیں۔

(۱) بندہ ہر نعمت کو اپنے مولیٰ تعالیٰ کی طرف سے جانے۔ یہ شکر کا ادنیٰ درجہ ہے۔ (۲) ہر نعمت پر اپنے مولیٰ کی تعریف کرے۔ (۳) ہر طرح کے گناہوں سے بچے۔ (۴) اللہ تبارک وتعالیٰ کی کسی بھی نعمت کو گناہ میں استعمال نہ کرے۔ (کہ اس کا کھا کر اس کی نافرمانی نہ کرے) (۵) اپنے مولیٰ کی ہر نعمت کو مولیٰ کی عبادت میں صَرْف کرے۔ یہ شکر کا اعلیٰ درجہ ہے۔ اور یہی شریعت وطریقت کا اصل مطلوب ہے۔

شریعت کی اصطلاح میں شکر کا معنی ہے: اپنے مُنْعِمْ ومُرَبِّیْ کی نعمت کے سبب

اس کی عظمت وجلال کا اظہار و چرچا کرنا۔ جس طرح ذکرِ رب دل وزبان سے ہوتا ہے ،اسی طرح رب کی ہر نعمت کا شکر علیحدہ علیحدہ ہے۔ صحت وتندرستی کا شکر۔ نماز قائم کرنا، مال و دولت کا شکر۔ صدقہ و خیرات، رزق کا شکر۔ روزہ، اور طاقت وقوت کا شکر۔ کمزوروں کی مدد ہے۔ اسی طرح سے انسان کو اپنے جسم کے ہر عضو کا علیحدہ علیحدہ شکر ادا کرنا چاہئے۔

۸۸/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

اعضاء انسانی کا شکر

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ امام بیہقی کے حوالے سے ابو حازم سے راوی: کسی نے حضرت ابو حازم سے پوچھا: آنکھوں کا شکر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: آنکھ کا شکر یہ ہے، کہ: بھلائی دیکھو، تو ظاہر کرو۔ اور برائی دیکھو، تو چھپا لو۔ سائل نے پھر پوچھا: کان کا شکر کیا ہے؟ فرمایا: کان کا شکر یہ ہے، کہ: اچھی بات سنو، تو یاد کرلو۔ اور بری بات سنو تو بھول جاؤ۔ پھر سائل نے پوچھا: ہاتھوں کا شکر کیا ہے؟ فرمایا: ان ہاتھوں سے وہ چیز نہ پکڑو، جس کے لئے وہ بنائے نہ گئے۔ اور ان ہاتھوں میں جو ہے، اس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق مت روکو۔ پھر پوچھا: پیٹ کا شکر کیا ہے؟ تو فرمایا: اگر نیچے کا کھانے سے بھرا ہو، تو اوپر کا علم سے لبریز ہو۔ پھر پوچھا: فرج و شرم گاہ کا شکر کیا ہے؟ فرمایا: مملوکہ یا منکوحہ کے علاوہ استعمال نہ ہو۔ اور آپ نے یہ آیت پڑھی:

{اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔} (پ:۱۸-المومنون:۶)

پھر پوچھا: پیروں کا شکر کیا ہے؟ فرمایا: بے دست و پا اور محتاجوں کی خدمت کے

لئے چلنا (اور ناپسندیدہ جگہوں پہ جانے سے رکنا)۔

اگر انسان نے اپنے جملہ اعضاء سے اللہ کا عَزَّوَجَلَّ شکر ادا کیا، تو جان لو وہ پورا شاکر ہے۔ اور اگر کسی نے صرف زبان سے شکر ادا کیا، لیکن اپنے اعضاء سے شکر ادا نہیں کیا، تو اس کی مثال اس آدمی کی طرح سے ہے، جس کے پاس ایک چادر تو ہے، لیکن اس کو اوڑھا نہیں، بلکہ اس کا ایک کنارہ پکڑ رکھا ہے۔ تو اب اس کی چادر اس کو سردی وگرمی وغیرہ سے نہ بچا سکے گی۔

۸۹/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

اولیاء کرام اور شکر

سیدنا سفیان ابن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا: زُھْدٌ کی تعریف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: زہد یہ ہے، کہ: آپ سکھ میں شاکر اور دکھ میں صابر رہیں۔ اگر یہ صفت آپ میں ہے تو جان لو آپ زاہد ہیں۔ پھر پوچھا گیا: شکر کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: کامل شکر یہ ہے، کہ: بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نواہی و روکوں سے رک جائے۔ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتہائے جلیلہ کو شکرِ خدا سے باندھ لو۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر یہ ہے، کہ: اس کی نافرمانی کو ترک کر دو۔

امام بیہقی نے سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، کہ: حضرت سر سقطیر ضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن فرمایا: شکر کس کو کہتے ہیں؟ تو حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: میرے نزدیک شکر یہ ہے، کہ: اللہ تبارک وتعالیٰ کی کسی بھی نعمت کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی میں استعمال نہ کیا جائے۔ (الدر المنثور)

حق یہ ہے کہ انسان کو چاہئے، کہ اپنے رب کی رضا کے لئے ہر نعمت کو کچھ نہ کچھ استعمال کرے، اور اس کا حصہ نکالے۔ اپنے ہاتھ پاؤں سے اپنے مولیٰ کے لئے کچھ کام کرے۔ اپنی کچھ سانسیں اور رات و دن کی کچھ گھڑیاں اپنے ربّ کریم کے لئے وقف کردے۔ غرضیکہ آرام و راحت میں انسان کو چاہئے، کہ: اپنے رب کو یاد کرتا رہے اور اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتا رہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ دنیا میں ہر دکھ درد سے محفوظ رہے گا۔

دکھ میں ہر کو ہر بجھے اور سکھ میں بجھے نہ کوئی
جو کوئی سکھ میں ہر بجھے تو دکھ کا ہے کو ہوئے

۹۰/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

شکر قلب

ابھی گذشتہ صفحات میں آپ کو بتایا جاچکا ہے، کہ شکر کا معنی ہے:

"ماننا، اعتراف کرنا، منعم و محسن کی نعمت و احسان پانے کے بعد اس کے سامنے دل کے جھکاؤ، میلان، عاجزی اور لاچاری کا اظہار کرنا"۔

اگر دنیا میں کوئی انسان آپ کے ساتھ احسان کرے، تو اس کا شکریہ بحکم خدا ضرور ادا کرو، لیکن منعم حقیقی اور محسن حقیقی اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کو جانو۔

حدیث نمبر ۱۱۶: امام بیہقی شعبۃ الایمان میں سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، کہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تبارک و تعالیٰ جب کسی بندے کو اپنی کوئی نعمت عطا فرماتا ہے، اور وہ بندہ دل

سے یہ اعتراف ویقین کر لے، کہ: یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف سے ہے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے زبان سے شکر ادا کرنے سے پہلے ہی اس کی شکر گزاری کو (نیکیوں کے) نامۂ اعمال میں لکھ دیتا ہے۔ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی بندے سے ارتکاب گناہ کے بعد اس کی ندامت وشرمندگی کو جان لیتا ہے، تو اُس کی زبان کے استغفار کرنے سے پہلے ہی اسکو بخش دیتا ہے۔ کوئی انسان ایک دینار کا کپڑا خریدے اور اس کو پہنتے وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرے، تو وہ کپڑا ابھی گھٹنوں تک نہیں پہنچتا، کہ اس سے پہلے ہی اللہ تبارک وتعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔

اس حدیث سے صاف صاف معلوم ہو گیا، کہ اصلِ شکر۔ احساسِ **نعمت** ہے۔ یعنی جو کچھ بھی میرے پاس ہے، میرے ربّ کریم کا عطیہ اور دیا ہے۔ اور اصلِ توبہ اپنے گناہ پر۔ احساس ندامت وشرمندگی۔۔۔ کا نام ہے۔

۹۱/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

عرض موسیٰ اور جواب خدا

حدیث نمبر ۱۱۷: سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے مقام طور پر اپنے رب سے عرض کی:

یَارَبِّ! اِنْ اَنَا صَلَّیْتُ فَمِنْ قِبَلِكَ، وَاِنْ اَنَا تَصَدَّقْتُ فَمِنْ قِبَلِكَ، وَاِنْ اَنَا بَلَّغْتُ رِسَالَاتِكَ فَمِنْ قِبَلِكَ، فَكَیْفَ اَشْكُرُكَ؟ قَالَ: یَامُوسٰی اَلْاٰنَ شَكَرْتَنِیْ مِنْ قِبَلِكَ۔

اے میرے کریم رب! اگر میں نماز ادا کرتا ہوں، تو تیرے کرم اور تیری عطا سے

اگر میں صدقہ وخیرات کرتا ہوں، تو وہ بھی تیرے فضل سے۔ اگر میں رسالت کی ذمہ داریوں کو ادا کر رہا ہوں، تو یہ بھی تیری قدرت اور تیرے احسان سے۔ تو (پھر) میں تیر اشکر کیسے ادا کروں؟ رب نے فرمایا، اے موسیٰ! (علیٰ نبینا وعلیہ السلام) اب تم نے میرا شکر ادا کیا۔

یعنی اصل شکر۔ احساس نعمت۔ ہی ہے۔ کہ اگر بندہ عبادت وریاضت اور کمالِ بندگی ادا کر رہا ہے، تو اس کو بھی رب کریم کا احسان اور عطا ہی جانے۔ اس سے اسکے اندر اَنا اور تکبر کی بو تک نہ آئیگی۔ ان شاء اللہ

عظیم نعمتیں

حدیث نمبر ۱۱۸: امام بیہقی کتاب الدعوات میں روایت کرتے ہیں، کہ: بنی کریم ﷺ کا ایک شخص کے پاس سے گزر ہوا۔ وہ شخص یہ (دعا) پڑھ رہا تھا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانِیْ لِلْاِسْلَامِ وَجَعَلَنِیْ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ (تمام تعریفیں اس اللہ عزّوجلّ کے لئے: جس نے ہمیں اسلام جیسی عظیم دولت عطا فرمائی۔ اور محمد مصطفی ﷺ کا امتی بنایا۔)

بنی کریم ﷺ نے جب (اسکی دعا کو) سنا، تو فرمایا: لَقَدْ شَکَرْتَ عَظِیْماً (واقعی تو نے شکر عظیم ادا کیا۔)

اس دعائے عظیم کے الفاظ پر غور فرمایئے، اور سوچئے! ویسے تو انسان کو دنیا میں اللہ عزّوجلّ کی طرف سے بے شمار نعمتیں ملتی ہیں۔ لیکن۔ اسلام اور امت محمدیہ۔ میں پیدا ہونا، یہ دو نعمتیں ایسی ہیں، کہ: انسان ساری زندگی اپنی زبان سے اپنے رب کریم کا شکر ادا کرے، تو نہیں کر سکتا۔ لیکن مندرجہ ذیل حدیث پڑھیئے اور شکر گزاری کے جامع الفاظ سے اللہ عزّوجلّ کا شکر ادا کر کے کچھ حق بندگی ادا کیجئے۔

۹۲/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ

میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

سب سے بہتر ذکر و شکر

حدیث نمبر ۱۱۹: حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے ہیں: اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ وَ اَفْضَلُ الشُّکْرِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ (ذکروں میں سب سے افضل ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے اور کلماتِ شکر میں سب سے افضل کلمہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔

اب ہر خلوت و جلوت میں اپنے مولیٰ کو کلمۂ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے یاد کیجئے۔ اور اس کی ہر نعمت پر جامع کلمہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے اس کا شکر ادا کیجئے۔

جذبۂ شکر کیسے پیدا کریں؟

اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: {لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ} (اگر تم میرا احسان مانو گے اور شکر بجالاؤ گے، تو میں تمہیں اور زیادہ دونگا)

اب سوال یہ ہے، کہ: ہماری شکر گزاری سے وہ کس کس چیز میں زیادتی کریگا؟ تو آیت کی عمومیت سے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا، کہ: شکر گزاری سے ہر طرح کی نعمت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس آیت کریمہ سے یہ تو صاف اور صراحۃً ظاہر ہوتا ہے، کہ بندے کے شکر سے نعمتِ الٰہی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور شکر کی اصل کے بارے میں ابھی آپ کو بتایا جاچکا ہے، کہ: شکر ''منعم کی نعمت کا تصور و احساس اور اس کا اعتراف و اظہار کرنا'' ہے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ بندہ بار بار اپنے رب کریم کی نعمتوں کا مطالعہ و مشاہدہ کرے۔ اس کے فضل و کرم اور اس کے احسان پر غور کرے۔ اور ساتھ ہی ساتھ

اپنی کمزوری اور اپنی اصل (کہ ایک قطرہ ناپاک سے پیدا ہے) اور اپنی طرح طرح کی کوتاہیوں اور نافرمانیوں پر غور کرے، جو اس سے شب و روز صادر ہوتی ہیں۔ اور ان کے باوجود ربّ کریم منعمِ حقیقی اپنی رحمتوں کو اس پہ بند نہیں فرمارہا ہے۔ یہ طریقہ جب بندہ اپنائے گا، تو یقینی طور پر مولیٰ کی نعمتوں کی قدر اس کی نظر میں بڑھتی جائے گی۔ پھر ہر سانس اور ہر لمحہ اس کا ضمیر اسے نعمتیں دینے والے مولیٰ کی حمد و ثنا اور مدح و ستائش کے چرچے وکثرت پر ابھارے گا۔ اس کے اس طریقے سے اس کی نعمتوں میں دن بدن اضافہ ہوگا اور اس کے دل میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محبت بڑھتی چلی جائے گی۔

۹۳/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

اس سے بھی بہتر

اس سے بھی اعلیٰ مقام یہ ہے، کہ: بندے کو چاہئے، اس قدر اپنے مولیٰ کی نعمتوں میں غور و فکر کرے، کہ: اس کی محبت غالب آجائے۔ اور محبت کا غلبہ اتنا شدید ہو، کہ: نعمتوں کی طرف بندے کا التفات و توجہ ہی باقی نہ رہے۔ بلکہ بندے کی نظر باریک پردوں سے گزر کر صرف اور صرف منعم و محسن ہی پر رہے۔ اور ہر چیز میں اسی کو فاعلِ حقیقی سمجھے۔ یہی شکر گزاری کا اعلیٰ مرتبہ ہے، جو۔۔۔صدیقوں کا مقام ہے۔

لطیفہ: شاید اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے قول {فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ} میں اسی نکتۂ عظیمہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ اولاً یہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ صدیق و فاروق، عثمان و علی (رضی اللہ عنہم) جیسوں سے ہے، کہ: مجھ منعمِ حقیقی کو یاد کرو۔ یعنی تمہاری نظر منعم پر ہونا چاہئے، نہ کہ نعمت پر۔ بخلاف بنی اسرائیل کے۔ کہ: جب انہیں ذکر کا حکم فرما

یا،تونعمتوں کے ذکر کا حکم دیا۔اور فرمایا:

{یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَ اَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ۔} (پ:۱-البقرۃ:۴۷)

ترجمہ: اے بنی اسرائیل! یاد کروتم میری ان نعمتوں کو، جو میں نے تم پر کیں۔اور تمہیں (تمہارے زمانے کے) تمام اہل عالم پر فضیلت دی۔

اس آیت مبارکہ میں بنی اسرائیل کونعمتوں کے واسطے سے یاد کرنے کا حکم دیا۔جب کہ ہم کو{فَاذْكُرُوْنِیْ}میں ڈائیریکٹ اپنی یاد کی اجازت عطا فرمائی۔اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس امت کوخاص قوّت وبصیرت عطافرمائی ہے۔جس سے وہ بلاواسطۂ نعمت اپنی بصیرتِ خاصہ سے اپنے مولیٰ کا ذکر کر سکتے ہیں۔بخلاف بنی اسرائیل کے، کہ: ان کونعمت کے واسطے سے اپنے ذکر کا حکم دیا۔اور ایسا ہوبھی کیوں نہ؟ کیونکہ یہ صدقہ اور فضل ہے،محبوب خدا،سرور ہر دوسرا، بیکسوں کے سہارا محمد مصطفیٰ ﷺ کا، کہ: شب ہجرت جب یار غار، صدیق جاں نثار نے دشمن کے آنے کے اندیشہ کا کیا اظہار، تو غمزدوں کے غمخوار شفیع روز شمار ﷺ نے فرمایا: {لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا} (مت ڈرو! ساتھ ہے وہ کردگار) اُدھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بنی اسرائیل نے فرعون کے آنے کے خوف کا اظہار کیا، تو انہوں نے فرمایا: {اِنَّ رَبِّیْ مَعِیْ} (مرے ساتھ ہے، میرا پروردگار)۔

۹۴/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

حبیب وکلیم

غور کیجئے! کتنا عظیم فرق ہے دونوں قولوں میں، وہاں کلیم اللہ (علیہ السلام) اپنے مولیٰ کو صیغۂ صفت {رَبِّیْ} سے یاد فرما رہے ہیں۔ اور یہاں حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مولیٰ کو اسم ذات {اَللّٰہُ} سے یاد فرما رہے ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ: وہاں {اِنَّ رَبِّیْ مَعِیْ} (میرا رب میرے ساتھ ہے۔) صیغۂ واحد کے ساتھ ہے۔ اور یہاں صیغۂ جمع {اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا} (بلاشبہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارے ساتھ ہے۔) یعنی ہم گناہ گاروں کو بھی شریک کرلیا ہے۔

تنبیہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوقات اور اسکی نعمتوں سے اسکی معرفت اور اس تک رسائی کا ایک طریقہ یہ ہے، کہ: اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخلوقات اور انکے رازہائے سربستہ میں اس طرح غور وفکر کرے، کہ کائنات کا ایک ایک ذرہ اس کے لئے صاف وشفاف آئینے کی طرح ہو جائے، جو اُس کو اِس عالم سے اُس عالم قُدس کی طرف کھینچنے والا ہو۔ کہ بندہ جب اس آئینۂ جاذبہ پر نظر ڈالے گا تو اس کے بصر وبصیرت کی شعائیں اس آئینے سے عالم قدس وجلال کی طرف مُنْعَکِسْ ہونگی۔ (روح البیان)

جذبۂ شکر کا دوسرا طریقہ

حدیث نمبر ۱۲۰: امام بیہقی حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ نَظَرَ فِیْ الدِّیْنِ اِلٰی مَنْ فَوْقَہٗ وَفِی الدُّنْیَا اِلٰی مَنْ تَحْتَہٗ کَتَبَہُ اللّٰہُ صَابِرًا وَشَاکِرًا۔ وَمَنْ نَظَرَ فِی الدِّیْنِ اِلٰی مَنْ تَحْتَہٗ وَنَظَرَ فِی الدُّنْیَا اِلٰی مَنْ فَوْقَہٗ لَمْ یَکْتُبْہُ اللّٰہُ صَابِراً وَّلَا شَاکِراً۔

جس شخص نے دین، تَدَیُّن اور پرہیزگاری میں اپنے سے بڑے کو اور دنیا، اس

کی مالداری اور آرام وآسائش میں اپنے سے چھوٹے کو دیکھا، اللہ تعالیٰ اسے صابر و شاکر لکھ دیتا ہے۔اور جس نے دین وتقویٰ میں اپنے سے نیچے کو اور دنیا کے مال و دولت میں اپنے سے اونچے کو دیکھا، اللہ تعالیٰ اسے صابر وشاکر نہیں لکھتا۔(یعنی: صبر وشکر کی منزل پر قائم رہنا بڑا مشکل کام ہے۔)

۹۵/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

انسانی فطرت

قربان جائیے! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر، انسان کی کیسی باریک اور چھپی ہوئی فطرت کو بیان فرمادیا۔انسان کی فطرت ہے، کہ: جب وہ کسی کو اپنے سے زیادہ مالدار اور آرام وآسائش میں دیکھتا ہے، تو اس کے باطن میں عجیب سا غبار پیدا ہوتا ہے، جس میں ناشکری اور نافرمانی جیسی بو پائی جاتی ہے۔اور اگر وہ دین میں اپنے سے اونچے کو اور دنیا کے مال و دولت میں اپنے سے نیچے پر نظر ڈالتا ہے، تو فطرتاً اس کے باطن میں ایک ایسی مسرت وشادمانی پیدا ہوتی ہے، جو اس کے اندر اپنے مولیٰ کے لئے جذبۂ شکر کا باعث بنتی ہے۔پھر وہ دین میں اپنے سے بڑے کی اقتداء و پیروی کی کوشش کرتا ہے۔جتنا اسے مولیٰ نے دیا ہے اس پر قناعت کر کے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اپنے مولیٰ کا شکر ادا کرتا ہے۔اگر آپ رکشے پر بیٹھ کر جارہے ہیں، تو آپ موٹر کار کے فاسق وفاجر سوار کو مت دیکھئے۔بلکہ جو نمازی رکشے والا آپ کو کھینچ کر لے جارہا ہے، اس پر نظر عبرت ڈالئے کہ: مولیٰ نے آپ کو اگر موٹر کار کا مالک نہیں بنایا، تو رکشہ کھینچنے والا مزدور بھی تو نہیں بنایا۔اپنے اندر خصلت سعیدہ پیدا کرنے کی کوشش کیجئے۔۔۔اور

ناشکری کی خصلت بد سے بچ کر خود کو بدبختی سے بچائیے۔ اور جہاں تک ممکن ہو افضل کلمۂ شکر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کا ورد جاری رکھئے۔

بدبختی کی چار بری عادتیں

حدیث نمبر ۱۲۱: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں: چار خصلتیں انسان کی بدبختی و بدنصیبی کی علامت ہیں:

(۱) اپنے گزشتہ گناہوں کو بھول جانا۔ حالانکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے یہاں وہ تمام کے تمام اس کے نامۂ اعمال میں محفوظ ہیں۔

(۲) اپنی نام ونہاد گزری ہوئی نیکیوں کو یاد رکھنا۔ اوران پر اترانا۔ حالانکہ اسے پتہ نہیں، کہ وہ مقبول بارگاہ ہونگی بھی، یا رد کردی جائیں گی۔

(۳) دنیا کے مال و دولت میں اپنے سے بڑے کو دیکھنا۔

(۴) اور دینداری و پرہیزگاری میں اپنے سے چھوٹے پر نظر ڈالنا۔

حدیث نمبر ۱۲۲: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَرَدْتُّهٗ وَلَمْ یُرِدْنِیْ فَتَرَكْتُهٗ۔ (یعنی: میں نے جسے اپنا بنانا چاہا، اور اس نے مجھے نہ چاہا، تو میں نے (بھی) اس کو نظر انداز کردیا۔)

۹۶/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

دنیا و آخرت کا ذخیرہ

حدیث نمبر ۱۲۳: حضرت شداد ابن اوس فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے، کہ: جب لوگ سونے چاندی کو اپنا ذخیرہ بنائیں، تو تم ان

چند کلمات کو دنیا اور آخرت کا ذخیرہ بنالو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ، وَالْعَزِیْمَةَ عَلَی الرُّشْدِ، وَاَسْئَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ، وَاَسْئَلُكَ حُسْنَ عِبَادَتِكَ، وَاَسْئَلُكَ قَلْباً سَلِیْماً وَلِسَاناً صَادِقاً، وَاَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ، وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ (ترمذی شریف و الدر المنثور)

اے میرے مولیٰ! میں تجھ سے دین پر ثابت قدمی اور رشد و ہدایت کی پختگی پر بھیک مانگتا ہوں۔ تیری نعمت پر ادائیگیٔ شکر کے جذبے اور حسن بندگی کے ذوق کا سوال کرتا ہوں۔ اور قلب سلیم اور زبان صادق کا سوالی ہوں۔ تجھ سے اس خیر و بہتری کا سائل ، اور اس برائی و شر سے تیری پناہ کا طلبگار ہوں، جس کو تو جانتا ہے۔ اور ان گناہوں سے بخشش و مغفرت کا بھکاری ہوں، جن کو تو جانتا ہے۔ بے شک تو چھپی چیزوں کو جانتا ہے۔

شکر پر تواضع

حدیث نمبر ۱۲۴: سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ: جب اللہ تبارک و تعالیٰ کسی بندے کو دنیا میں کوئی نعمت عطا کرے، اور وہ اس پر اپنے مولیٰ کا شکر بجالائے، اور اس کی رضا کے لئے تواضع اختیار کرے، تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو دنیا میں اس نعمت سے نفع دیگا۔ اور آخرت میں اس کے درجے بلند کریگا۔ اور جس بندے نے دنیا میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمت پائی، لیکن نہ اس کا شکر ادا کیا اور نہ تواضع اختیار کی، تو اللہ تعالیٰ اس نعمت کا نفع اس سے روک لے گا، اور جہنم کا ایک طبقہ اس کے لئے کھول دے گا۔ پھر چاہے اس کو عذاب دے یا اس سے درگزر کرے۔

۹۷/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

شکر کرنا واجب ہے

حدیث نمبر ۱۲۵: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: جب کوئی بندہ خالص پانی پیتا ہے، جو بلا مشقت اس کی حلق میں داخل ہو کر بغیر کسی تکلیف کے اس کے جسم میں سرایت کر جاتا ہے، ایسے بندے پر شکر کرنا واجب ہے۔

سیدنا جعفر صادق ابن محمد ابن علی ابن حسین ابن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں: اپنے منعم و محسن کی نعمت پر شکر ادا کرتے رہو۔ بے شک یہ نعمتوں کو باقی رکھنے والا ہے۔ اور اگر تم نے ناشکری کی، تو اس نعمت کو کوئی باقی نہ رکھ سکے گا۔ شکر امن وامان اور نعمت کی زیادتی کا باعث ہے۔ (الدر المنثور)

انسان کو تو ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز پر اپنے مولیٰ کی نعمت سمجھ کر شکر ادا کرنا چاہئے۔ چاہے وہ پانی کا ایک قطرہ ہو، یا کھجور کی ایک قاش۔ کیونکہ چھوٹی سے چھوٹی چیز، جو بظاہر حقیر ہو، انسان اس کی اہمیت اور قدر و منزلت نہیں سمجھ سکتا۔ اور چھوٹی اور حقیر نعمتوں پر شکر انسان کو بڑی نعمتوں کا مستحق بنا دیتا ہے۔

اور کچھ ہی دنوں میں مالدار ہو گیا

حدیث نمبر ۱۲۶: سیدنا انس ابن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، ایک سائل نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، تو نبی کریم ﷺ نے اس کو ایک کھجور عطا فرمائی (یا عطا کرنے کا حکم دیا۔) لیکن اس سائل نے اس کو نہیں لیا اور طرح طرح کی باتیں کرنے لگا۔ اتنے میں دوسرا سائل حاضر ہوا۔ سرکار ﷺ نے وہ کھجور ان کو عطا فرمادی۔ انہوں نے دست نبوت سے عطا کردہ اس کھجور کو نعمت عظمیٰ تصور کر کے لے لیا۔

اورعرض کی: دست نبوت کی عطا کردہ یہ کھجور تا زندگی میرے پاس رہے گی، ہم ہمیشہ اس سے برکت کی امید کرتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اورصدقہ کرنے کا حکم دیا۔ ایک روایت میں ہے، کہ: ایک کنیز سے فرمایا: اس کو (حضرت) ام سلمہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس لے جاؤ، انہوں نے اپنے پاس سے اسے چالیس درہم عطا فرمائے۔ اور کچھ ہی دنوں میں وہ شخص مالدار ہوگیا۔ (ایضا)

۹۸/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

شکر اور بقاء نعمت

ایک دن سیدنا سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا امام جعفر صادق ابن محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عرض کی: حضور! آج آپ کی بارگاہ سے اس وقت تک نہیں اٹھوں گا، جب تک کہ آپ مجھے کوئی حدیث نہ سنائیں۔ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم سے (ایسی) حدیث بیان کرتا ہوں، جو تمہارے لئے بہت سی باتوں سے بہتر ہوگی۔ (پھر آپ نے فرمایا) اے بوسفیان! جب اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی نعمت عطا کرے، اور تم اس کی بقا اور ہمیشگی چاہتے ہو، تو اس نعمت پر کثرت سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد بیان کرو اور اس کا شکر ادا کرتے رہو۔ بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی کتاب کریم میں (شکرِ نعمت) پر اپنے کرم سے بقا و اضافے کا وعدہ فرمالیا ہے۔ {لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ} اور اگر رزق میں تاخیر، تنگی اور کوتاہی ہو، تو کثرت سے توبہ واستغفار کرو۔ توبہ واستغفار پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے بندے سے (کشادگی) رزق اور مال و دولت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور آپ نے فرمایا: اے سفیان! جب تمہیں بادشاہ یا کسی ظالم کا خوف

غمگین کرے، تو کثرت سے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ" کا ورد کرو۔ بے شک یہ کلمہ ہر کشادگی کی چابی، اور جنت کے خزانوں میں کا ایک خزانہ ہے۔ (الدر المنثور)

غور کرو

حضرت امام (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ارشاد کو غور سے پڑھیں۔ اور اگر آپ رزق کی تنگی یا غربت میں مبتلا ہوں، تو کثرت سے استغفار کیجئے۔ کیونکہ خزانۂ رزق کی کشادگی کی چابی توبہ واستغفار ہے۔ یا کسی ظالم کا خوف و ڈر رنجیدہ کرتا ہے، تو "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ" کا ورد مجرب ہے۔ اپنی کوتاہیوں پر غور کرکے ان کا اعتراف کیجئے اور مولیٰ کی ناشکری سے بچیئے۔ اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کا اعتراف کرنے والا ہمیشہ ہر ایک کی نگاہ میں لائق تعریف اور ہر دل عزیز ہوتا ہے۔ اور اپنی کوتاہی و جرم کا اعتراف و اقرار انسان کے نیک بخت اور سعادت مند ہونے کی علامت ہے۔ عربی کی ایک کہاوت ہے:

کُفْرَانُ نِعْمَۃٍ لُؤْمٌ۔ وَصُحْبَۃُ الْاَحْمَقِ شُؤْمٌ۔ (محسن کے احسان کی ناشکری اور ناقدری انسان کے لئیم اور کمینے پن کی علامت ہے۔ [کہ دنیا میں سب اس ناشکرے کی سرزنش وملامت کرتے ہیں] اور نادان کی دوستی و ہمنشینی بدبختی اور جی کا جنجال ہے۔)

(تنبیہ الغافلین)

۹۹/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

شکر کا نفع

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے کلام حکیم میں فرماتا ہے:

{مَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ}

(پ:۲۱-لقمٰن:۱۲)

ترجمہ: جو شخص بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کا (اس کی نعمت پر) شکر ادا کرتا ہے، تو یہ شکر گزاری بھی اس کے اپنے ہی نفع کے لئے ہے۔ اور جس نے اس کی نعمت کی ناشکری و ناقدری کی، تو اللہ عَزَّوَجَلَّ قدیر (اس بندے اور اس بندے کے شکر سے) بے نیاز و محمود ہے۔

یعنی وہ اپنی ذات اور اپنی صفات اور اپنے افعال میں سب سے بے نیاز اور سراہا ہوا ہے۔ بندے اس کی تعریف کریں یا نہ کریں، اس کے شکر گزار ہوں یا نہ ہوں، کوئی اس کی حمد و ثنا کا احصا اور شمار نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی کوئی اس کی (كَمَا حَقُّهٗ) حمد و ثنا کر سکتا ہے۔ وہ خود حامد بھی ہے، محمود بھی۔ شاکر بھی ہے، مشکور بھی۔ اور حمد تو خود ہی شکر کو شامل ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۷: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: اَلْحَمْدُ رَأْسُ الشُّكْرِ۔ (حمد شکر کی اصل ہے۔)

کمالِ عقلمندی و دانشوری

کشف الاسرار نامی کتاب میں ہے: رَأْسُ الْحِكْمَةِ الشُّكْرُ لِلّٰهِ۔ ثُمَّ الْمَخَافَةُ مِنْهُ۔ ثُمَّ الْقِيَامُ بِطَاعَتِهٖ۔ (اصل حکمت اور دانشوری تو یہ ہے کہ: انسان اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرے، پھر اس سے ڈرے اور ڈر کر اس کی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے مستعد ہو جائے۔)

اس آیت پاک {مَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا...الخ} سے پہلے اللہ تبارک و تعالیٰ نے لقمان حکیم سے فرمایا: {اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ}

ترجمہ: (نعمت علم و حکمت پر) اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرو۔

اور یہ حقیقت ہے کہ: جب انسان نیند جیسی غفلت میں مبتلا ہو کر مولیٰ سے غافل

ہوجاتا ہے، اس حالت میں بھی مولیٰ تعالیٰ اسے طرح طرح کی نعمتوں سے نوازتا ہے۔ انسان ان نعمتوں سے مستفیض ہوتا رہتا ہے، اور اُسے احساس تک نہیں ہوتا۔ اگر وہ شکر کا فریضہ ادا کرے، تو اس میں بھی صرف اس کا اپنا ہی نفع اور اپنی ذات کا فائدہ ہے۔ کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر طرح کی غرض اور نفع ونقصان سے پاک ہے۔ ادائیگی شکر پر بندہ اضافۂ نعمت کے ساتھ ساتھ کفرو ناشکری جیسی شیطانی بدخصلتوں سے بھی اپنے آپ کو بچا لیتا ہے۔ اور صفت شاکریت سے متصف ہوجاتا ہے۔

۱۰۰/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پانچ پیاری باتیں

حدیث نمبر ۱۲۸: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

لَایُعْطِی اللّٰهُ لِاَحَدٍ خَمْسًا اِلَّا وَ قَدْاَعَدَّ لَهٗ خَمْسًا اُخرٰی۔(۱) لَایُعْطِیْهِ الشُّکْرَ اِلَّاوَقَدْ اَعَدَّلَهٗ الزِّیَادَةَ۔ (۲) و لَایُعْطِیْهِ الدُّعَاءَ اِلَّاوَقَدْ اَعَدَّلَهٗ الْاِ سْتِجَابَةَ۔(۳)و لَایُعْطِیْهِ الْاِسْتِغْفَارَاِلَّاَوَقَدْ اَعَدَّ لَهٗ الْغُفْرَانَ۔(۴)ولَایُعْطِیْهِ التَّوْبَةَ اِلَّاوَقَدْاَعَدَّلَهٗ الْقُبُوْلَ ۔(۵) ولَا یُعْطِیْهِ الصَّدَقَةَ اِلَّا وَقَدْ اَعَدَّ لَهٗ التَّقَبُّلَ۔

جب اللہ تبارک وتعالیٰ کسی بندے کو پانچ نعمتیں عطا فرماتا ہے، تو انکے ساتھ پانچ دوسری نعمتیں مزید عطا فرماتا ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ جسے شکر گزاری کا جذبہ بخشتا ہے، تو ساتھ ہی اس کی نعمتوں میں ترقی وزیادتی بھی عطا فرماتا ہے۔(۲) مولیٰ تعالیٰ جسے اپنی بارگاہ میں دعا مانگنے اور عرضِ

حاجت کی توفیق مرحمت فرماتا ہے، تو ساتھ ہی میں اس کی قبولیت کا سامان بھی عطا فرما دیتا ہے۔ (۳) اللہ عَزَّوَجَلَّ جسے بخشش ومغفرت کی طلب کا شوق عطا فرماتا ہے، تو بخشش ومغفرت کا انتظام بھی فرما دیتا ہے۔ (۴) اللہ عَزَّوَجَلَّ جسے توبہ کا جذبہ عطا فرماتا ہے، تو اسے قبولیت سے بھی سرفراز فرما دیتا ہے۔ (۵) اللہ تبارک وتعالیٰ جس انسان کو اپنی راہ میں صدقِ نیت سے صدقہ وخیرات کرنے کا جذبہ وشوق عطا فرماتا ہے، تو اسے قبولیت کا درجہ بھی عطا فرماتا ہے۔

جو بندے ان نعمتوں سے سرفراز فرمائے جاتے ہیں، وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب ومقرب بندے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے کرم سے ہمیں بھی ان نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ اور اپنے نیک بندوں میں اٹھائے۔

اس حدیث مبارک میں کس حسین انداز میں پانچ چیزوں کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔ شکر کے بارے میں تو آپ نے پڑھ لیا ہے۔ دوسری چیز جس کا اس حدیث میں ذکر کیا گیا، وہ ہے، دعا۔ ویسے تو دعا خود ایک عبادت ہے۔ لیکن دعا کرنے سے انسان کو اور بھی بہت سے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

۱۰۱/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

دعا: رحمت خدا

جب انسان اپنے رب کریم کی بارگاہ میں دستِ دعا دراز کرتا ہے، تو وہ اپنی عاجزی ومحتاجی کا اعتراف اور اپنے مولیٰ کے کرم واحسان اور اس کی قدرت کا اقرار کرتا ہے۔ دوسرے دعا کرنے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل بھی کرتا ہے۔

قرآن وحدیث میں دعا کرنے کی بڑی تاکیدیں آئیں ہیں۔ اور نہ مانگنے والوں کے بارے میں اس کے غضب کی سخت وعیدیں بھی آئیں ہیں۔ دعا اور گریہ وزاری کرنا سنت عظیمہ کی اتباع ہے۔ رسول اللہ ﷺ بکثرت دعا مانگتے اور دوسروں کو دعا مانگنے کی تاکید فرماتے۔ دعاؤں سے بڑی بڑی بلائیں ٹلتی ہیں۔ اور انسان کی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ انسان اگر بلا ومصیبت سے پناہ چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے پناہ دیتا ہے۔ اگر وہ کسی چیز کی طلب کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی رحمت سے عطا فرماتا ہے، یا اس کے عوض آخرت میں اسے ثواب عطا فرماتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۹: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب، جانِ عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: بندے کی دعا تینوں باتوں سے خالی نہیں ہوتی: (۱)۔ یا تو اس کی دعا سے اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ (۲)۔ یا اس کی دعا سے اسے دنیا ہی میں فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ (۳) یا اس کے لئے آخرت کی بھلائی جمع کردی جاتی ہے۔ اور بندہ جب آخرت میں اپنی ان دعاؤں کا ثواب دیکھے گا، جو دنیا میں قبول نہ ہوئی تھیں، تو وہ تمنا کریگا " کاش! دنیا میں میری کوئی دعا قبول نہ ہوتی۔ اور سب یہیں کے واسطے جمع رہتیں۔"

صدقہ وخیرات

تیسری چیز جو اس حدیث میں ذکر کی گئی ہے، وہ مقبول صدقہ وخیرات ہے۔ مال کے بانٹنے اور خیرات کرنے میں عام طور سے نام ونمود اور نمائش وریا داخل ہو جاتی ہے، جو قبولیت کے لئے سخت مضر ہے۔ لیکن رب کریم جس کے صدقہ وخیرات کو قبول کرنا چاہتا ہے، اسے اپنے کرم سے ریاکاری کی بدبلا سے بچا لیتا ہے۔

۱۰۲/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

صدقہ: نفع ہی نفع

حدیث نمبر ۱۳۰: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: صدقہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے غضب کو بجھاتا ہے۔اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۱: ایک حدیث میں ہے کہ: مسلمان کا سایہ قیامت کے دن اس کا صدقہ ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۳۲: ایک اور روایت میں آیا ہے: صدقہ گناہوں کی آگ کو ایسے بجھاتا ہے جیسے پانی دنیا کی آگ کو۔

حدیث نمبر ۱۳۳: طبرانی کی حدیث ہے: صدقہ مسلمان کی عمر میں زیادتی کا سبب ہے۔ بری موت کو دفع کرتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ صدقے کی بدولت تکبر وفخر کو دور فرما دیتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۴: حدیث میں ہے: صدقہ برائی کے ستر دروازوں کو بند کر دیتا ہے۔

اے میرے دینی بھائیو! جس مال ودولت سے تمہیں فائدہ نہ پہنچا، وہ مال تمہارے کس کام کا؟ تمہارا تو وہی ہے، جس کو تم نے کھا پہن لیا۔ یا پھر آخرت کے لئے راہ خدا میں سچی نیت سے خرچ کر دیا۔وہ مال تمہارا کب ہوسکتا ہے؟ جس کو تم نے مشقتوں سے جمع کیا اور دوسروں کے لئے چھوڑ کر چلے گئے۔آنکھیں کھولو! ہوش میں آؤ!

(تنبیہ الغافلین مترجم)

شکر کی حقیقت

اے عزیز! شکر کا مقام بہت ہی بلند اور اس کا درجہ بہت اعلیٰ ہے۔ ہر شخص کے بس

کی بات نہیں کہ اس بلند مقام تک پہنچ سکے۔غالباً اسی لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

{وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ} (پ: ۲۲ سبا : ۱۳)

ترجمہ: میرے شکر گزار بندے بہت کم ہیں۔

لیکن پھر بھی انسان کو اس کی حقیقت سمجھنے میں کچھ نہ کچھ جد و جہد اور کوشش کرنا چاہئے۔اصل شکر یہ ہے کہ بندہ اپنے ہر کمال و خوبی کو...... خواہ وہ دینی نعمت ہو یا دنیوی دولت، علم و حکمت ہو یا تقویٰ پرہیز گاری اور صحت و تندرستی ہو یا عزت و مرتبہ یا مال و اولاد کی فراوانی...... یہ سب کچھ اپنے مولیٰ کا کرم اور اس کی عطا جانے۔

۱۰۳/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

حضرت آدم علیہ السلام کا شکر

حدیث نمبر ۱۳۵: سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کیا: اے بار الٰہا! تو نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور انکو طرح طرح کی نعمتیں عطا فرمائیں، پھر انہوں نے تیرا شکر کس طرح ادا کیا؟ تو اللہ تعالیٰ نے (جواباً) فرمایا: آدم (علیہ السلام) نے ان تمام نعمتوں کو میری طرف سے عطا و کرم جانا۔اور اس طرح سمجھنا ہی عین شکر ہے۔(کیمیائے سعادت)

جب بندہ اس طرح سے اپنے مولیٰ کے لئے شکر گزاری کا جذبہ رکھے گا، تو یقینی طور پر اس کا یہ شکر اسکے علم و حکمت اور فکر و شعور کی نعمت میں اضافے کا سبب بنے گا۔ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا، کہ: آپ نے یہ علم و فقہ کس طرح سے حاصل کیا؟ آپ نے فرمایا: اِنَّمَا اَدْرَکْتُ الْعِلْمَ بِحَمْدِاللّٰہِ تَعَالٰی وَبِالشُّکْرِ۔

(میں نے علم وحکمت کی دولت حمد الٰہی اور شکر خدا کے جذبہ سے حاصل کی۔) کہ جب جب میں کتاب وسنت کی کسی باریکی کو سمجھتا اور علم وحکمت کے کسی مسئلے سے واقف ہوتا، تو کہتا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اس سے میرے علم میں دن بدن اضافہ ہوتا رہا۔

(تعلیم المتعلم)

خود پر نہیں خدا پر بھروسہ رکھو اور اسی سے مانگو

ہر مومن کو چاہئے۔ خواہ وہ عالم دین ہو یا علوم دینیہ کا طالب علم یا عابد شب زندہ دار یا وقت کا سوداگر۔ کہ: اپنے دل وزبان، اپنے ہاتھ پیر سے اور اپنے مال ودولت کو راہ خدا میں خرچ کر کے شکر خدا میں مشغول رہے۔ اور اپنی ہر چیز کو۔۔ خواہ وہ علم ودانش ہو یا مال ودولت یا عقل وفکر۔ سب کچھ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی توفیق اور اس کی عطا سے جانے اور اپنے مولیٰ سے شب وروز عاجزی وانکساری اور تَضَرُّع وگریہ وزاری سے ہدایت کا طلبگار رہے۔ اس لئے کہ حقیقت میں ہدایت دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اہل حق اہل سنت وجماعت نے ہمیشہ اپنے ہادی وعاصم مولیٰ تعالیٰ سے حق وہدایت کی بھیک مانگی، تو مولیٰ تعالیٰ نے انہیں ہدایت پر قائم رکھا۔ اور گمراہی سے محفوظ فرمایا۔ اور جنہوں نے اپنی کھوٹی، عاجز وقاصر اور محدود عقل پر بھروسہ کیا اور (اپنی کم عقلی، کج فہمی اور کج ذہنی پر) اِترائے تو وہی راہ حق سے بے راہ اور منزل حق سے گمراہ ہوئے۔ اس لئے کہ عقلِ عاجز ہر چیز کا ادراک نہیں کرسکتی۔ انسان کتنی ہی بڑی فکر و دانش کا مالک کیوں نہ ہوجائے، کسی نہ کسی منزل پہ جاکے اسکی فکرودانش جواب دے ہی جائے گی۔

۱۰۴/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

اپنی معرفت رب کی معرفت

حدیث نمبر ۱۳۶: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی ﷺ نے خوب فرمایا: مَنۡ عَرَفَ نَفۡسَهٗ فَقَدۡ عَرَفَ رَبَّهٗ۔ (جس نے اپنے (نفس اور اپنی عقل کی عاجزی وکمزوری) کو پہچان لیا، تو بیشک اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ (کی قدرت) کو جان لیا۔)

اور جب انسان کو اپنے نفس اور اپنی عقل کی کمزوری کا احساس ہوگا، تو یقیناً وہ اپنی ذات اور اپنی عقل وفکر پر کبھی بھروسہ نہیں کریگا۔ بلکہ اسکا پورا پورا توکل و بھرسہ اپنے مولیٰ پر ہوگا۔ وہ ہر چیز میں اپنے مولیٰ ہی سے اعانت و مدد طلب کریگا۔ اور قدم قدم پر شکر بجا لائے گا۔ (مَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ وَیَهۡدِیۡهِ اِلَی الصِّرَاطِ الۡمُسۡتَقِیۡمِ۔)

الحمد للہ کا اجر وثواب

حدیث نمبر ۱۳۷: حضرت سیدنا جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب بندہ اللہ تعالیٰ کی کسی نعمت پر "اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ" کہتا ہے، تو گو یا وہ شکر بجالایا۔ پھر جب دوبارہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ کہتا ہے، تو ثواب پاتا ہے۔ اور جب تیسری بار اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسکے گناہ معاف فرمادیتا ہے۔

حضرت امام قرطبی ''شرح الاسماء الحسنیٰ'' میں فرماتے ہیں: شاہ حبشہ نَجَاشِیۡ کو ایک دن سر پہ تاج سجائے (بجائے تخت کے) زمین پر بیٹھے دیکھا گیا، جب پوچھا گیا (ایسا کس لئے؟) تو کہنے لگے: حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: جس شخص کو میں نعمت دوں اور وہ اس پر میرا شکر ادا کرے اور عاجزی اختیار کرے، تو میں اپنی نعمتوں کو اس پہ کامل کر دیتا ہوں۔ اور (میں زمین پر اس لئے بیٹھا ہوں، کہ) آج رات اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے فرزند عطا فرمایا ہے۔ تو میں اللہ تعالیٰ کا

شکر بجالانے کے لئے عاجزی اور تواضع اختیار کئے ہوئے ہوں۔

شکر نعمت سے افضل ہے

حدیث نمبر ۱۳۸: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی نعمت پر شکر کرنا اس لئے بھی ضروری ہے، کہ: شکر نعمت سے افضل ہے۔ اگرچہ وہ نعمت کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو۔

حدیث نمبر ۱۳۹: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے کوئی نعمت پائے، اور چاہے کہ وہ نعمت باقی رہے، تو اسکو چاہئے کہ وہ کثرت سی لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھے۔

۱۰۵/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

ہر کمال و جمال عطائے رب ذوالجلال

حدیث نمبر ۱۴۰: سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئینہ دیکھ کر یہ دعاء پڑھا کرتے تھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الَّذِيْ اَحْسَنَ خَلْقِيْ فَسَوّٰى خَلْقِيْ وَجَعَلَنِيْ بَشَرًا۔ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

تمام تر تعریفات اس پروردگار کائنات کے لئے جس نے مجھے حسین، معتدل اور مناسب صورت عطا کر کے بشریت کا جامۂ بزرگیت پہنایا۔ بےگمان ہر طاقت وقوت کا مالک حقیقی عالی صفات بزرگ جناب اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے۔) سیدنا عبد اللہ ابن عباس

رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب سے مجھے یہ معلوم ہوا، آئینہ دیکھتے وقت ہمیشہ یہ دعاء پڑھتا ہوں۔

ظاہری بات ہے، جب انسان اس دعا کے معنی ومفہوم پر غور کرے گا تو خود ہی سمجھ لیگا، کہ میرا جو بھی جمال وکمال ہے میری اپنی طرف سے نہیں، بلکہ میرے مولیٰ کی طرف سے اور اس کی عطا سے ہے۔ اور جب بندے میں یہ تصور وخیال پیدا ہوگا، تو یقینی طور پر اس کے اندر عُجبُ و تَکَبُّرْ باقی نہ رہے گا۔ (نزھۃ المجالس)

ذکر نعمت بھی شکر نعمت

حقیقت یہ ہے، کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا تذکرہ اپنے دوست و احباب کے بیچ کرتا ہے، تو یہ ذکر نعمت بھی شکر نعمت ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۱: سیدنا حسن ابن علی رضی اللہ عنہما اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قول {وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ} کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اِذَا اَصَبْتَ خَيْرًا فَحَدِّثْ اِخْوَانَكَ۔ (یعنی جب تم خدا کی کوئی نعمت پاؤ، تو اپنے بھائیوں اور دوست و احباب سے اس کا تذکرہ کرو۔

حدیث نمبر ۱۴۲: حضرت انس بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز منبر پر ارشاد فرمایا: جو تھوڑے پر شکر ادا نہیں کرتا، وہ بہت پر بھی شکر نہیں کرتا۔ جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا، وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا بھی شکر گزار نہیں ہوتا۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں کا تذکرہ اور چرچا شکر ہے، اور ترک تذکرہ ناشکری۔ آخر میں آپ نے فرمایا: "اَلْجَمَاعَةُ رَحْمَةٌ"۔ یعنی جماعت پر رحمت ہی رحمت ہے۔

۱۰۶/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

بھلائی کا بدلہ شکر

حدیث نمبر ۱۴۳: سیدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے راوی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں: جب کوئی بھلائی کیا جائے (یعنی: اس کے ساتھ بھلائی کی جائے) تو اس کو چاہیئے کہ اس کا بدلہ ادا کرے۔ اور اگر بدلے کی طاقت نہ رکھتا ہو، تو کم از کم اس کا تذکرہ ہی کرے۔ اسلئے کہ اس کا تذکرہ اس کی شکر گزاری ہے۔ (الدر المنثور ج ۸، ص ۵۰۰)

اقوال اسلاف

حدیث نمبر ۱۴۴: امام بیہقی سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ: نعمت کا کثرت سے چرچا کرو۔ کیونکہ نعمت کا تذکرہ شکر نعمت ہے۔

(الدر المنثور ج ۸)

حدیث نمبر ۱۴۵: امام بیہقی حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں، آپ فرماتے ہیں: مِنْ شُکْرِ النِّعْمَۃِ اِفْشَاؤُھَا۔ (یعنی: نعمت کا چرچا اور تذکرہ شکر نعمت ہی ہے)۔ (سابق)

افشاء وذکر نعمت کا طریقہ یہ ہے، کہ جب آپ دوست واحباب میں بیٹھیں، تو اپنی صحت، اپنے علم، نعمتِ دولت اور نعمتِ تقویٰ وعبادت کا تذکرہ کریں۔ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں یہ عطا کیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں وہ عطا کیا۔ یہ اس کا احسان ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ذکرِ نعمت شکرِ نعمت ہے۔

سیدنا فُضَیل ابن عَیاض اور سیدنا سفیان ابن عُیَینَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما رات میں بیٹھتے، تو صبح تک دونوں حضرات اپنے مولیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا تذکرہ کرتے رہتے۔ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡنَا فِیۡ کَذَا۔ (اللہ عزَّوَجلَّ نے ہم پر یہ یہ نعمتیں کیں)۔(سابق)

۱۰۷/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

الآیۃ الثالثۃ

{وَاذۡکُرِ اسۡمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلۡ اِلَیۡہِ تَبۡتِیۡلًا} (المزمل)

ترجمہ: اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو کے رہو۔

رب کا ہو جا ہر کسی کو چھوڑ کر

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو دن رات کے تمام اوقات میں اپنی تسبیح و تہلیل، نماز، تلاوت قرآن پاک اور علم حدیث وتفسیر وغیرہ میں مشغول ہونے کا حکم دیا۔ اس آیت کے معنی میں ایک قول یہ بھی ہے، کہ اپنی تلاوت و قرأت کی ابتداء میں {بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ} پڑھو۔ اور ذکر وعبادت میں اِنۡقِطَاع کی صفت پیدا کرو۔ (یعنی: دل اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف متوجہ و مشغول نہ ہو۔ سب سے قطع تعلق کر کے اسی کے ہو جاؤ۔)(خزائن العرفان)

اس لئے ہر مومن کو چاہئے کہ وہ اپنی زندگی کے اکثر اوقات کو سُبۡحَانَ اللّٰہِ، اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ، اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کے ورد، تلاوت قرآن مجید اور نماز وغیرہ میں صرف کرنے کی کوشش کرے۔ خاص طور سے نماز فجر کے بعد اور غروب شمس سے پہلے...... کہ یہ دونوں وقت

بڑے با برکت اور خاص فیضان الٰہی کے نزول کے اوقات میں سے ہیں۔ ان وقتوں میں ہر مومن کو اپنے رب عظیم وکریم کا ذکر کرنا چاہئے۔ خواہ ذکر لسانی ہو یا ذکر قلبی یا ذکر ارکانی (قیام وقعود کے ذریعے۔) ابرار و مُقَرَّبِیْن کے اپنے مولیٰ تعالیٰ کو یاد کرنے کے یہ خاص وقت ہوتے ہیں۔

تَبَتُّل کا معنی آتا ہے: [اِنْقِطَاع] یعنی: دل از دنیا بریدن۔ دل کو دنیا سے کاٹ لینا۔ اب آیت کا مطلب نکلتا ہے: عبادت میں اپنے رب کی طرف اخلاص کے ساتھ متوجہ ہو جاؤ۔

۱۰۸/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

تَعَطُّل عَنِ اللّٰه اور تَبَتُّل اِلَى اللّٰه

تَبَتُّل و اِنْقِطَاع اسلامی تعلیمات کے خلاف بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر انسان کا ظاہر دنیا کے مشاغل میں مشغول ہو اور دل مولیٰ کی طرف مبذول، تو یہ بالکل مکروہ و معیوب نہیں۔ البتہ بہت سے لوگ جو ظاہری تَبَتُّل (بظاہر دنیا سے کنارہ کشی) اختیار کر لیتے ہیں، مگر ان کے باطن میں حرص و ہوس کی آگ برابر بھڑکتی رہتی ہے، ایسا تبتل و رہبانیت اسلام میں پسندیدہ ومحبوب نہیں ہے۔ جیسا کہ آج آپ شب و روز دیکھتے ہیں، کہ مزارات کے مُجَاوِرْ وسَجَّادِے بظاہر تو اپنے آپ کو صوفی اور تارک الدنیا ظاہر کرتے ہیں، لیکن حقیقت میں ہوا و ہوس کی آگ ان کے دل و دماغ میں ہر وقت بھڑکتی رہتی ہے۔ یہ تَبَتُّل اِلَى اللّٰه نہیں، بلکہ تَعَطُّل عَنِ اللّٰهِ (اللّٰه عَزَّوَجَلَّ سے بھاگنا) ہے۔ ہاں اگر انسان کا باطن دنیا سے دور رہے . . . جیسا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور

اولیاءعظام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمِنْعَامُ . . . کہ انہوں نے باطنی طور پر اپنے آپ کو دنیا سے دور رکھا۔ کیونکہ حُبِّ دنیا ان کے اندر نام کو نہ تھا۔ لیکن وہ دنیا سے بظاہر بالکل علیحدہ و کنارہ کش بھی نہ ہوئے، بلکہ دنیا والوں کے ساتھ رہ کر دین کے کام اور دین کی باتیں کیں۔ کیونکہ ان کے ارادے اللہ تبارک وتعالیٰ کی مشیت اور اس کے ارادے کے تابع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انکو دولت وسلطنت کا مالک بنایا، لیکن انہوں نے اس دولت وسلطنت میں اپنا دل نہ لگایا۔ جیسا کہ حضرت سلیمان، حضرت داؤد، حضرت یوسف اور حضرت ایوب علیہم السلام۔ ایسا باطنی تَبَتُّلْ اور کنارہ کشی اسلام میں پسندیدہ ومحبوب ومطلوب ہے۔

دل درو بند از غیرش بگسل

ہر چہ جزاوست بروں کن از دل

دل اسی سے لگا اور اس کے ماسوا سے کنارہ کش ہو جا۔ جو کچھ اس کے علاوہ ہے دل سے باہر کر دے۔ (روح البیان)

۱۰۹/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

الآیۃ الرابعۃ

{وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ}

ترجمہ: اور اپنے رب کو خوب یاد کر۔ اور کچھ دن رہے اور تڑکے اس کی پاکی بول۔

(آل عمران)

ذکر، ہر حالت میں کرو

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت زکریا علیہ السلام کو جب بڑھاپے کے عالم میں اولاد سے نوازنے کا مژدہ سنایا، تو حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے رب سے ایک نشانی طلب کی۔ تو اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اس کی نشانی یہ ہے، کہ تم تین دن تک (لوگوں سے دنیاوی) باتیں نہیں کرو گے، مگر اشارے سے۔ لیکن اس وقت بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں ذکر کی کثرت کا حکم فرمایا۔ اور صحیح بات بھی یہی ہے کہ انسان کو اپنی زندگی کے اکثر اوقات میں اپنے مولیٰ کو یاد کرنا چاہئے۔ خواہ زبان سے ذکر کرے یا دل سے یاد کرے۔ اس لئے کہ اگر کسی کو ترکِ ذکر کی رخصت و اجازت ہوتی، تو ان مجاہدین کو چھوٹ دی جاتی، جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے اپنی بیوی بچوں سے دور ہو کر میدان کارزار میں حاضر ہوتے ہیں۔ جبکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کے لئے یہ حکم فرمایا:

{یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا}

(پ:۱۰، الانفال:۴۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تمہاری کسی (دشمن کی) جماعت سے مڈبھیڑ ہو، تو تم ثابت قدم رہو۔ اور کثرت سے اپنے مولیٰ کا نام جپو۔ (اور اس کے کئے ہوئے وعدوں پر بھروسہ رکھو۔)۔ (روح المعانی)

اس آیت مبارک میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجاہدین جنگ کو بھی ذکر کی کثرت کا حکم فرمایا۔ تو جس کی زندگی اپنے گھر میں عیش و آرام سے ایرکنڈیشن روم میں فوم کے نرم نرم گدوں پر بسر ہو رہی ہو، تو اسکے لئے کیا حکم ہو گا؟

۱۱۰/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ

میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

الآیۃ الخامسۃ

{يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا}
(الاحزاب)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کو بہت یاد کرو اور صبح وشام اس کی پاکی بولو۔

توضیح وتشریح

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو ذکر کی کثرت کا حکم دیا۔ خاص طور سے صبح وشام کے وقت۔ کیونکہ صبح وشام رات ودن کے فرشتوں کے جمع ہونے کا وقت ہیں۔ بعض حضرات نے فرمایا ہے: یہاں صبح وشام سے دوام مراد ہے۔ حقیقت میں ذکر کا معنی ہے: اِحْضَارُ الشَّيْئِ فِي الْقَلْبِ اَوْفِي الْقَوْلِ (یعنی: کسی چیز کو دل یا زبان میں حاضر وموجود کرنا۔) اور اگر اس آیت میں عامۃ المؤمنین مراد لئے جائیں، تو اس سے مراد ہے: اپنے مولیٰ کو مت بھولو۔ اور اگر خواص مراد ہوں، تو اس سے حضور وحفظ مراد ہے۔ کیونکہ اولیاء اللہ اپنے مولیٰ کو کبھی نہیں بھولتے۔ دن ہو یا رات، سردی ہو یا گرمی، جنگل ہو یا بیابان، بحر (سمندر) ہو یا بر (خشکی) سفر ہو یا حضر، بیماری ہو یا تندرستی، فراخی ہو یا تنگدستی، خلوت ہو یا جلوت، سوتے ہوں یا جاگتے۔ غرضیکہ تمام حالات اور تمام اوقات میں اپنے مولیٰ کو یاد کرتے ہیں۔ اطاعت وبندگی اخلاص سے یاد کرتے ہیں۔ دعا وسوال میں قبولیت کی امید رکھتے ہیں۔ اور اس کی توفیق اپنے مولیٰ کی طرف سے جانتے ہیں۔ احسان ونعمت پر شکر سے یاد کرتے ہیں۔ شدت وپریشانی

میں صبر سے یاد کرتے ہیں۔حق یہ ہے کہ اس کے ذکر کے لئے نہ وقت معین ہے نہ اس کی کوئی حدِّ معلوم۔جیسا کہ اور فرائض میں۔اور نہ ہی ترک ذکر کے لئے کوئی عذر معقول۔ ہاں اگر اس کی عقل مغلوب ہو جائے،تو بات الگ ہے۔اگر کسی کے لئے کوئی عذر معقول و مقبول ہوتا ہے،تو مجاہدین کے لئے ہوتا۔ کَمَا مَرَّ۔ (روح البیان)

۱۱۱/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

ترک ذکر کے لئے کوئی عذر نہیں

مفہومِ مذکور کی تائید حدیث شریف سے بھی ہوتی ہے۔جس کو صاحب "الدر المنثور" نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۶: حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے قول {اُذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا} کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں پر کوئی فرض نازل نہیں کیا،مگر یہ کہ اس کے لئے حد اور وقت متعین ومعلوم ہے،جیسے نماز،روزہ،حج وغیرہ۔پھر ان فرائض میں معذورین کو حالت عذر میں کسی نہ کسی طرح کی چھوٹ بھی دی ہے۔لیکن ذکر ایسا حکم الٰہی ہے،جس کی نہ کوئی حد متعین کی اور نہ ہی مغلوب العقل کے علاوہ ترک ذکر کے عذر کو قبول کیا گیا۔

(الدر المنثور)

حدیث نمبر ۱۴۷: سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرو۔قیام وقعود کی حالت میں،بستروں پر جاتے وقت،صبح وشام،بحر وبر،سفر و حضر میں،غربت و مالداری،صحت و بیماری۔۔۔۔غرض کہ ہر حالت میں اس کی پاکی بولو۔

جب تم یہ کرو گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحمتوں کی بارش کریگا اور فرشتے دعائے مغفرت۔ جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ خود ارشاد فرماتا ہے: ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَ مَلٰٓئِکَتُہٗ۔

ذاکر ہر خیر کا مستحق

حدیث نمبر ۱۴۸: سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، ایک صاحب نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون سا مجاہد اجر وثواب میں بڑا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کو زیادہ یاد کرتا ہے۔ پھر ان صاحب نے سوال کیا: روز داروں میں کس کا اجر وثواب زیادہ ہے؟ آپ نے فرمایا: جو حالت روزہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر زیادہ کرے۔ پھر اسی طرح سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز، حج، زکوٰۃ وصدقات وغیرہ کے ثواب کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: ان عبادات میں بھی ثواب اسی کا زیادہ ہے، جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر زیادہ کرے۔ اس پر حضرت ابوبکر نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا: اے ابوحفص! ہر طرح کی خیر تو ذاکر ہی لے جائیں گے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں۔ **(الدر المنثور)**

۱۱۲/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

اللہ سے محبت کرو

بعض حضرات نے فرمایا: ذکر کی کثرت سے مراد ذکر قلبی ہے۔ کیونکہ زبان سے ہمیشہ ذکر ممکن نہیں۔ اس لئے کہ انسان سوتا بھی ہے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں: ذکر کثیر سے مراد اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محبت ہے۔ اور {اُذْکُرُوا اللّٰہَ} کا معنیٰ اَحِبُّوا اللّٰہَ (اللہ عَزَّ

وَجَلَّ سے محبت کرو) ہے۔اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے:رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

حدیث نمبر ۱۴۹: مَنْ اَحَبَّ شَيْئاً اَكْثَرَمِنْ ذِكْرِهٖ۔ (جو کسی سے محبت کرتا ہے،تو اس کو خوب یاد کرتا ہے)

حق یہ ہے کہ سچے دوست وہ ہوتے ہیں،جن کی زبانیں دوست کے ذکر سے تر رہتی ہیں۔اور جن کے دل دوست کی یاد سے خالی نہیں رہتے۔اللہ تعالیٰ نے صراحۃً اپنی محبت کو لازم نہ فرما کر کنایۃً لازم فرمایا۔اس لئے کہ:ہر شخص محبت کا اہل نہیں ہوتا ہے۔وہ خود فرماتا ہے:{فَسَوْفَ يَاْتِيْ اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ} (پ:۶،المائدۃ:۵۴)

ترجمہ:وہ (اللہ عَزَّوَجَلَّ) ایک ایسی قوم لائے گا جن سے وہ محبت کریگا اور وہ اس سے محبت کریں گے۔

محبت کے لئے کچھ خاص دل مخصوص ہوتے ہیں
یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پر گایا نہیں جاتا

حدیث نمبر ۱۵۰: ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: چار چیزیں ایسی ہیں جن کے وِرد سے جنبی ناپاک کو بھی نہیں روکنا چاہئے۔(۱)سُبْحَانَ اللّٰهِ (۲)اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (۳)لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ(۴)اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔

ذرا غور کیجئے! جب جنبی کے لئے ان کلمات کا ذکر جائز و روا ہے،تو مُحْدِث (بے وضو) کے لئے تو بدرجہ اولیٰ جائز و روا ہوگا۔البتہ بہتر یہی ہے کہ: ذکر باطہارت و با وضو کیا جائے۔

۱۱۱۳/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

ذکرِ صبح وشام

اس آیت مبارکہ میں {بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً} سے دن کے دونوں طرف وکناروں کی طرف اشارہ فرمایا۔ جب اول وآخر آگیا، تو وسط تو خود ہی آجائیگا۔ مطلب یہ ہے کہ اپنے مولیٰ کو جملہ اوقات میں یاد کرو۔ خاص طور سے ان دونوں وقتوں میں...... جو اور وقتوں پر فضیلت رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں وقت مشہود ملائکہ ہیں۔ یعنی صبح وشام کے فرشتوں کی اَدْلی بدلی ان ہی وقتوں میں ہوتی ہے۔ ان وقتوں کی فضیلت واہمیت حدیث سے بھی ثابت ہے۔

حدیث نمبر ۱۵۱: حضور ﷺ نے فرمایا: مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ لَّا یُغْلَبَ عَلٰی صَلٰوۃٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبِہَا فَلْیَفْعَلْ۔

تم سے جہاں تک ہوسکے تو یہ کوشش کرو کہ تمہاری صبح وشام کی نماز پر کوئی کارِ دنیا غالب نہ آئے۔

طلوعِ شمس سے پہلے سونا

حدیث نمبر ۱۵۲: ایک اور حدیث میں آیا ہے، کہ: زمین چند کاموں سے چیخ اٹھتی ہے۔ اور چلّا کر رب سے شکایت کرتی ہے۔ (۱) خون ناحق سے، جو زمین پر گرتا ہے۔ (۲) جب کوئی زانی زنا کا غسل کرکے پانی زمین پر گراتا ہے۔ (۳) جب طلوع شمس سے پہلے زمین پر کوئی سوتا ہے۔

اس لئے ہر مسلمان کو صبح کے وقت خوابِ غفلت سے بیدار ہوجانا چاہئے تاکہ صبح کی نماز فوت نہ ہو اور شام پر دنیا کی مشغولیت غالب نہ آئے۔ میرے عزیز! اللہ عَزَّوَجَلَّ صبح کے وقت رزق تقسیم فرماتا ہے۔ برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اور دعائیں

قبول ہوتی ہیں۔اس لئے اس مبارک وقت میں غفلت کی چادر اتار کر پھینک دو۔

حدیث میں آتا ہے:

حدیث نمبر ۱۵۳: جس نے فجر کی نماز جماعت سے ادا کی، پھر طلوع شمس تک بیٹھ کر ذکر کرتا رہا، پھر بعدِ طلوع دو رکعت نمازِ اِشْرَاق پڑھی، تو اس کے لئے کامل حج وعمرہ کا ثواب ہے۔

۱۱۴/ ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

صوفیا کا طریقہ

ہمیشہ سے صوفیا کرام کا یہ طریقہ چلا آرہا ہے، کہ: یہ حضرات نماز فجر کے بعد اشراق تک جمع ہو کر ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ کیونکہ اس وقت نفوس میں مبارک ذکر کی بڑی تاثیر ہے۔ بعض حضرات نے اس وقت کے ذکر کو تلاوت سے بہتر کہا ہے۔ اور سرکار ﷺ کی حدیث قَعَدَ بِذِکْرِ اللّٰہِ سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔ منیہ نامی کتاب میں مذکور ہے کہ: اوقات مکروہہ میں درود وسلام اور دعا وتسبیح، تلاوت سے افضل ہے۔ اولیاء کرام فرماتے ہیں: جب طلوع آفتاب کا وقت ہو، تو دس اذکار مبارکہ کا ورد کرو۔ جن کو صوفیا اپنی اصطلاح میں "مُسَبَّعَاتِ عَشَرْ" کہتے ہیں۔

مُسَبَّعَاتِ عَشَرْ

ان اذکار کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے، کہ: ہر روز صبح کو آفتاب کی کرنیں زمین پر پھیلنے سے پہلے اور شام کو سورج ڈوبنے سے پہلے باوضو ان اذکار کا ورد کریں۔

(۱)سات بار:سورۂ فاتحہ(۲)سات بار:قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (۳) سات بار: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ (۴)سات بار: سورۂ اخلاص{قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ} (۵)۷/بار: سورۂ کافرون{قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ۔} (۶)۷/بار: آيَةُ الْكُرْسی۔ (۷)۷/بار: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔

(۸)سات بار درود شریف: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْحَبِيْبِ الْعَالِي الْقَدْرِ الْعَظِيْمِ الْجَاهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔

(۹)سات بار استغفار: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ۔ اِنَّكَ قَرِيْبٌ مُّجِيْبُ الدَّعَوَاتِ يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

(۱۰)سات بار یہ دعاء: اَللّٰهُمَّ افْعَلْ بِيْ وَبِهِمْ عَاجِلاً وَّ اٰجِلاً فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مَا اَنْتَ لَهٗ اَهْلٌ۔ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلٰنَا مَا نَحْنُ لَهٗ اَهْلٌ۔ اِنَّكَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ جَوَّادٌ كَرِيْمٌ رَّؤُفٌ رَّحِيْمٌ۔

۱۱۵/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

فائدۂ ذکر

ذاکر کو چاہئے کہ جس جگہ اس نے نماز پڑھی ہے، اگر سکون حاصل ہو تو اسی جگہ (ورنہ سکون حاصل کرنے کے لئے دوسرے گوشے میں منتقل ہو کر) قبلہ رو بیٹھ کر ورد کرے۔ تا کہ اُسے کلامِ دنیا کی ضرورت نہ پڑے۔ اسلئے کہ مبارک وقت میں کلامِ دنیا وقت کی عظمت اور عمل کے ثواب کو ختم کر دیتا ہے، یا گھٹا دیتا ہے۔ یہ وہ اذکار عظیمہ

ہیں، جن کو حضرت خضر علیہ السلام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھا تھا۔ اور انہوں نے ابراہیم تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سکھایا تھا۔

ذکر خدا عَزَّوَجَلَّ اور وعدہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ابراہیم تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میرے پاس ایک صاحب آئے، مجھے سلام کیا اور میری دائیں جانب بیٹھ گئے۔ میں نے اپنے زمانے میں ان سے زیادہ خوبصورت، عمدہ لباس اور خشوع والا نہیں دیکھا۔ میں نے ان سے کہا: اے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے بندے! آپ کون ہیں؟ اور کہاں سے آئے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں خضر (علیہ السلام) ہوں۔ میں نے عرض کی: آپ کی تشریف آوری کس لئے ہوئی؟ انہوں نے فرمایا: میں اللہ کی محبت میں آپ کو سلام کرنے آیا ہوں۔ اور میرے پاس ایک ہدیہ ہے، میں چاہتا ہوں وہ ہدیہ میں تمہیں عطا کردوں۔ میں نے عرض کی: وہ کیا ہے؟ تو انہوں نے مجھے یہ اذکار مبارکہ تعلیم فرمائے۔ میں نے اسی اثناء میں ان سے پوچھا: ان اذکار مبارکہ کا فائدہ اور نفع کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: اس کا سب سے بڑا فائدہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار ہے۔ ان اذکار کا ورد کرو۔ جب سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار ہو، تو سارے منافع اور ان کا ثواب معلوم کرلینا۔ بے شک آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں اس کا ثواب اور نفع بتائیں گے۔

۱۱۲/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

دخول جنت اور زیارت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابراہیم تیمی فرماتے ہیں: میں نے ایک رات خواب میں دیکھا، فرشتے

آئے اور مجھے اٹھا کر جنت میں داخل کر دیا۔ آپ نے جنت میں جنت کی نعمتوں کو دیکھا۔ اور ان نعمتہائے عظیمہ کو بیان بھی فرمایا، جو جنت میں دیکھیں۔ آپ فرماتے ہیں: میں نے فرشتوں سے پوچھا، یہ سب نعمتیں کس کے لئے ہیں؟ فرشتوں نے کہا: جو تمہاری طرح عملِ ذکر کریگا۔

بیان کیا جاتا ہے، پھر آپ نے جنت کے شربت اور پھل وغیرہ کو تناول کیا او روہاں مکمل چار ماہ ٹھہرے رہے۔ اور کچھ نہیں کھایا۔ اس لئے کہ آپ طعامِ جنت تناول کر چکے تھے۔ آپ فرماتے ہیں: جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ﷺ کی تشریف آوری ہوئی (اس حال میں کہ) آپ کے ساتھ ستر پیغمبر (علیہم السلام) تھے، اور فرشتوں کی ستر صفیں تھیں، جن میں ہر صف لمبائی و چوڑائی میں مشرق و مغرب کے برابر تھی۔ آپ نے کرم فرما کر ہمیں سلام سے نوازا۔ اور اپنے دست مبارک سے پکڑ کر میرے ہاتھ کو مشرف فرمایا۔ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ خضر علیہ السلام نے مجھے آپ کی طرف سے یہ حدیث بتائی ہے۔ تو آپنے فرمایا: صَدَقَ الْخِضْرُ۔ صَدَقَ الْخَبَرُ۔ (خضر [علیہم السلام] جو بھی بیان کر رہے ہیں، وہ حق ہے۔) وہ اہل زمین کے عالم ہیں، ابدالوں کے رئیس ہیں۔ ان کا بیان ہے، پھر میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ جو ان اذکار مبارکہ کو ورد میں رکھے، لیکن میری طرح خواب نہ دیکھے، تو کیا اسے بھی وہ سب کچھ ملے گا جو مجھے عطا کیا گیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبی برحق بنایا! اللہ عَزَّوَجَلَّ ضرور اس ورد پہ یہ انعامات عطا کریگا، اگر چہ اس نے نہ میرا دیدار کیا ہو، نہ جنت کو دیکھا ہو اور اس کے تمام گناہ کبائر کو بخش دیگا اور اس سے اپنی ناراضگی اور غضب کو اٹھا لے گا۔

۱۱۷ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

الآیۃ السادسۃ

{وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعاً وَّخِیْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَیُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ یَسْجُدُوْنَ}۔(الاعراف)

ترجمہ: اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو، زاری اور ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے، صبح اور شام۔ اور غافلوں میں نہ ہونا۔ بیشک وہ جو تیرے رب کے پاس ہیں، اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے۔ اس کی پاکی بولتے ہیں۔ اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں 'شام' سے عصر و مغرب کے درمیان، اور 'صبح' سے فجر کے بعد طلوع آفتاب تک کا وقت مراد ہے۔ کیونکہ ان دونوں وقتوں میں نماز تو ممنوع ہے، اس لئے ذکر افضل و مستحب ہے۔ تا کہ بندے کے تمام اوقات قربت و عبادت سے گھرے رہیں۔

فجر و عصر کے وقت ذکر

حضرت سیدنا فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مجھے خبر ملی ہے، کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندے! تو مجھے صبح کی نماز اور عصر کے بعد کچھ دیر یاد کرلیا کر۔ تیرا یہ عمل تجھے سارے دن کیلئے کافی ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۵۴: ایک روایت میں ہے، کہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد میں زندگی بسر کرنے والے کے علاوہ ہر انسان موت کے وقت پیاسا جاتا ہے۔

بعض علماء کا بیان ہے، کہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: جب میں کسی شخص کے

دل کو اپنی یاد سے معمور دیکھتا ہوں، تو میں اس کے تمام کاموں کا والی ہو جاتا ہوں۔ اس کا ہمنشیں اور اس کا ہم سخن بن جاتا ہوں۔

حدیث نمبر ۱۵۵: ایک حدیث میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر میں اپنے صبح و شام بسر کرو۔ اگر اس حالت میں تم دن و رات مکمل کرو گے، تو تم پر کوئی گناہ باقی نہ رہے گا۔

اسی لئے سیدنا داوٗد علیہ السلام نے ایک مرتبہ بارگاہ خداوندی میں عرض کی: یَآ اِلٰہَ الْعٰلَمِیْنَ! جب تو مجھے دیکھے کہ میں ذکر کرنے والوں کی مجلس سے اٹھ کر غافلوں کی مجلس میں جا رہا ہوں، تو تو میرے پیر توڑ دے۔ بے شک میرے اوپر تیرا یہ انعام و احسان ہوگا۔

۱۱۸/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

ذکر خدا، دنیا اور شیطان

حضرت سیدنا سفیان ابن عیینہ فرماتے ہیں: جب کوئی جماعت اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرنے کے لئے جمع ہوتی ہے، تو دنیا اور شیطان دونوں علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ پھر شیطان دنیا سے کہتا ہے: تم نے نہیں دیکھا! یہ کیا کر رہے ہیں؟ دنیا کہتی ہے: انہیں چھوڑ دے! جب یہ ذکر الٰہی سے فارغ ہوں گے، تو میں ان کی گردن پکڑ کر تیرے حوالے کر دوں گی۔

حدیث نمبر ۱۵۶: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ بازار تشریف لائے۔ اور فرمایا لوگو! میں تمہیں یہاں دیکھ رہا ہوں، حالانکہ مسجد میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث بٹ رہی ہے۔ لوگ بازار چھوڑ کر مسجد کی طرف گئے۔ مگر وہاں کوئی میراث بٹتی

نہ دکھائی دی۔تو ان لوگوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: ہم نے تو مسجد میں کوئی میراث بٹتے نہیں دیکھی۔آپ نے لوگوں سے پوچھا: تم نے وہاں کیا دیکھا ؟تو بولے: ہم نے وہاں ایک جماعت کو کلام خدا کی تلاوت اور ذکر خدا کرتے دیکھا۔تو آپ نے فرمایا یہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث ہے۔

آسمان والے بھی شوق سے دیکھیں

حدیث نمبر ۱۵۷: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آسمان کے رہنے والے ان گھروں کو، جو یادِ الٰہی سے معمور و آباد رہتے ہیں ایسے ہی (شوق وتعجب سے) دیکھتے ہیں، جیسے تم ستاروں کو۔

اے میرے دینی بھائیو! اس لئے تم اپنی زندگی کے زیادہ سے زیادہ اوقات خدا کے ذکر اور اس کی یاد میں گزارو۔غفلت کی محفلوں سے بچ کر ذاکروں کی صحبت اور ان کی محفلوں کو تلاش کرو۔اگر کسی نیک انسان کی صحبت یا اس کی مجلس حاصل ہو گئی، تو یہ تمہارے ہزاروں گناہوں کو جلا کر خاک کر دے گی۔

حدیث نمبر ۱۵۸: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: ایک نیک محفل مومن کے لئے دو لاکھ بری مجلسوں کا کفارہ ہے۔(مکاشفۃ القلوب)

۱۱۹/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

الآیۃ السابعۃ

{فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ. اَللّٰهُ نَزَّلَ

اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَاباً مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُالَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۔ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۔ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۔ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۔} ۔(الزمر)

ترجمہ: تو خرابی ہے انکی جن کے دل یادِ خدا کی طرف سے سخت ہو گئے۔ وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اتاری سب سے اچھی کتاب، کہ اوّل سے آخر تک ایک سی ہے، دوہرے بیان والی۔اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں (ان کے (بدن پر) جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یادِ خدا کی طرف رغبت میں۔یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ہدایت ہے راہ دکھائے اس سے جسے چاہے، اور جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔

تفسیر وتشریح

انسان کے سینے میں جب نور داخل ہوتا ہے، تو اس کے قلب میں وسعت و کشادگی پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر وہ انسان رفتہ رفتہ دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر کے آخرت کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔اور موت آنے سے پہلے موت کی تیاری میں لگ جاتا ہے۔لیکن جب کسی انسان کا نفس خبیث اور بدکار ہوتا ہے، تو وہ حق کو قبول کرنے سے بھاگتا ہے۔ ذکر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سے اسکے دل کی سختی اور کدورت بڑھتی جاتی ہے۔پھر قرآنی آیات، نبوی ہدایات اور علما و واعظین کے نصائح و خطابات سے اس کا دل بجائے نرم ہونے کے اور سخت ہو جاتا ہے۔جیسے سورج کی گرمی سے موم نرم ہوتا ہے اور نمک سخت۔۔۔ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے ڈر سے مومن کے دل نرم پڑتے ہیں، لیکن کافروں اور فاجروں کے دلوں کی سختی اور بڑھ جاتی ہے۔

۱۲۰/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

صفت و کیفیت اولیاء

اس آیت مبارکہ سے ان حضرات کو نصیحت حاصل کرنا چاہئے جو خود تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے بھاگتے ہی ہیں، دوسرے لوگوں کو بھی روکتے ہیں۔ قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں کو بتانا چاہتا ہے، کہ قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے ذکر سے خوف و خشیت والے دل ہی نرم پڑتے ہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ: یہ صفت اولیاء اللہ کی ہے کہ ذکر الٰہی سے انکے بال (رونگٹے) کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جسم لرزتے ہیں۔ اور دل چین پاتے ہیں۔

وعدہ اور وعید

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا وعدہ ہے، کہ جن کے دل ذکر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سے نرم پڑتے ہیں، انکے لئے ہدایت ہے۔ اور وعید بھی ہے، کہ جنکے دل اللہ کے ذکر سے سخت پڑیں، انکے لئے گمراہی ہے۔ اور صحیح یہی ہے کہ اگر کسی کا دل سخت ہو، تو جان لو! وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بڑے عذاب میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی امان میں رکھے۔

حضرت سیدنا مالک ابن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کا سب سے سخت عذاب اس بندے پر ہے، جس کا دل سخت کر دیا گیا ہو۔ اور سب سے بڑا غضب اس قوم پر ہے، جن کے دلوں سے رحم نکال دیا جائے۔ (روح البیان)

۱۲۱/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ

میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

دل کی سختی کا علاج

حدیث نمبر ۱۵۹: سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی مناجات میں فرمایا: اے موسیٰ! (علیہ السلام) دنیا میں اپنی امیدیں لمبی مت کرو ورنہ تمہارا دل سخت ہو جائے گا۔ اور قلب قاسی (سخت دل) میری رحمت سے دور ہے۔ پھٹا پرانا لباس استعمال کرو، دل تر و تازہ رہے گا۔ اہل زمین سے پوشیدہ رہو، آسمان والوں میں شہرت ہوگی۔

روح البیان میں کسی مقام پر میں نے دیکھا، کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: لوگو! بیہودہ اور لغو کلام سے بچو، یہ دل کو سخت کرتا ہے۔ کشف الافشاء میں ہے، کہ گناہوں کی کثرت سے دل میں سختی پیدا ہوتی ہے۔ تعلیم المتعلم میں ایک جگہ بیان کیا ہے: بیہودہ لایعنی گفتگو سے رزق کی برکت جاتی رہتی ہے۔

دل کو سخت کرنے والی تین عادتیں

حدیث نمبر ۱۶۰: حدیث میں ہے:

تُوْرِثُ الْقَسْوَةَ فِي الْقَلْبِ ثَلٰثَةُ خِصَالٍ۔ (۱) حُبُّ الطَّعَامِ۔ (۲) حُبُّ النَّوْمِ (۳) حُبُّ الرَّاحَةِ۔ (روح البیان)

(تین عاداتِ بد دل میں سختی پیدا کرتی ہیں۔ (۱) ہر وقت کھانے پینے ہی میں دھیان لگا رہنا۔ (۲) سونے سے محبت۔ (۳) راحت و آرام کی طلب۔

پہلی بدعت

حدیث نمبر ۱۶۱: سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول کریم ﷺ کے وصال کے بعد سب سے پہلی بدعت جو اس امت میں پھیلی وہ پیٹ بھر کھانا کھانا۔

(مقدمۂ بشیر القاری وروح البیان)

حدیث نمبر ۱۶۲: سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے کھانے کو نماز اور ذکر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے پگھلاؤ۔

۱۲۲/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

کم کھانا: جسم وروح دونوں کے لئے نفع بخش

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے کبھی پیٹ بھر کھانا نہیں کھایا، (اس لئے) کبھی اس (کھانے) سے کوئی گناہ بھی سرزد نہ ہوا۔ حضرت سیدنا مرشدنا شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب بھی میں پیٹ کو کھانے سے خالی رکھتا ہوں، تو اپنے دل میں علم وحکمت کی کوئی نہ کوئی بات ضرور پاتا ہوں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے، کہ پیٹ بھر کھانا معصیت وگناہ کا سبب بھی ہے۔ اور حصولِ علم وحکمت میں رکاوٹ بھی۔

صفت وسنتِ انبیاء

حدیث نمبر ۱۶۳: ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک زیادہ افضل وپسندیدہ وہ شخص ہے، جو بھوکا اور بہت زیادہ غور وفکر کرنے والا

ہو۔ اور مبغوض و ناپسندیدہ وہ ہے، جو زیادہ کھانے پینے اور بہت سونے والا ہو۔ اے لوگو! کھاؤ اور پیو۔ لیکن پیٹ نہ بھرو۔ اسلئے کہ یہ (بھوکا رہنا) نبوّت کا ایک حصہ ہے۔

(روح البیان)

یعنی بھوکا رہنا یا نصف پیٹ کھانا یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی صفات عظیمہ اور عادات کریمہ میں سے ہے۔ شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہیں: ؎

باندازہ خور زاد ، اگر آدمے
چنیں پر شکم آدمی یا خُمے

اگر آدمی ہو، تو اندازہ اور حساب سے کھاؤ۔ پیٹ بھر کھاتے ہو۔۔۔ یہ تو بتاؤ آدمی ہو یا پانی کا مٹکا۔

ان تمام احادیث و اقوال سے ثابت ہوتا ہے، کہ اگر انسان طُوْلِ اَمَلْ (لمبی امیدوں) سے بچے، کثرت کلام اور کثرت طعام سے اجتناب کرے اور خداوند قدوس کی کتاب میں غور و فکر کرے، تو اسے نرمی و رقت قلب کی نعمت ایک نہ ایک دن حاصل ہو ہی جائیگی۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

۱۲۳/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ

اس آیت مبارکہ میں {اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ} سے مراد قرآن کریم ہے۔ کیوں کہ قرآن مجید ایسی کتاب ہے، کہ جس کے حسنِ کلام اور جمال نظم کی کوئی حد و انتہا نہیں۔ اور نہ ہی کوئی کلام اس کے معانی و مفاہیم اور معارف و حقائق کی ملاحت و کشش تک پہنچ سکتا

ہے۔ وہ اپنی فصاحت و بلاغت، اعجاز اور حق وصداقت میں احسن الکلام ہے۔ تمام انبیاء ومرسلین علیٰ نبینا وعلیہم الصلاۃ والتسلیم پر جو بھی نازل ہوا ان سب میں احسن وافضل ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۴: اس آیت کے شان نزول کے بارے میں صاحب روح البیان نقل فرماتے ہیں: ایک دن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے غمگین ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ ہمیں کوئی نئی بات سنائیے۔ یا یہ کہا: کہ کاش آپ ہمیں ایک عجیب وغریب بات سناتے، جو اللہ عزّوجلّ کی طرف سے ہوتی۔ جس سے ہمارے غم ٹلتے اور پریشانیاں دور ہوتیں۔ تو اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

قرآن ایک معجزہ

حاصل کلام یہ کہ قرآن کریم تمام کلاموں سے افضل ہے۔ اس میں پرانے زمانے کے قصے اور خبریں بھی ہیں، زمانۂ آئندہ کی پیشین گوئیاں بھی ۔۔۔ احکام و اوامر بھی ہیں، نواہی و زواجر بھی ۔۔۔ بشارات ووعود بھی ہیں، انذار ووعیدیں بھی ۔۔۔ مواعظ حسنہ بھی ہیں، عبرت ونصیحت آمیز امثال بھی ۔۔۔ علوم حاضرہ بھی ہیں اور علوم غیبیہ بھی ۔۔۔ اس کی ایک خاص صفت یہ بھی ہے، کہ بار بار تلاوت کرنے کے باوجود طبیعتیں اس سے اکتاتی نہیں۔ تلاوت کرنے والے ہر بار نئی لذت اور نئی رونق پاتے ہیں۔ اور غور وفکر کرنے والوں کے ذہن ودماغ اس سے ملولِ خاطر نہیں ہوتے ہیں۔ بخلاف کلام مخلوق کے، کہ اسکو دو تین بار پڑھنے سے ہی طبیعتیں اکتانے لگتی ہیں۔

فَلَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰی عَجَائِبُهَا
وَلَا تُسَامُ عَلَى الْاِكْثَارِ بِالسَّاٰمِ

اس کلام معجز کے محاسن وکمالات کو نہ گنا جا سکتا ہے اور نہ شمار کیا جا سکتا ہے۔ اس کی (آیتوں اور سورتوں کی) کثرت سے تلاوت کرنے کے باوجود اکتاہٹ پیدا نہیں ہوتی ہے۔ (قصیدۂ بردہ شریف)

۱۲۴/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

قرآن کریم کا عظیم معجزہ

تفسیر روح البیان میں مفردات کے حوالے سے بتایا گیا: کہ قرآن مجید کی سورتوں کو مثانی اس لئے بھی کہتے ہیں، کہ طویل زمانہ گزر جانے کے بعد بھی بار بار پڑھی جاتیں ہیں۔ اور کثرتِ تلاوت کے باوجود پرانی نہیں ہوتیں اور نہ ہی دوسری چیزوں کی طرح مٹتی ہیں۔

دل کانپ اٹھے

مولیٰ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت میں قرآن کریم کی احسنیت یعنی اس کے متشابہ و مثانی ہونے کے ذکر کے بعد ایمان والوں کے رونگٹے کھڑے ہونے کو بیان فرمایا۔ لفظ مثانی (جس کا معنی ہے: تکرار) سے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا، کہ اس کی تلاوت سے یہ کیفیت یہ سوز وگداز، اسکے ذکر پر رونا اور دلوں کا چین پانا اسی وقت ملے گا، جب اس کو بار بار پڑھا یا سنا جائے۔ صرف ایک بار پڑھ لینے سے یا جلسے میں ایک گھنٹہ خشک الفاظ سننے سے کچھ حاصل نہیں ہونے کا۔ کیونکہ انسانی طبیعت کا خاصہ ہے کہ وہ خوف وخشیّت اور پند و نصیحت کی باتوں سے گھبراتی ہے۔ ایسی باتوں میں اس کا جی بہت کم لگتا ہے۔ کبھی کبھی تو

یہ نفس ایسی باتوں کا انکار ہی کر بیٹھتا ہے۔ جب تک وعظ وتقریر یا پند ونصیحت کی تکرار نہ ہو، طبیعت کا میلان نہیں ہوتا۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ بار بار اپنے صحابہ کو اپنے پند ہائے عظیمہ سے سرفراز فرمایا کرتے تھے۔ تلاوت یا ذکراللہ (عَزَّوَجَلَّ) سے رونگٹے کھڑے ہونا یا رونا، یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کرنے کا ایک عظیم ذریعہ ہے۔

خوف وخشیت عظیم دولت

حدیث نمبر ۱۶۵: شہر ابن حوشب سے روایت ہے: حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وجد یعنی: خوف وخشیت مومن کے دل میں بڑی عظیم دولت ہے۔ کیا تم کسی وقت (اپنے دل میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا) خوف (اور اس خوف سے اپنے) جسم پر رونگٹے کھڑے ہونے کی کیفیت پاتے ہو؟ میں بولا: جی ہاں۔ تو انہوں نے فرمایا: اسی وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کیا کرو۔ اس لئے کہ خوف وخشیت کے وقت دعا مقبول ہوتی ہے۔ کیونکہ اس وقت دل عالم ملک سے عالم ملکوت اور عالم قدس کی طرف کھنچتا ہے۔

۱۲۵/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

خوف خدا

حدیث نمبر ۱۶۶: حضرت اُبَیّ ابن کعب سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جب کوئی مومن بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتا ہے اور اس کے خوف سے کانپ اٹھتا ہے، تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں، جیسے درخت کے سوکھے پتے۔

حدیث نمبر ۱۶۷: اور آپ نے فرمایا: جب کوئی مومن بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر

کرتا ہے اوراس کی آنکھیں خوف خدا سے بہہ اٹھتی ہیں، تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرما دیتا ہے۔ (الدر المنثور)

جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو خِلّتْ کی نعمت سے نوازا، توان کے دل میں ایسا خوف ڈال دیا، جس سے آپ کے دل کی دھڑکن کی آواز دور سے ایسے سنائی دیتی تھی، جیسا کہ ہوا میں پرندوں کے پروں کی پھڑ پھڑاہٹ سنی جاتی ہے۔

صحابۂ کرام کا حال

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر اور قرآن مجید کی تلاوت کر کے اپنے دلوں میں چین وسکون محسوس کرتے تھے۔ کلام الٰہی سن کر پہلے ان کے رونگٹے کھڑے ہوتے، پھران کے دل نرم پڑتے اور پھر مطمئن ہو جاتے۔ اسی ترتیب سے اس آیت میں بیان کیا گیا۔ صحابہ کا حال آج کل کے کھانے اور گانے میں مست جاہل صوفیوں کی طرح نہ تھا۔ آج کے صوفی اناڑی کی سی بندوق بھر کر طبلہ اور سارنگی پر ناچ کود کر غشی کھا کر گرتے ہیں، اور پھر اپنے مریدوں میں اس بدعتِ سیئہ کو وِجدان وروحانیت سے تعبیر کر کے انہیں اُلّو بناتے ہیں۔

۱۲۶/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

شیطان کی چال اور اس کا پھندا

حدیث نمبر ۱۶۸: سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما عراق کے ایک ایسے آدمی کے پاس سے گذرے جو بے ہوش پڑا تھا۔ آپ نے پوچھا: اس کو کیا ہوا؟ لوگوں نے

بتایا: جب یہ قرآن کریم یا ذکر اللہ عَزَّوَجَلَّ سنتا ہے، تو غشی کھا کر گر جاتا ہے۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے بہت ڈرتے ہیں، لیکن ان کا تو یہ حال اور طریقہ نہیں۔ (یعنی: وہ قرآن کی تلاوت اور ذکر کو سن کر کبھی نہ گرے۔) یہ شیطان (کا پھندا) ہے۔ وہ اِس کے پیٹ میں داخل ہو کر یہ حرکتیں کراتا ہے۔ (روح المعانی، روح البیان)

حضرت امام مصروف فرماتے ہیں: خوف امید سے پہلے ہے۔ (جیسا کہ اس آیت میں بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے۔) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جنت ودوزخ کو پیدا فرمایا، لیکن جنت میں داخل ہونا دوزخ کو یاد کرنے کے بعد ہی ہوگا۔ اس لئے بندے کے دل میں پہلے خدا کا خوف پیدا ہونا چاہئے، پھر اس کی رحمتوں سے امیدیں وابستہ کرنا چاہئے۔

حکایت

عبداللہ شامی فرماتے ہیں: میں حضرت طاؤس کے بیٹے کے توسط سے ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو حضرت طاؤس نے مجھ سے فرمایا: کیا تم یہ بات پسند کرو گے؟ کہ میں تمہارے سامنے توریت، انجیل، زبور اور قرآن کریم کی کل تعلیمات کا نچوڑ اور خلاصہ پیش کروں۔ میں نے کہا: جی ہاں۔ تو حضرت طاؤس نے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو اتنا ڈرو کہ تمہارے دل میں اس سے زیادہ کسی کا خوف نہ رہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اتنی شدید امیدیں رکھو، جو اس کے خوف سے زیادہ ہوں۔ اور اپنے بھائی کے لئے وہ پسند کرو، جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ (حیات الحیوان)

۱۲۷ ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

الآیۃ الثامنۃ

{قُلْ اِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ اَنَابَ۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ-}۔ (الرعد)

ترجمہ: اے پیارے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ فرمایئے: بیشک اللہ (عَزَّوَجَلَّ) جسے چاہے گمراہ کردے۔ اپنی راہ اسے دیتا ہے، جو اس کی طرف رجوع لائے، (اپنی راہ اسے دکھائے جو اس کی طرف رجوع کرے اور مائل ہونا چاہے) وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے چین پاتے ہیں، سن لو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔

توضیح وتشریح

اس آیت مبارکہ میں اہل سنت وجماعت کے مذہب کی صاف وضاحت ہوتی ہے کہ ہدایت وگمراہی اور خیر وشر کا خالق اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے۔ لیکن مقام بندگی یہ ہے، کہ انسان ہدایت وخیر کی نسبت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف کرے اور ضلالت وشر کی نسبت اپنے نفس اور شیطان کی طرف۔ اس آیت مبارکہ میں ذکر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سے مراد قرآن کریم کی تلاوت یا اسماءِ الٰہیہ کا ورد ہے۔ جو ایمان والے ہیں، یقیناً ان کے دل اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے آرام پاتے ہیں۔ کیونکہ ان کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کلام اور اس کی ذات سے محبت ہے۔ اور اگر جس کو جس سے محبت ہوتی ہے، وہ اسی کے ذکر سے یا اس کا نام سنکر ہی اُنس وسکون پاتا ہے۔ اس لئے مومن مخلص بندے اپنے مولیٰ تعالیٰ کے ذکر سے خوش ہوتے ہیں اور ان کے دل چین پاتے ہیں۔

بخلاف کافر کے، کہ وہ دنیا اور دنیا کے مال و دولت کو پا کر یا دولت کے چرچے سن کر خوش ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کو دنیا ہی سے محبت ہے اور دنیا ہی کی طرف انکا جھکاؤ بھی ہے۔ اسی لئے وہ دنیا کے چرچوں سے خوش ہوتے ہیں۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے ان کے دل مرجھا جاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود کافروں کی باطنی خصلات رذیلہ کو اپنے کلامِ مُعجز میں یوں بیان فرما رہا ہے۔

{وَاِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَحْدَہُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ۔ وَاِذَا ذُکِرَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِہٖ اِذَا ھُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ۔} (پ:۲۴، الزمر:۴۵)

ترجمہ: جب اللہ وحدہٗ لاشریک کا ذکر کیا جاتا ہے، تو جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے، ان کے دل مرجاتے ہیں۔ اور جب غیر اللہ (یعنی دنیا اور اس کی دولت) کا چرچا ہو تو خوش ہوتے ہیں۔ (روح البیان)

۱۲۸ ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

دل چار قسم کے ہوتے ہیں

تمام انسانوں کو دیکھو، تو جسم و قالب میں یکساں نظر آئیں گے۔ لیکن انسان کا جوہر اصلی۔۔۔۔۔جو کہ دل ہے۔۔۔۔۔وہ چار قسم کا ہوتا ہے۔

(۱) قلب قاسی (۲) قلب ناسی (۳) قلب مشتاق (۴) قلب وجدانی و روحانی۔

(۱) قلب قاسی: (کھوٹا اور پتھر دل) یہ کافروں اور منافقوں کے سینے میں ہوتا ہے۔ جو صرف دنیا اور اس کی خواہشات کو پا کر خوش ہوتے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ و نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام پر ان کے چہرے بگڑ جاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ خود ارشاد فرماتا ہے:

{رَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ اطْمَاَنُّوْا بِهَا۔} (پ:۱۱، یونس:۷)

ترجمہ: وہ دنیا کی زندگی سے بہت خوش اور اس کو پا کر مطمئن ہیں۔

(۲) قلب ناسی: یہ گناہگار مسلمان کے سینے میں ہوتا ہے۔ وہ اگر دل سے توبہ کر لے، تو جنت اور سکون پاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

{فَتَابَ وَهَدٰى}۔ ترجمہ: جس کی توبہ قبول کر کے اس کو ہدایت دی۔

(۳) قلب مشتاق: یہ مطیع وفرمانبردار بندے کا دل ہوتا ہے۔ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر ہی سے خوشی واطمینان پاتا ہے۔ جیسا کہ اس آیت مذکورہ میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسی نکتہ کی طرف اشارہ فرمایا۔

(۴) قلب وجدانی وروحانی: یہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام کے نورانی سینوں میں ہوتا ہے۔ ان کا چین وقرار ذات الٰہی اور اس کی صفات سے ہی ہے۔ (روح البیان)

۱۲۹/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

ذکر خدا اور مال غنیمت

حدیث نمبر ۱۶۹: ایک مرتبہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجد کی جانب لشکر بھیجا۔ تو وہ کفار سے لڑے اور بہت جلد کافی مال غنیمت لے کر واپس ہوئے۔ ایک صاحب بولے یہ لوگ تو بہت اچھے ہیں، مال غنیمت بھی خوب لائے اور لوٹے بھی جلدی۔ (محنت کم نفع زیادہ) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں ان سے بہتر واعلیٰ جماعت نہ بتادوں؟ (انہوں نے عرض کی کیوں نہیں؟) تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ

صبح کی نماز میں حاضر ہوتے ہیں اور نماز کے بعد بیٹھ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر میں مشغول ہوجاتے ہیں، یہاں تک کہ سورج طلوع ہوجاتا ہے، وہ لوگ اِن سے افضل ہیں۔

حلقۂ ذکر کی عظمت

حدیث نمبر ۱۷۰: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک دن صحابہ کی ایسی جماعت کے پاس تشریف لائے، جو حلقہ بنائے ہوئے بیٹھے تھے۔ تو آپ نے ان سے فرمایا: تم لوگ اس طرح حلقہ بنا کر کیوں بیٹھے ہو؟ تو ان حضرات نے عرض کی: ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر اور اس کی حمد میں مشغول ہیں۔ اور اس بات کا شکر ادا کر رہے ہیں، کہ اس نے ہمیں اسلام جیسی اعلیٰ نعمت عطا فرمائی۔ تو آپ نے فرمایا: قسم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی! کیا تم صرف اسی لئے بیٹھے ہو؟ ان حضرات نے عرض کی: قسم خدا کی ہم صرف اسی لئے بیٹھے ہیں: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُھْمَۃً۔ وَلٰکِنْ اَتَانِیْ جِبْرَائِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ: اِنَّ اللہَ یُبَاھِیْ بِکُمُ الْمَلٰئِکَۃَ۔ (یعنی: میں نے تم سے قسم کسی تہمت یا بدگمانی کی بنا پر نہ لی۔ بلکہ ابھی ابھی جبرئیل میرے پاس حاضر ہوئے اور انہوں نے بتایا: کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں (حلقۂ ذکر کی حالت میں دیکھ کر) فرشتوں کے سامنے فخر ومباہات فرمارہا ہے۔

۱۳۰/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

ذکرِ خدا کی برکت

حضرت شیخ ابوالعباس احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص روزانہ صبح کو ایک ہزار

مرتبہ کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ کا ورد کریگا، اللہ تبارک وتعالیٰ اس کیلئے غیب سے رزق کے اسباب مہیا کر دے گا۔ اور وہ روزی کے سلسلے میں خوشحال رہے گا۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الذَّاکِرِیْنَ بُکْرَۃً وَّعَشِیًّا۔

عمل دوم

جو شخص سونے سے پہلے باوضو کلمۂ توحید "لا الہ الا اللہ" کا ایک ہزار مرتبہ ورد کر کے سوئے گا تو اس کی روح عرش الٰہی کی سیر کریگی اور اسی عالَم کی غذا اس کو عطا کی جائے گی۔

اس لئے میرے دینی اسلامی بھائیو! کسی کامل صاحب معرفت سے ذکر کا طریقہ اور اس کی اجازت حاصل کرو۔ جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی کریم ﷺ سے، تابعین صحابہ سے اور تبع تابعین تابعین سے سلسلہ بسلسلہ، قرناً بعد قرنٍ، شیخاً بعد شیخٍ اجازت وتلقین کے طریقے سیکھتے چلے آئے۔ اللہ تعالیٰ بزرگوں کی برکت سے اس طریقۂ ذکر کے ذریعہ ایک نہ ایک دن ہمارے تاریک دل روشن فرما دے گا۔ "ان شاء اللہ"۔ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دِلَت آئینۂ خدا نما است　　روئے آئینہ تو تیرہ چرا است

صیقل آں اگر نے آگاہ　　نیست جز لا الہ الا اللہ

جب تیرا دل آئینۂ خدا نما ہے، تو تیرا آئینۂ دل اندھیرے اور تاریکی سے کیوں گھرا ہوا ہے۔ تو اگر نہیں جانتا ہے کہ اس کو روشن کرنے والی صیقل کیا ہے؟ (تو میں بتا دوں، کہ) دل کو روشن کرنے والی صیقل صرف لا الہ الا اللہ ہے۔

۱۳۱/ **ویں مجلس**: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

الآیۃ التاسعۃ

{اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ۔ وَلَا یَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ۔ وَ كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ہ}

ترجمہ: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا؟ کہ ان کے دل جھک جائیں، اللہ کی یاد اور اس حق کے لئے جو اترا۔ اور ان جیسے نہ ہوں (یعنی یہود و نصاریٰ کے طریقے اختیار نہ کریں) جن کو پہلے کتاب دی گئی، پھر ان پر مدّت دراز ہوئی، تو ان کے دل سخت ہو گئے (کہ خدا کی یاد کے لئے نرم نہ ہوئے، بلکہ دنیا کی طرف مائل ہو گئے اور وعظ و نصیحت سے اعراض کیا) اور ان میں بہت فاسق ہیں (اور دین سے خارج ہیں۔) (الحدید)

شانِ نزول

حدیث ۱۷۱: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک دن کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے، تو مسلمانوں کو دیکھا کہ آپس میں ہنس رہے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: تم ہنستے ہو؟ حالانکہ ابھی تمہارے پاس تمہارے مالک کی طرف سے امان اور بخشش کا پروانہ نہیں آیا۔ تمہارے اس طرح سے ہنسنے پر ابھی یہ آیت نازل ہوئی:

{اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ}

صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اس ہنسی کا کفارہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تَبْكُوْنَ قَدْرَ مَا ضَحِكْتُمْ۔ (اتنا روؤ جتنا ہنسے۔)

حدیث ۱۷۲: حضرت امام قتادہ رضی اللہ عنہ اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ ہم سے شداد ابن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا: کہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَوَّلُ مَا یُرْفَعُ مِنَ النَّاسِ الْخُشُوْعُ (سب سے پہلی چیز جو لوگوں سے اٹھالی جائے گی، وہ خوف وخشیت ہے)(الدر المنثور)

آیت کا مطلب

اس آیت میں ذکر اللہ سے مراد قرآن ہے۔ اور خشوع بالقرآن کا مطلب یہ ہے، کہ: بندہ قرآن کے اوامر ونواہی کا مطیع وفرماں بردار ہوجائے اور بلا کسی سستی وکاہلی کے قرآن مجید کے احکام پر عمل کو مستعد وتیار رہے۔

حدیث ۱۷۳: ابن منذر نے تخریج کی ہے، کہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرماتے تھے، تو دھاڑیں مار مار کر روتے۔ اور کہتے تھے "بلیٰ یا ربی بلیٰ یا ربی"، (اے میرے رب! ہاں میرا دل جھکا ہے۔۔۔ میرا دل جھکا ہے۔)

۱۳۲/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّم

صحابہ کی تلاوت

حضرت امام حسن بصری فرماتے ہیں: صحابہ کرام توتم سے کم قرآن تلاوت فرماتے تھے، توتم اپنی لمبی لمبی تلاوتوں میں غور کرو اور جو فسق وفجور تم میں ظاہر ہوا ہے، اسکو بھی دیکھو۔ (روح البیان)

صحابہ، تابعین اور اولیاء کاملین بظاہر تو تلاوت کم سے کم کیا کرتے تھے، لیکن انکے دل قرآن کے معانی ومعارف سے لرز جاتے تھے۔ حقیقت میں خشوع دل کی ''کیفیت رقیقہ'' کا نام ہے۔ جب انسان کا دل رقیق اور نرم ہوتا ہے، تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ڈر کیلئے جھکتا ہے۔ پھر انسان کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ڈر سے اس قدر لذت حاصل ہوتی ہے، کہ اسکے نزدیک ڈر کی لذت کے مقابلے میں ساری لذتیں ہیچ ہو جاتی ہیں۔

حدیث ۱۷۴: حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اِسْتَعِذُ بَاللّٰہِ مِنْ خُشُوْعِ النِّفَاقِ۔ قِیْلَ وَمَا خُشُوْعُ النِّفَاقِ؟ قَالَ: اَنْ تَرَی الْجَسَدَ خَاشِعاً وَالْقَلْبُ لَیْسَ بِخَاشِعٍ۔

یعنی: خشوعِ نفاق سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگو۔ کہا گیا: وہ ''خشوع نفاق'' کیا چیز ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جسم اور اعضا تو کانپتے ہوں لیکن انسان کا دل نہ کانپتا ہو۔

(روح البیان)

اصل خشوع تو یہی ہے، کہ: جب انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو دیکھے اور یاد کرے تو اس میں سوز وگداز اور لچک وجھکاؤ پیدا ہو۔ اور خدا کا عذاب اور اسکی گرفت کو یاد کرے اور اپنے گناہ کو دیکھے تو اس کا دل لرز جائے۔ اور اسی کا نام بندگی ہے۔

بندہ بن کر خود کو دیکھو

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر کے علاوہ بیہودہ اور لغو کلام زیادہ نہ کرو، ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔ کیونکہ سخت دل انسان اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دور ہو جاتا ہے۔ مالک اور آقا بن کر دوسروں کے گناہوں پر نظر مت ڈالو۔ بلکہ عاجز بندہ بن کر اپنے گناہوں پر نظر کرو۔ کیونکہ انسان تو دو ہی قسم کے ہونگے۔ یا تو مبتلاءِ گناہ وعذاب۔۔۔ یا معافی شدہ۔ تو اہل بلا پر رحم کھاؤ اور عافیت پر

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد کرو۔ (اگر تم صاحب عافیت ہو۔) (روح البیان)

۱۳۳۳رویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

الآیۃ العاشرہ

{وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَہٗ شَیْطٰنًا فَھُوَ لَہٗ قَرِیْنٌ}

(پ ۲۵ / الزخرف / آیت ۳۶)

ترجمہ: اور جو شخص رحمن کے ذکر سے آنکھیں بند کرے، ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ ان لوگوں کی سزا بتانا چاہتا ہے، جو اللہ رحمن کے ذکر یا قرآنی احکام سے روگردانی کرتے ہیں۔ منہ پھیر کر بھاگتے ہیں...... دنیا کی ظاہری زیب وزینت میں مشغولیت کی وجہ سے یا فانی خواہشات میں پھنس کر...... کہ ان پر ہم شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں۔ اسکا ہمنشیں اور ساتھی بنا دیتے ہیں۔ پھر وہ شیطان اس سے کسی وقت جدا نہیں ہوتا ہے۔ ہمیشہ اس کے دل میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے، ہر وقت اس کے دل و دماغ میں گمراہی کو ہدایت اور غلط کو صحیح اور برائی کو بھلائی بنا کے دکھاتا رہتا ہے...... اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی پناہ میں رکھے۔

عذاب کا وبال

حدیث ۱۷۵: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ جس بندے کو عذاب دینا چاہتا ہے، تو اس کی موت سے ایک سال پہلے اس پر شیطان مسلط

کر دیتا ہے۔ پھر اسے ہر نیک اور بھلا کام برا معلوم ہوتا ہے۔ اس سے وہ گھبراتا اور بھاگتا ہے۔ اسی لئے وہ نیکی سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور ہر گناہ و برائی حسین و بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اسی لئے وہ دل کھول کر اس میں مست و مگن ہو کر لگ جاتا ہے۔ (روح البیان)

پھر اس انسان پر کسی طرح کی کوئی نصیحت اور تقریر مؤثر نہیں ہوتی ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے ذکر میں ہمیں لذت عطا فرمائے۔ اور شیطان کے وسوسوں اور تسلط سے ہماری حفاظت فرمائے۔

۱۳۴ / ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

شیطان اور ہمزاد کافر

انسان کی غفلت کی بنیاد پر جو شیطان اس پر مسلط کیا جاتا ہے، وہ اس ہمزاد کافر کے علاوہ ہے جو انسان کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

حدیث ۱۷۶: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک جن ساتھی اور ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے جو ہر ایک پر مقرر کر دیا جاتا ہے۔

حدیث ۱۷۷: سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ: مَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلاَّ وَقَدْ وَکَّلَ اللہُ بِہٖ قَرِیْنَہٗ مِنَ الْجِنِّ۔ قَالُوْا: وَاِیَّاکَ؟ یَارَسُوْلَ اللہِ! قَالَ: وَاِیَّایَ۔ اِلَّا اَنَّ اللہَ اَعَانَنِیْ عَلَیْہِ۔ فَاَسْلَمَ فَلَا یَاْمُرُنِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ۔ (مسلم۔ الدر المنثور)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب ﷺ فرماتے ہیں: تم میں سے کوئی ایسا نہیں، جس کے ساتھ جن ساتھی (کافر ہمزاد) مقرر نہ کیا گیا ہو۔ تو صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ!

آپ کے ساتھ بھی؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمادی ہے اور وہ مسلمان ہوگیا ہے۔ اب وہ مجھے صرف بھلائی کا ہی حکم دیتا ہے۔

اب ایک تو وہ شیطان جو ہمارے ساتھ پیدا کر کے ہمارے پیچھے لگا دیا گیا۔ جو کسی وقت ہم سے جدا نہیں ہوتا۔ اور ایک وہ جو ہماری غفلت اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے دوری کی بنیاد پر ہم پر مسلط کیا گیا۔ یہ ہماری دوریاں اور آخرت برباد کرنے کے لئے کھلے ہوئے ہیں۔ اس آیت مبارکہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ: ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتے رہیں اور شب و روز اسکو یاد رکھیں۔ تو یقیناً شیطان کبھی ہمارے قریب بھی نہ پھٹکے گا۔ ان شاء اللہُ

حرزِ جاں ذکر الٰہی کیجئے

ایک بزرگ فرماتے ہیں جو انسان اللہ عَزَّوَجَلَّ کو بھلا دیتا ہے، اسکے تصور کو یکسر فراموش کر دیتا ہے، ہر وقت اپنی خواہشات نفسانیہ کو پورا کرنے کی دھن میں لگا رہتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے بالکل شرم و حیا نہیں کرتا ہے، تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتا ہے۔ پھر وہ پل پل اور ہر سانس برے وسوسے اسکے دل میں ڈالتا رہتا ہے۔ اور اس انسان کے نفس کو خواہشات نفسانیہ اور دنیا کا طالب بنا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ علم والوں کے علم پر اور عقل والوں کی عقل پر غالب آجاتا ہے۔

۱۳۵/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

شہوت و خواہش کا وبال

اسی نکتے کی طرف ایک مقام پر سیدنا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے اشارہ

فرمایا ہے۔

حدیث ۱۷۸: آپ فرماتے ہیں: شہوت وخواہش اور غضب وغصہ انسان کے علم وعقل پر غالب آجاتے ہیں۔ (روح البیان)

یہ حقیقت ہے آپ خود روزمرّہ کی زندگی میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ جب شہوت و غصہ اپنا حملہ کرتے ہیں، تو بڑے بڑے علم و ہنر اور عقل و دانش کے مالک شکست کھا جاتے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی امان میں رکھے۔ لیکن جو قرآن وسنت کی مکمل متابعت کرتا ہے اور صالحین کی صحبت کو اختیار کرتا ہے، وہ انکے غلبے سے اور نفس امارہ۔ جو سب سے سخت شیطان ہے۔ کی چالوں سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ انسان جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کو بھول جاتا ہے، تب شیطان اسکے قریب آتا ہے۔ لیکن اگر وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کو یاد کرے، تو پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا جلیس اور اسکے قریب ہوتا ہے۔ اور شیطان کا اس کے قریب سے بھی گزر نہیں ہوتا ہے۔ مسلط اور غالب ہونا تو دور کی بات ہے۔

حدیث ۱۷۹: اللہ عَزَّوَجَلَّ خود ارشاد فرماتا ہے: اَنَا جَلِیۡسُ مَنۡ ذَکَرَنِیۡ (جس نے مجھے یاد کیا، میں اسکا جلیس وہمنشیں ہوں۔)

دنیا وآخرت کا ساتھی

حدیث ۱۸۰: سیدنا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ: قیامت کے دن جب کوئی کافر مشرک اپنی قبر سے اٹھے گا، تو شیطان اسکے ساتھ کردیا جائے گا۔ جو ایک منٹ کے لئے بھی اس سے جدا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اس دن اسے دوزخ میں لیجائے گا۔ جیسا کہ فرشتہ مومن کے ساتھ ہر وقت رہیگا، یہاں تک کہ جنت میں بھی وہ اس کے ساتھ ہوگا۔

نتیجہ اور خلاصہ یہ ہے کہ: شیطان کافر کا دنیا وآخرت کا ساتھی ہے۔ اور فرشتہ ایمان

والوں کا دنیا وآخرت کا ساتھی ہے۔اے عقل والو! اب تم دیکھو کس کو اپنا ساتھی بنا رہے ہو؟

۱۳۶/ ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

الآیۃ الحادیۃ عشر

{یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ه}۔۔۔ (المنافقون)

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ عزَّوَجَلَّ کے ذکر سے غافل نہ کریں اور جو ایسا کرے، تو وہی لوگ نقصان میں ہیں۔

یہ آیت مبارکہ ان لوگوں کے لئے عبرت کا کوڑا ہے، جو شب و روز اپنے دنیوی معاملات کے اہتمام اور فکر معاش میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اور ڈوبے بھی ایسے کہ اس مولیٰ کو بھلا دیا، جس نے صحت وتندرستی جیسی عظیم نعمت اور علم وعقل جیسی عظیم دولت عطا فرمائی۔ ذکر وتلاوت تو بہت دور کی بات ہے، انکی ملازمت وتجارت نے نماز جیسے عظیم فریضہ سے غافل کر دیا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ غافلوں کو متنبہ کرنا چاہتا ہے، کہ: تم اپنے مال واولاد میں ایسے مشغول مت ہو جانا کہ اپنے خالق ومولیٰ ہی کو بھلا دو۔

خدا کو یاد کرنے کے طریقے

مولیٰ تعالیٰ کو یاد کرنے کے تین طریقے ہیں:

(۱) ذکر بالقلب: اللہ عزَّوَجَلَّ کے ذکر اور خوف وخشیت کا ہر وقت دل پر حاوی رہنا۔۔۔۔۔ اللہ عزَّوَجَلَّ سے ڈرنا بھی ذکر اللہ (عزَّوَجَلَّ) ہی ہے۔

(۲) ذکر باللسان: تلاوت قرآن پاک کرنا۔ لاالہ الااللہ، سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر، ہر وقت ورد زبان رہنا، علم دین سیکھنا سکھانا۔

(۳) ذکر بالبدن: رکوع وسجود، قیام وقعود، نماز اور روزہ کے ذریعہ۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں مومن بنایا۔۔۔ ایمان جیسی عظیم دولت ہمیں عطا فرمائی۔ تو اب اس کا تقاضہ یہی ہے، کہ: ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی سے محبت ودوستی کریں۔ اور اس کی محبت ودوستی فانی دنیا کی ہر چیز پر غالب ہو۔ ارے محبت کا تقاضا تو یہ ہے، کہ: دنیا کی تمام دولتیں اور آخرت کی تمام نعمتیں اگر کسی عاشق پر پیش کی جائیں، تو اس کو چاہئے کہ ان میں سے کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھے۔ عاشق صادق کی دل کی آواز تو یہ ہوتی ہے۔

چشمِ دل از نعیم دو عالم بہ بستہ ایم مقصود دمازِ دنیا و عقبیٰ توئی وبس

اے میرے مولیٰ! ہم نے دونوں جہاں کی نعمتوں سے اپنی آنکھیں میچ لی ہیں۔ ہماری دنیا وعقبیٰ کی زیست کا مقصود تو اور تیری رضا ہے، اور بس۔

۱۳۷/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

غافل کرنے والی دولت

حدیث ۱۸۱: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ہر نئے دن کے سورج کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں۔ یہ دونوں فرشتے اعلان کرتے ہیں۔ اور انکے اس اعلان کو جنات وانسان کے علاوہ سب سنتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: اے لوگو! تم اپنے رب کی طرف بھاگو، دوڑو۔ وہ تھوڑا مال جو تمہاری زندگی کو کافی ہو اس بہت مال سے بہتر ہے، جو تمہیں تمہارے مولیٰ سے غافل کردے۔ (روح البیان)

اس آیت مبارکہ سے ہر مومن بندے کو عبرت ونصیحت حاصل کرنا چاہئے، کہ: کہیں اس کے اہل وعیال اور مال واولاد، مولیٰ کی یادوں کو دلوں سے غافل نہ کردے اور انکی محبت کہیں خالق سے دور نہ کردے۔ اور اگر ایسا ہے، تو یہ ایسی تجارت کی طرف لیجارہی ہے، جسکا انجام ونتیجہ گھاٹا اور نقصان ہے۔ حضرت امام سہیل تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تمہاری اولاد اور تمہارے مال تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرائض کو انکے وقتوں میں ادا کرنے سے غافل نہ کردے۔ اس لئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر اور اس کی عبادت سے جو شخص غافل ہوا دنیا کے عوارضات میں سے کوئی عارضہ اسکو درپیش ہوگا تو وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوجائے گا۔ (روح البیان)

غور کرو

اے میرے دینی بھائیو! اس سورۂ منافقون کی آخری آیات کو غور وفکر سے تلاوت کرو، اور تمہارے مولیٰ نے جو حکم دیا ہے اس پر چستی ومستعدی سے عمل شروع کردو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم خدا سے غافل ہو کر دنیا کے مال ودولت ہی میں پھنسے رہو اور اچانک موت کا فرشتہ موت کا پیام لیکر تمہارے پاس پہنچ جائے۔ اور اگر تم اس سے ایک لمحے کی مہلت طلب کروگے، تو وہ تمہیں ایک سکینڈ کی بھی مہلت نہ دیگا۔ تمہاری ساری تمنائیں اور ساری آرزوئیں خاک میں مل جائیں گی۔ کیونکہ خدا کا وعدہ ہے: { وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا } (پ:۲۸، المنافقون:۱۱)

ترجمہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی جان کو ایک لمحہ کی مہلت نہ دیگا۔ جب اس کا وقتِ اجل آجائے گا۔

۱۳۸ ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

زندگی غنیمت جانو

اگر آپ اپنے ایمان کے دعوے میں سچے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں، تو اس بات پر بھی یقین کر لیجئے کہ موت ضروری ہے۔۔۔ اس کا ایک وقت معین و مقدر ہے۔۔۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے مقرر فرمایا ہے، اس کی تاخیر ممکن نہیں۔ تو موت آنے سے پہلے اپنا انتظام کر لو۔۔۔ کسے معلوم انجام کیا ہوگا؟ جو بھی کرنا ہے، آج ہی کر لو۔

حدیث ۱۸۲: نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: جو مومن بندہ اپنی زندگی میں ایک درہم صدقہ وخیرات کرتا ہے، وہ ان سو درہموں سے بہتر ہے جو اس کے مرنے کے بعد خیرات کیئے جائیں۔ (مشکوٰۃ)

مطلب یہی ہے کہ آخرت کے لئے جو کرنا ہے وہ خود کرو، دوسروں کے بھروسے مت رہنا۔ کیونکہ اس میں دو نقصان ہیں۔ پہلا تو یہ کہ پتہ نہیں بعد والوں نے کچھ کیا یا نہیں؟ "نہیں" کی صورت میں تو نیّا ڈوب گئی۔ اور اگر کیا بھی تو بھی اس میں خسارہ ہی خسارہ ہے۔ کیونکہ اپنے ہاتھ سے صدقہ کیا ایک درہم، ان ۱۰۰ درہموں سے بہتر ہے جو مرنے کے بعد بعد والے آپ کے ایصال ثواب کے لئے کریں گے۔ حدیث شریف میں اسی چیز کی رغبت دلائی گئی ہے، کہ: جو کرنا ہے آج کرو۔۔۔ اور خود کرو۔

شہر خموشاں کے مکینوں کی خبر

حدیث ۱۸۳: حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ امیر المومنین سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ مدینہ منورہ کے قبرستان "جنت

البقیع" میں گئے، تو آپ نے قبروں کے سامنے کھڑے ہو کر بلند آواز سے فرمایا:
قبر والو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔۔۔کیا تم لوگ اپنی خبریں ہمیں سناؤ گے؟ یا ہم تم کو تمہاری خبریں سنائیں؟ تو قبروں سے جواب آیا: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔۔۔اے امیر المومنین! آپ ہی ہمیں بتایئے، ہماری موت کے بعد ہمارے گھروں میں کیا کیا ہوا؟ سیدنا مولیٰ علی نے فرمایا! اے شہر خموشاں کے مکینو! تمہارے بعد تمہارے گھروں کی خبر یہ ہے کہ: تمہاری بیویوں نے دوسرے لوگوں سے نکاح کر لیا، تمہارے مال و دولت کو تمہارے وارثوں نے آپس میں تقسیم کر لیا، تمہارے چھوٹے بچے در بدر پھر رہے ہیں۔ اور تمہارے اونچے اونچے محلوں میں تمہارے دشمن چین کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

اسکے بعد قبروں سے ایک دردناک آواز آئی: اے امیر المومنین! ہماری خبر یہ ہے کہ: ہمارے کفن پرانے ہو کر پھٹ چکے ہیں۔۔۔جو کچھ ہم نے دنیا میں اللہ کے لئے خرچ کیا، اسکو یہاں پالیا ہے۔۔۔اور جو ہم دنیا میں چھوڑ آئے، اس سے ہمیں گھاٹا ہی گھاٹا اٹھانا پڑا۔ **(کرامات صحابہ)**

۱۳۹/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

ایک لمحہ کی بھی چھوٹ نہیں (حکایت)

سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عبد اللہ مدنی کی روایت نقل فرماتے ہیں، کہ: بنی اسرائیل میں ایک شخص نے بہت سامال جمع کیا۔ جب موت کا فرشتہ سامنے آیا، تو اپنے بیٹوں سے کہا: میرا تمام مال میرے سامنے لاؤ۔ تو سارا سامان اس کے سامنے لایا

گیا۔ اس سب کو دیکھ کر وہ حسرت سے رو پڑا۔ تو حضرت ملک الموت نے اسے دیکھ کر فرمایا: کیوں روتے ہو؟ قسم ہے مجھے اس ذات کی! جس نے تجھے یہ مال و دولت عطا کیا، میں اس وقت تک تیرے گھر سے نہ نکلوں گا جب تک کہ تیری روح کو تیرے بدن سے جدا نہ کر دوں۔ اس نے عرض کی: تھوڑی سی مہلت ۔۔۔ تھوڑی سی مہلت ۔۔۔ تا کہ میں اپنا تمام مال راہ خدا میں خرچ کر دوں۔ تو ملک الموت نے فرمایا: افسوس! مہلت کا وقت تیرے ہاتھ سے جاتا رہا۔ اتنے دن تو کہاں رہا؟ اس سے پہلے تجھے خرچ کرنے کی مہلت و فرصت نہ ملی؟ اور آپ نے اسکی روح کو قبض فرمالیا۔ (روح البیان)

سچ فرمایا میرے مولیٰ نے {وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰہُ نَفْساً اِذَا جَآءَ اَجَلُھَا وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ بِّمَا تَعْمَلُوْنَ} ۔۔۔ لیکن انسان آرزوؤں اور تمناؤں کی دنیا میں گھرا ہوا یہ کہتے کہتے دنیا سے چلا جاتا ہے: اب کر لیں گے۔ تب کر لیں گے۔ نفس و شیطان اسے برابر ورغلاتے رہتے ہیں: فرصت کے وقت کر لینا، فرصت کے وقت کر لینا۔ اور اب نہ تب۔ اسی ٹال مٹول میں وہ اپنی ساری زندگی کا سودا گھاٹے ہی گھاٹے میں کر کے چلا جاتا ہے۔

بگذار جہاں را کہ جہان آں تو نیست ۔۔۔ وایں دم کہ ہمی زنی بفرمان تو نیست
گر مال جہاں جمع کنی شاد مشو ۔۔۔ گر تکیہ بجان کنی جانِ آں تو نیست

اے میرے دوست! دنیا کو چھوڑ! کیونکہ یہ دنیا تیری نہیں ہے۔ اور یہ سانسیں جو تو لے رہا ہے، یہ بھی تیرے قبضے میں نہیں۔ میرے عزیز! اگر تو پوری دنیا کا مال بھی جمع کر لے، پھر بھی خوش مت ہو۔ اگر تو اپنی جان و زندگی پر بھرسہ کرتا ہے، (تو سن لے) کہ وہ جان و زندگی بھی تیری نہیں۔ (کیونکہ وہ جس کی دی ہوئی ہے، وہ ایک نہ ایک دن واپس لے لیگا۔)

فصل



ذکر اللہ کی فضیلت احادیث کی روشنی

۱۴۰ /ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

ذکر کی فضیلت میں قرآن کریم کی گیارہ آیات کا بیان مکمل ہوا۔ اب ہم ذکر کے فضائل احادیث کی روشنی میں بیان کریں گے۔ حدیث کی ہزاروں کتابیں ہیں، اوران کتابوں میں ہزاروں حدیثیں ذکر کی فضیلت میں وارد ہیں۔ آپ حدیث کی مشہور کتابیں۔۔۔ بخاری۔۔۔ مسلم۔۔۔ ترمذی۔۔۔ ابو داؤد۔۔۔ ابن ماجہ۔۔۔ نسائی، جن کو صحاح ستّہ کہا جاتا ہے، انکو ہی دیکھ لیجئے، ہزاروں حدیثیں ذکر کے بیان میں ملیں گی۔ جن کی یہ کتاب محتمل نہیں۔ اور مجھ جیسا ناقص و بے علم ان سب کو بیان بھی نہیں کرسکتا۔ ہم یہاں ان میں سے صرف چند احادیث بیان کریں گے۔ ممکن ہے، آیات کی تفسیر میں بیان کردہ کوئی حدیث مکرر آجائے۔ لیکن موقع ومحل کے مناسب ہوگی۔

نورِ عرش

حدیث ۱۸۴: عَنْ اَبِیْ الْمُخَارِقِ رضی اللہ تعالیٰ عنہقال:قال النبی ﷺ:مَرَرْتُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ بِرَجُلٍ مُغَیَّبٍ فِیْ نُورِ الْعَرْشِ قُلْتُ:مَنْ ھٰذَا؟ أَھٰذَا مَلَکٌ؟قِیلَ: لَا۔ قُلْتُ:أَنَبِیٌّ؟ قِیلَ: لَا۔ قلْتُ:مَنْ ھُوَ؟ قِیلَ:ھٰذَا رَجُلٌ کَانَ فِی الدُّنْیَا لِسَانُہٗ رَطْبٌ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ، وَقَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ، وَلَمْ یَسْتَسِبَّ لِوَالِدَیْہِ۔ [رواہ ابن ابی الدنیا ھکذا مرسلا] (التّرغیب والترھیب،۲)

حضرت ابومخارق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں شب معراج ایک ایسے شخص کے پاس سے گذرا، جس کو عرش کے نور نے ڈھک لیا تھا۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ کیا یہ کوئی فرشتہ ہے؟ کہا گیا نہیں۔ میں نے کہا:

کیا یہ کوئی نبی ہیں؟ کہا گیا: نہیں۔ میں نے کہا: پھر کون ہے؟ تو بتایا گیا: یہ وہ شخص ہے جس کی زبان دنیا میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے تر رہتی تھی، جس کا دل مسجد میں لگا رہتا تھا اور جس نے نہ کبھی اپنے ماں باپ کی نافرمانی کی اور نہ انہیں کبھی برا کہا۔

حدیث ۱۸۵: سیدنا علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: اللہ تبارک وتعالیٰ ذاکرین اور تَالِیِینْ (قرآن کی تلاوت کرنے والوں) کو تلاوت و ذکر کے وقت اپنے خصوصی انوار وتجلیات سے نوازتا ہے۔

۱۴۱/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

چاند سے چہرے

حدیث ۱۸۶: سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ: رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن بہت سی ایسی قوموں کو اٹھائے گا، جن کے چہرے انوار وتجلیات سے چمکتے اور دمکتے ہونگے۔ انہیں خالص موتیوں سے سجے ہوئے منبروں پر بٹھایا جائیگا۔ لوگ (ان کو دیکھ) ان پر رشک کریں گے۔ حالانکہ وہ نہ نبی ہونگے نہ شہید۔ یہ سنتے ہی ایک اعرابی صحابی گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے، اور عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے کچھ (اعمال) واوصاف بیان فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں، جو آپس میں محض اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے محبت کرتے ہیں اگرچہ وہ مختلف شہروں مختلف ملکوں اور مختلف خاندانوں سے تعلق رکھتے ہو لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے جمع ہوتے رہتے ہوں۔

(الترغیب والترھیب ۲، نزہۃ المجالس)

یہ بات یقینی ہے کہ: جب انسان کا دل اور اس کا باطن گندگیوں سے پاک ہوتا ہے، تو اس کے باطن کی پاکیزگی کے آثار اس کے چہرے پر نمایاں ہوجایا کرتے ہیں۔ اور انسان کے باطن کو پاکیزہ بنانے اور چمکانے میں کوئی چیز ذکر الٰہی سے زیادہ مؤثر نہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

باطن کی صیقل

حدیث ۱۸۷: عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: آپ فرماتے ہیں: اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ صقالۃً وَاِنَّ صَقَالَۃَ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللہِ۔ (ہر شئے کے لئے کوئی نہ کوئی چیز صیقل اور چمکانے والی ہوتی ہے، اور بیشک دلوں کی صیقل اور چمک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے ہے۔)۔(التّرغیب والترھیب:۲)

ظاہر بات ہے کہ: انسان جب ذکر کریگا یا ذکر کی محفلوں میں بیٹھے گا، تو ذکر کی برکت سے اس کے گناہ چھٹیں گے۔۔۔اور جب گناہ چھٹیں گے، تو باطن چمکے گا۔۔۔ اور جب باطن چمکے گا، تو یقیناً بلا شبہ اس کا اثر چہرے پر نمایا ہوگا۔ جیسا کہ وہ لوگ جو صلوٰۃ اللیل (نماز تہجد) کے عادی ہیں، ان کے چہروں کی نورانیت و چمک انہیں عام لوگوں سے نمایاں کرتی ہے۔

۱۴۲/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

پہاڑ جتنے گناہ معاف

حدیث ۱۸۸: ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ: ایک انسان ذکر کی محفلوں میں

پہاڑوں جیسے گناہ لیکر آتا ہے، لیکن جب ذکر کی محفل سے فارغ ہو کر اٹھتا ہے، تو ذکر کی برکت سے اس کا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا ہے۔

یعنی اُدھر ذکر کی برکت سے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے گناہ بخش دیتا ہے اور اِدھر ذکر کی صیقل اس کے دل کی سیاہی کو چھانٹ دیتی ہے۔ اسی لئے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ذکر کی محفلوں کو جنتی باغ فرمایا ہے۔

حدیث ۱۸۹: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا۔ قِيْلَ: وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: حَلَقُ الذِّكْرِ۔

جب تم جنتی باغوں سے گذرو، تو وہاں سے کچھ پھل فروٹ چکھ لو۔ (کھالو) عرض کیا گیا: سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جنت کے باغات کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: وہ ذکر کی محفلیں ہیں۔

دس بُری مجلسوں کے گناہ معاف

یہ بات یقینی ہے کہ: ذاکرین وصالحین کی ذکر وفکر کی محفلوں میں بیٹھنا انسان کے بہت سے گناہوں اور گناہ کی صحبتوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ جَلَسَ مَجْلِساً يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيْهِ۔ كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْهُ عَشَرَةَ مَجَالِسَ السُّوْءِ۔

(جو کسی ایسی محفل میں بیٹھا جس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا کثرت سے ذکر کیا جائے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس ایک ذکر کی محفل کو دس بری محفلوں اور بری صحبتوں کا کفارہ بنا دیگا۔) [یعنی دس بری محفلوں کے گناہ مٹا دیگا۔] (نزہۃ المجالس)

سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایسی کوئی محفل نہیں، جس میں لوگ خدا کا ذکر کریں اور اس میں کوئی جنتی نہ ہو۔ اگر ان میں ایک بھی جنتی ہوگا، تو ایسا نہیں کہ اللہ غفور الرحیم اس جنتی کی دعا قبول نہ فرمائے۔ اور تمام حاضرین مجلس کو بخش نہ دے۔

یعنی اس ایک جنتی کی برکت سے سب کی دعا بھی قبول ہوتی ہے۔ اور سب کی بخشش بھی ہوتی ہے۔

۱۴۳ ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

کام کم اجر زیادہ

حدیث ۱۹۰: عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: قال رسول اللہ ﷺ: مَنْ عَجِزَ مِنْکُمْ عَنِ اللَّیْلِ اَنْ یُّکَابِدَہٗ، وَبَخِلَ بِالْمَالِ اَنْ یُّنْفِقَہٗ، وَ جَبُنَ عَنِ الْعَدُوِّ اَنْ یُّجَاھِدَہٗ، فَلْیُکْثِرْ ذِکْرَ اللّٰہِ۔ رواہ الطبرانی و البزاز

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: رسول کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: تم میں سے جو راتوں کے قیام کی مشقتوں سے عاجز ہو، مال میں بخل و کنجوسی کے سبب نفلی صدقات وخیرات نہ کر پاتا ہو اور بزدلی کی وجہ سے جہاد میں شرکت سے عاجز ہو، تو اس کو چاہئے کہ کثرت سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرے۔

(الترغیب والترہیب، ۲)

اس زمانے میں جو دیندار ہیں، وہ بھی زیادہ تر فرائض و واجبات پر ہی اکتفاء کرتے ہیں۔ اور خاص طور سے مالی عبادت میں۔ کہ اس میں زکوٰۃ و عُشر اور فطرہ وغیرہ پر ہی قناعت کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔ لیکن قربان جایئے، رحمت دو جہاں جان جاناں ﷺ کی رأفت و رحمت پر، کہ آپ نے ہر وہ کوتاہی جو نفلی عبادت میں ہوتی ہے، اس کا بدل و متبادل ہمیں عطا فرما دیا، کہ: اگر ہم چاہیں تو ذکر کی کثرت

سے اس کی تلافی کر سکتے ہیں۔اب ہمیں چاہئے کہ قلب کو شا کر اور زبان کو ذا کر بنالیں۔ تا کہ ہماری کوتاہیوں کی تلافی ہوتی رہے۔

حدیث ۱۹۱: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول کریم ﷺ نے فرمایا جسے چار چیزیں عطا کر دی گئیں اسے دنیا و آخرت کی بھلائی عطا کر دی گئی :(۱) قلب شا کر۔۔۔(۲) زبان ذا کر۔۔۔(۳) مصیبت و پریشانی میں جسم صابر۔۔۔(۴) وہ بیوی جو اپنے نفس اور شوہر کے مال میں خیانت نہ چاہے۔(یعنی اپنی زندگی کو عفت و پاکیزگی سے گذارے اور شوہر کے مال کو بے جا خرچ نہ کرے۔) ۔۔۔(سابق)

۱۴۴/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

اللہ کی رحمت کا سایہ پانے والے

حدیث ۱۹۲: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ،قال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَقُولُ: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ۔ (۱) اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ۔ (۲)وَالشَّابُّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ اللهِ۔(۳) رَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ۔(۴) رَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ اِجْتَمَعَا عَلٰى ذَالِكَ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ۔(۵) رَجُلٌ دَعَتْهُ اِمْرَأَةٌ ذَاتَ مَنْصَبٍ وَ جَمَالٍ، فَقَالَ اِنِّيْ اَخَافُ اللهَ۔(۶) رَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ۔(۷) رَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ۔ (بخاری شریف)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ: میں نے نبی کریم ﷺ سے

سنا، سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: سات لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ اس دن اپنے سایۂ رحمت میں رکھے گا جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا: (۱) عادل بادشاہ (۲) وہ نوجوان جس کی جوانی خدا کی عبادت میں گزری ہو۔ (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہے۔ (۴) وہ دو شخص جن میں اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کے واسطے محبت ہو، وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کے لئے جمع ہوں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کے لئے جدا ہوں۔ (۵) وہ شخص جس کو حسب ونسب والی مالدار عورت اپنی طرف بلائے اور وہ کہے کہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہوں۔ (۶) وہ شخص جو ایسے پوشیدہ طریقے سے صدقہ وخیرات کرے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ (۷) وہ شخص جس نے خلوت وتنہائی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کیا، تو اس کی آنکھیں بہہ نکلیں۔

۱۴۵/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

دل میں ہو یاد تیری گوشۂ تنہائی ہو

اس حدیث کا ساتواں جز ترجمۃ الباب سے خوب خوب مطابق ہے۔ خلوت و تنہائی میں اپنے مولیٰ کا ذکر وہی شخص کریگا، جس کا سینہ نورِ ایمان سے منور ہوگا اور خوف و خشیت سے لبریز ہوگا۔ ریاکاری اور دکھاوے سے بالکل پاک ہوگا۔ کیونکہ خدا کے خوف اور خدا کی محبت دونوں میں رونا آتا ہے۔ لیکن یہ ہوتا اسی وقت ہے، جب دل دنیا کی محبت سے خالی ہو۔ حدیث میں جو لفظ خالیاً ذکر کیا گیا ہے، غالبا اس میں اشارہ اسی طرف ہوگا کہ انسان کا دل خدا سے غافل کرنے والی چیزوں سے خالی اور صاف ہو۔ اگرچہ اس کا جسم بزم و بازار ہی میں کیوں نہ ہو۔ اور اگر مجمع ومحفل اور دنیا ومافیہا سے دور

ہو کر خدا اور سول (عزوجل و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یاد کرے، پھر تو کیا کہنا۔

دل میں ہو یاد تیری گوشۂ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجم آرائی ہو

(حسن رضا بریلوی برادر اوسط امام احمد رضا بریلوی)

ویسے انسان اگر غافلین کی مجلس میں خدا کا ذکر کرے، تو اس کی بھی حدیث میں بڑی تعریف آئی ہے۔

حدیث ۱۹۳: نزہۃ المجالس میں ایک حدیث منقول ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: غافلوں میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے، جیسے خشک درختوں میں سرسبز درخت۔ اور آگے فرماتے ہیں: اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے ذکر میں مشغول رہنے والے کو دنیا ہی میں اس کا جنتی ٹھکانا دکھا دیتا ہے۔

حدیث ۱۹۴: اور فرماتے ہیں: غافلین میں خدا کو ذکر کرنے والے ایسے ہیں، جیسے اندھیرے گھر میں روشن چراغ۔

۱۴۶/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

غافلوں کی محفل میں ذکر کا اجر وانعام

حدیث ۱۹۵: اور فرماتے ہیں: جو غافلوں کی محفل میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر میں لگا رہے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے تمام انسانوں اور تمام جانوروں کی تعداد کے برابر ثواب عطا فرمائے گا۔ اور جو بازار میں ہونے کے باوجود خدا کے ذکر میں مشغول رہے، تو اللہ تعالیٰ بروز قیامت اسے ہر ایک بال کے بدلے ثواب عطا فرمائے گا۔

حدیث مذکور کی تائید میں ایک اور حدیث بھی ملتی ہے:

حدیث ۱۹۶: نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئے، وہ اس وقت تک جہنم میں نہیں جاسکتا جب تک کہ دودھ تھنوں میں واپس نہ چلا جائے۔

ظاہر ہے کہ دودھ کا تھنوں میں واپس ہونا ناممکن۔تو مطلب یہ کہ جو خوف خدا سے روئے تو اس کا جہنم میں جانا بھی ناممکن سا ہے۔

جہنم حرام

حدیث ۱۹۷: ایک حدیث میں آتا ہے: دو آنکھوں پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ (۱) وہ آنکھ جو خدا کے خوف سے روئے۔(۲) وہ آنکھ جو اسلام و مسلمین کی حفاظت میں جاگے۔

اور انسان جب خدا کے خوف سے روتا ہے یا اس کا دل خدا کے خوف سے دھڑکتا ہے اور اس کی آنکھیں پر نم ہو جاتی ہیں، اس وقت وہ جو دعا کرتا ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ دعا قبول ہو جاتی ہے۔ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے: مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ میری کون سی دعا مقبول ہوتی ہے اور کون سی نہیں۔لوگوں نے پوچھا: یہ آپ کو کس طرح معلوم ہو جاتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جس دعا میں بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، دل دھڑکنے لگتا ہے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ میری یہ دعا قبول ہے۔

۱۴۷/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

اللہ ہر ذاکر بندے کا ہم نشیں

حدیث ۱۹۸: قَالَ مُوْسٰی: یَا رَبِّ اَقَرِیْبٌ اَنْتَ فَاُنَاجِیْكَ اَمْ بَعِیْدٌ فَاُنَادِیْكَ؟ فَاِنِّیْ اُحِسُّ حِسَّ صَوْتِكَ وَلَا اَرَاكَ. فَاَیْنَ اَنْتَ؟ فَقَالَ اللّٰهُ: اَنَا خَلْفَكَ وَ اَمَامَكَ وَعَنْ یَمِیْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ یَا مُوْسٰی! اَنَا جَلِیْسُ عَبْدِیْ حِیْنَ یَذْكُرُنِیْ. وَاَنَا مَعَهُ اِذَا دَعَانِیْ. (کنز العمال۱)

(ایک مرتبہ) سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا: اے میرے رب! اگر تو قریب ہو، تو میں تیرا ذکر خاموشی سے کروں؟ اور اگر دور ہو، تو تجھے زور زور سے پکاروں؟ بے شک میں تیرے کلام کو تو سنتا ہوں مگر تجھے دیکھتا نہیں ہوں۔ تو ہے کہاں؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (میرے جلوے، میری قدرت و رحمت اور میری عون و مدد) تمہارے آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں ہے۔ اور اے موسیٰ! سنو میں اپنے ہر اس بندے کا ہمنشیں ہوں، جو میرا ذکر کرتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب مجھے پکارتا ہے اور مجھ سے دعا کرتا ہے۔ (کنزل العمال،۱)

اللہ تبارک وتعالیٰ جسم وجسمانیات اور مکان ومکانیات سے پاک ہے۔ اور اتنے وسیع وکشادہ زمین وآسمان میں آنے اور سمانے سے پاک ہے۔ لیکن اس کی رحمت و رأفت کا عالم دیکھو کہ: وہ اپنے ذاکر بندے کا جلیس وہمنشیں ہونے کا اعلان کررہا ہے۔

در دلِ مومن بگنجم اے عجب　　گر مرا جوئی دریں دلہا طلب

تعجب ہے! کہ مومنِ کامل کے دل میں سما جاتا ہوں۔ اگر تجھے میری تلاش ہے تو مومنین کاملین کے دل میں مجھے تلاش کر۔ (مثنوی)

۱۴۸/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰہُ عَلَى النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

ذاکر خدا کا زندۂ جاوید ہوگیا

اصل بات یہ ہے کہ: ذاکر بندے کا دل زندہ ہوتا ہے۔ اور جو بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر نہیں کرتا، اس کا دل مرجاتا ہے۔ اسی لئے اولیاء کرام وصال فرمانے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کثرت اور اخلاص کے ساتھ کرنے والے کبھی مرتے نہیں ہیں۔

حدیث ۱۹۹: اسی لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَمَثَلُ الَّذِیْ لَا یَذْکُرُ رَبَّهٗ مِثْلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ۔ (جو شخص اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو شخص اس سے غافل ہے، اس کی مثال زندہ اور مردے کی سی ہے۔ (کہ ذاکر بندہ زندہ ہے، اور غافل مردہ۔) (بخاری شریف)

حدیث ۲۰۰: ایک حدیث میں آتا ہے: جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرتا ہے، اس کا دل نفاق و کینہ سے بری و پاک ہے۔

آگے بڑھنے والے کہاں ہیں؟

حدیث ۲۰۱: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک سفر سے واپسی ہورہی تھی۔ ایک مقام پر پہنچ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آگے بڑھنے والے کہاں ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: تیز چلنے والے آگے چلے گئے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ وہ آگے بڑھنے والے کہاں ہیں، جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کثرت و محبت سے کرتے ہیں؟ جو شخص یہ چاہے کہ جنت کی نعمتوں سے خوب خوب شادکام ہو تو اسے چاہئے کہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ ذکر کثرت سے کرے۔

صحیح بات بھی یہ ہے کہ جو شخص خوشی و مسرت کے وقت اپنے مولیٰ سے غافل نہیں

رہتا ہے، تو اسکا یہ ذکر دنیا میں دکھوں کے وقت کام آئیگا اور آخرت میں اعلیٰ سے اعلیٰ خوشیاں عطا کریگا۔

حدیث ۲۰۲: حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تم اپنی مسرتوں اور خوشیوں میں اپنے رب کو یاد کرو، وہ تمہیں مشقتوں اور تکلیفوں کے وقت آسانیاں پہونچائیگا۔

دکھ میں سمرن سب کریں سکھ میں کرے نہ کوئے
سکھ میں سمرن کریں دکھ کاہے کو ہوئے

۱۴۹/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اللہ کی پسندیدہ شئے

حدیث ۲۰۳: عَنْ اُمِّ اَنَسٍ رضی اللہ تعالی عنہا اَنَّھَا قَالَتْ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ! اَوْصِنِی۔ قَالَ: اُھْجُرِیْ الْمَعَاصِیَ، فَاِنَّھَا اَفْضَلُ الْھِجْرَۃِ۔ وَحَافِظِی عَلَی الْفَرَائِضِ، فَاِنَّھَا اَفْضَل الجھادِ۔ وَاَکْثِرِی مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ، فَاِنَّکِ لَا تَأْتِیْنَ اللّٰہَ بِشَیْئٍی اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ کَثْرَۃِ ذِکْرِہٖ۔ (الترغیب و الترھیب۲)

حضرت ام انس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، انہوں نے ایک دن رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: یا رسول اللہ! (ﷺ) مجھے کچھ وصیت ونصیحت کیجئے۔ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ گناہ ومعصیت کو چھوڑ دو، کہ معصیات کو چھوڑنا سب سے افضل ہجرت ہے۔ اور فرائض الٰہیہ کی حفاظت ونگرانی کرو، اسلئے کہ فرائض الٰہیہ کی پابندی سب سے اعلیٰ جہاد ہے۔ اور کثرت سے اپنے خدا کا ذکر کرو، اسلئے کہ

جب تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش ہوگی، تو تمہارا سب سے محبوب عمل اس کے نزدیک اس کے ذکر کی کثرت ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ مومن بندہ زبان سے جو بھی عبادت کرتا ہے، ان میں قرآن مجید کی تلاوت کے بعد سب سے افضل عبادت اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر ہے۔ اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے:

حدیث ۲۰۴: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک دن سوال کیا گیا: اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ (اعمال میں سب سے افضل کون سا عمل ہے؟) آپ نے ارشاد فرمایا: اَنْ تَمُوْتَ وَلِسَانُكَ رَطْبٌ بِذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ (یعنی: دنیا سے اس حال میں رخصت ہو کہ تمہاری زبان اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے تر ہو۔(اِحْيَاءُ الْعُلُوم)

حدیث ۲۰۵: ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: اگر صبح وشام آپ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر میں گزارے تو رات و دن آپ کے اس حال میں پورے ہونگے کہ آپ کا کوئی گناہ نہیں ہوگا۔(اِحْيَاءُ الْعُلُوم)

حدیث ۲۰۶: ایک روایت میں ہے کہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذاکر کے علاوہ ہر جان دنیا سے پیاسی نکلے گی۔

حدیث ۲۰۷: سیدنا معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جنتی جنت میں کسی چیز پر حسرت وافسوس نہیں کریں گے، مگر اس ساعت ولمحہ پر جو دنیا میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر کے بغیر گذرا۔(اِحْيَاءُ الْعُلُوم)

لہٰذا ہر مومن کو چاہئے کہ مکتوبات وفرائض الٰہیہ ادا کرنے کے بعد جہاں تک ہو سکے، اس کثرت سے اپنے مولیٰ کا ذکر کرے کہ لوگ دیوانہ کہنے لگیں۔

۱۵۰/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

حدیث دیوانہ

حدیث ۲۰۸: عَنْ ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ﷺ (کثرتِ ذکر کے سلسلے میں) فرماتے ہیں: اپنے مولیٰ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ لوگ دیوانہ کہنے لگیں۔

حدیث ۲۰۹: سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اپنے رب کو اس کثرت سے یاد کرو، کہ منافق اور بد باطن لوگ تمہیں ریاکار کہنے لگیں۔ **(الترغیب ۲)**

اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے، کہ: منافقوں اور نادانوں کے ریاکار کہنے سے کسی بھی مخلص بندے کو کوئی عبادت یا خدا کا ذکر ترک نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ اس میں زیادتی کر دے، اور اس کثرت سے ذکر کرے کہ لوگ دیوانہ سمجھ کر پیچھا چھوڑ دیں۔

حدیث ۲۱۰: سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، وہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کوئی ایسی عبادت فرض نہیں فرمائی، جس کی کوئی حد مقرر نہ کی ہو اور پھر اس کے عذر کو بھی قبول نہ فرمایا ہو۔ لیکن ذکر ایسی عبادت ہے کہ جس کی نہ کوئی حد مقرر فرمائی اور نہ عقل رہنے تک کسی کو معذور قرار دیا۔

فلاح و کامیابی کا راز

اس لئے ایک مومن بندے کو چاہئے کہ: وہ ہمہ دم اپنے مولیٰ کو یاد کرے۔ اور

اگر ہمیشہ نہ ہو سکے تو اکثر اوقات میں۔خاص طور سے صبح و شام اپنے مولیٰ کو یاد کرے۔کیونکہ آدمی کی فلاح اور کامیابی اسی میں پوشیدہ ہے۔اسی پوشیدہ راز کی طرف اللہ عَزَّوَجَلَّ اشارہ فرماتا ہے:{وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔}

(پ:۲۸، الجمعۃ:۱۰)

ترجمہ:اللہ عَزَّوَجَلَّ کو کثرت سے یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

آیت کا منشاء وخلاصہ یہی ہے کہ:اگر تم فلاح وکامیابی کی امید رکھتے ہو،تو کثرت سے ذکر کرو۔کیونکہ ذکر کی کثرت اس کی کنجی ہے۔اور ذکر بہت کرو،تھوڑا نہیں۔اکثر اوقات میں کرو،کبھی کبھی نہیں۔

۱۵۱/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)!پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

جنہیں دیکھ کر خدا یاد آجائے

حدیث ۲۱۱:ایک حدیث میں آیا ہے:بعض لوگ ذکر کی کنجیاں ہوتے ہیں۔جیسے ہی ان کی صورت دیکھی جاتی ہے،اللہ عَزَّوَجَلَّ یاد آجاتا ہے۔

اسی لئے صوفیا نے ولی کی معرفت کے بارے میں فرمایا،کہ:ولی وہ لوگ ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آجائے۔

حدیث ۲۱۲:ایک حدیث میں ہے:ان لوگوں کی صحبت وہمنشینی اختیار کرو،جن کے دیکھنے سے خدا یاد آئے،انکے علم وکلام سے تمہارے علم میں اضافہ ہواوران کے عمل وکردار سے تمہارے اندر آخرت کی رغبت پیدا ہو۔

اور یہ کیفیت انسان میں اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے،جب وہ کثرت سے ذکر کا

عادی ہو جائے۔ کیونکہ انسان جب کثرت سے خدا کا ذکر کریگا، تو اس کا دل شہوت و خواہشات کے ہجوم سے نجات پا کر صاف وشفاف ہوکر مولیٰ تعالیٰ کے جلووں کا مقام بن جاتا ہے۔ صوفیاء کے مقولے میں شاید یہی راز ہے۔ جو انہوں نے کہا، کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھ کر خدا یاد آ جائے۔ کیوں کہ اس کا دل مولیٰ کا مقام بن چکا ہے۔ اور شاید ذکر کو افضلِ عبادات اور تمام عبادات کا خلاصہ بھی اسی لئے کہا گیا ہے۔ اور اسلام کی اصل اور جڑ کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر بھی اسی لئے زور دیا گیا ہے، کہ اس کلمے کا ذکر عینِ عبادت ہے۔ اور عبادات اس ذکر کو مضبوط کرنے والی ہیں۔ اور تمہارے ذکر کا ثمرہ اور سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہے، کہ خدا تمہیں یاد کرتا ہے: {فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ}۔۔۔ (تم مجھے یاد کرو تا کہ میں تمہیں یاد کروں) ذکر کا اس سے بڑا ثمرہ اور ثواب کیا ہوسکتا ہے؟

جہاد سے افضل

حدیث ۲۱۳: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ کام نہ بتا دوں جو اللہ پاک کے نزدیک تمام کاموں میں بہتر اور مقبول ہے؟ اور تمہارے لئے بڑے ثواب کا ذریعہ؟ اور سونا چاندی صدقہ کرنے سے بہتر؟ اور خدا کے دشمنوں کے ساتھ اس طرح جہاد کرنے سے بہتر کہ وہ تمہاری گردنیں ماریں اور تم ان کی گردنیں مارو؟ جاں نثار صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ضرور ارشاد فرمائیں! وہ کیا کام ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ خدا کا ذکر ہے (**کیمیائے سعادت و تیسیر یسیر**)

۱۵۲/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

عقلمند کہاں ہیں؟

حدیث ۲۱۴: عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰه عنه قَالَ: قَالَ: رسول اللهﷺ يُنَادِیْ مُنَادٍ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ، اَيْنَ اُولُوا الْاَلْبَابُ؟ قَالُوْا اَیَّ اُوْلِی الْاَلْبَابِ تُرِيْدُ؟ قَالَ: {اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔} عُقِدَ لَهُمْ لِوَاءٌ فَاتَّبَعَ الْقَوْمُ لِوَاءَهُمْ وَقِيْلَ: لَهُمْ ادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ۔

(الدر المنثور، الترغیب والترھیب)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: بروز قیامت ایک منادی ندا دیگا، عقلمند کہاں ہیں؟ لوگ پوچھیں گے: عقلمندوں سے کون لوگ مراد ہیں؟ منادی کہے گا: وہ جو کھڑے، اٹھتے، بیٹھتے اور کروٹ کروٹ ہر حال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتے، زمینوں وآسمانوں کی تخلیق و پیدائش میں غور وفکر کرتے اور کہتے: اے ہمارے رب! تو نے یہ سب کچھ فضول و بیکار پیدا نہیں کیا۔ ہم تیری پاکی بولتے ہیں۔ تو ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ (آقا ﷺ نے فرمایا:) پھر ان کے لئے ایک جھنڈا بنایا جائے گا۔ وہ لوگ جھنڈے کے پیچھے چل دیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کے لئے جنت میں جاؤ۔

قربت ومحبت الٰہی کے لئے۔۔۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت، اس کے قرب اور اس کی محبت سے اپنے کاشانۂ دل کو سجانے کے لئے ایک مومن کو چاہیئے، کہ: وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کی کثرت کے ساتھ ساتھ کائناتِ عالم کے ذرّے ذرّے میں غور وفکر بھی کرے۔ کیونکہ کائنات کے

ذرے ذرے سے اس کی ذات آشکارا ہے۔ عالم کی ہر شئے خدا کے وجود اور اس کے ایک ہونے پر دال ہے۔اس حدیث پاک اور ماقبل کی آیت {اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ} کے بیان میں زمین وآسمان کی تخلیق وپیدائش میں غور کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ خالق کی ذات میں غور وفکر نہ کر کے اس کی مخلوق اور کائنات کے مظاہر ومناظر، ان کے عجائب وغرائب اور حکمتوں پر غور کرنا چاہئے۔

۱۵۳/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

صحابہ کی مجلس فکر

حدیث ۲۱۵: ایک حدیث میں آتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ حضرات چپ چاپ بیٹھے تھے۔ آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا بات ہے؟ کس سوچ میں بیٹھے ہو؟ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدا کی مخلوقات میں غور کر رہے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا کی ذات میں غور نہ کرو، اس کی مخلوقات میں غور وفکر کیا کرو۔ کیونکہ مخلوق کی ہر شئے اس کے وجود، اس کے قادر مطلق اور واحد ویکتا ہونے پر دال ہے۔ ؎

فَفِيْ كُلِّ شَيْءٍ لَهُ آيَةٌ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ

ہر شئے میں اس کے وجود کی نشانی ہے، جو دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ وہ واحد و یکتا ہے۔

حدیث ۲۱۶: حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک ساعت اور ایک لمحہ غور کرنا تمام رات کی عبادت سے بہتر ہے۔

حدیث ۲۱۷: حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا: کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہا کی سب سے بہتر عبادت کیا تھی؟ فرمایا: (کائنات میں) غور وفکر۔

حدیث ۲۱۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، کائنات کی چیزوں میں ایک ساتھ غور کرنا اسی برس کی عبادت سے بہتر ہے۔

حدیث ۲۱۹: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک لمحے کا غور و فکر ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے۔

۱۵۴/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

غور وفکر کا انعام

حدیث ۲۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے (عالم میں غور و فکر کرنے کے بارے میں) نقل فرماتے ہیں، کہ: ایک آدمی چھت پر لیٹا ہوا آسمان اور ستاروں کو دیکھ رہا تھا، پھر وہ بولا خدا کی قسم مجھے یقین ہے، اے آسمان اور اے ستارو! تمہارا پیدا کرنے والا بھی کوئی ضرور ہے۔ اے اللہ (عَزَّوَجَلَّ)! تو مجھے بخش دے۔ خدا کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہوئی اور اس کی بخشش ہوگئی۔

جمال یار می خواہی بذرات جہاں بنگر
کہ ہر ذرہ است مرأتے کزو دیدار می تابد

دوست کے حسن و جمال اور دیدار کی تمنا و خواہش رکھتا ہے، تو عالم کے ذرہ ذرہ کو دیکھ۔ اس لئے کہ عالم کا ہر ذرہ ایک آئینہ ہے، جس سے دیدارِ یار کے جلوے چمک دمک رہے ہیں۔

لیکن جمالِ خداوندی کا دیدار سر کی آنکھوں سے نہیں کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ اس کے لئے دل کی آنکھ اور بصیرت درکار ہے۔

حسنش چوں آید جلوہ گر طاقت نیارد چشم سر

اس کے حسن و جمال کے جلوے کیسے نظر آئیں؟ سر کی آنکھ تو طاقت دید ہی نہیں رکھتی ہے۔ (بصیرت کی نظر کرتا کہ اس کا دیدار میسر آئے۔)

۱۵۵/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

دل کی آنکھ کیسے کھلے؟

کائنات میں غور و فکر کرنے کے ساتھ ساتھ ایک بندۂ مومن کو چاہئے، کہ: اِس چار دن کی فانی زندگی کے بعد آنے والی دوامی ولا فانی منزلوں پر بھی غور کرے۔ کیونکہ جب انسان موت، دنیا کے مٹنے، قبر کی تاریکی، قیامت، پل صراط اور میزان وغیرہ پر غور کرتا ہے، تو اس کی بصیرت روشن اور اس کے یقین و معرفت مضبوط ہوتے ہیں۔ جب آپ قرآن مجید کا مطالعہ کریں گے، تو آپ دیکھیں گے، کہ جتنی بھی آیات وسُوَر مکی ہیں، ان میں زیادہ تر کائناتِ عالم کی تخلیق و پیدائش، ان کی فنا، موت، قبر، حشر اور قیامت وغیرہ پر یقین واذعان کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

تعجب ہے۔۔۔۔!

حدیث ۲۲۱: علامہ صاوی نے اپنے جلالین کے حاشیہ میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے، ایک نبی (علیہ السلام) سے منقول ہے، وہ فرماتے ہیں:

(۱) مجھے تعجب ہے! اس شخص پر، جو موت پر یقین رکھتا ہے، پھر ہنستا ہے۔ (۲) مجھے تعجب ہے! اس شخص پر، جو جانتا ہے کہ: دنیا ایک دن مٹنے والی ہے، پھر بھی اس سے رغبت رکھتا ہے۔۔۔۔ (۳) مجھے تعجب ہے! اس شخص پر، جو یہ جانتا ہے کہ: ہر چیز خدا کی قضاوقدر سے ہے، پھر بھی کسی چیز کے جاتے رہنے پر افسوس کرتا ہے۔۔۔۔ (۴) مجھے تعجب ہے! اس شخص پر، جو آخرت کے حساب پر یقین رکھتا ہے، پھر بھی مال جمع کرتا ہے ۔۔۔۔ (۵) مجھے تعجب ہے! اس انسان پر، جو جہنم کی آگ کا یقین رکھتا ہے، پھر بھی گناہ کرتا ہے۔ (۶) مجھے تعجب ہے! اس بندے پر، جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کو جانتا ہے، پھر بھی کسی اور کا ذکر کرتا ہے۔۔۔۔ (۷) مجھے تعجب ہے! اس شخص پر، جو شیطان کو دشمن سمجھے، پھر بھی اس کی اطاعت کرے۔

میرے برادرِ دینی! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر کی کثرت کرو۔ وہ تمہارے دل کی آنکھیں بھی کھولے گا اور تمہاری روح کو غذا بھی مہیا کرے گا۔ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) والوں کی روح کو ذکر سے طاقت ملتی تھی، جس کی وجہ سے وہ دنیا کے کھانے پینے سے بے نیاز ہو جاتے تھے۔ یہ اور بات ہے کہ سنت ہونے کے بنا پر وہ کھانا پانی استعمال فرمالیتے تھے۔

۱۵۶/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

خسارے کا سبب

حدیث ۲۲۲: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَّجْلِسًا لَمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْہِ وَلَمْ یُصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّہِمْ اِلَّا کَانَ عَلَیْہِمْ تِرَۃٌ۔ فَاِنْ شَاءَ عَذَّبَہُمْ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَہُمْ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ارشاد فرماتے ہیں: جو قوم کسی مجلس میں بیٹھ کر نہ اللہ کا ذکر کرے (نہ حمد و ثنا) اور نہ اپنے نبی ﷺ پر درود و سلام پڑھے، تو اس کی یہ مجلس اس کے لئے خسارے کا سبب ہے۔ اب اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے تو انکو عذاب دے اور چاہے تو انکو بخش دے۔ (الترغیب، ۲)

حدیث ۲۲۳: ایک دوسری روایت میں ہے، کہ جو شخص بستر پر لیٹ کر کسی کروٹ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر نہ کرے۔ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے اس کے لئے خسارے کا سبب ہے۔ اور جو شخص کسی راہ چلا اور اس راہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کو یاد نہ کیا، تو یہ بھی اس کے لئے خسارے کا سبب ہے۔ (سابق)

اس طرح کی روایات سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے، کہ خدا کی یاد سے غافل رہنا انسان کے لئے خسارے اور نقصان کا سبب ہے۔ بندۂ مومن کو چاہئے کہ: جہاں تک اور جتنا بن سکے اپنے مولیٰ کی یاد میں مشغول رہے۔ اولیاء اللہ کا یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ ہر وقت یاد خدا میں مصروف رہتے ہیں۔ اور اپنے مریدین و طالبین کو ذکر کی بہت بہت تاکیدیں فرماتے۔

سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ وہ شخص پسند ہے، جو کثرت سے اس کا ذکر کرے اور اس کا دل تقویٰ سے معمور ہو۔

۱۵۷/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

محبت الٰہی کی نشانی

سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محبت کی علامت

و پہچان ہمیشہ قلب وزبان سے اس کا ذکر کرنا ہے۔ جسے ذکر الٰہی کا شوق ہوگا، اسے محبت الٰہی حاصل ہو جائے گی۔ حضرت سیدنا ذوالنون مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے: جس کا دل اور زبان اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر میں مشغول رہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے دل میں محبت کا نور ڈال دیتا ہے۔ حضرت ابو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا ولی وہ ہوتا ہے، جو اس کا محب ہو، اس کا دل اپنے مولیٰ کی یاد سے خالی نہ رہے اور اسکی اطاعت و فرماں برداری سے نہ تھکے۔

عذاب سے بچانے، دل کو زندہ کرنے والا

حدیث ۲۲۴: حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں: انسان کا کوئی عمل ایسا نہیں جو اس کو خدا کے عذاب سے نجات دلا دے، علاوہ ذکر الٰہی کے۔ (ترمذی)

حدیث ۲۲۵: قَالَ رسول اللہ ﷺ: یَاحَفْصَةُ! اِیَّاكِ و كَثْرَةَ الْكَلَامِ۔ فَاِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَیْرِ ذِكْرِ اللهِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ۔ وَ عَلَیْكِ بِكَثْرَةِ الْكَلَامِ بِذِكْرِ اللهِ فَاِنَّهٗ یُحْیِ الْقَلْبَ۔

سید عالم ﷺ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے حفصہ! بلا ضرورت زیادہ بولنے سے بچو۔ اسلئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر کے علاوہ زیادہ بولنا دل کو مردہ کرتا ہے۔ اور (اگر زیادہ بولنا ہی ہے، تو) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر کی کثرت کرو۔ اسلئے کہ خدا کے ذکر سے مردہ دل حیات پاتے ہیں۔ (کنز العمال، ۱)

بیہودہ اور لغو گفتگو سے جہاں رزق میں بے برکتی پیدا ہوتی ہے۔ وہیں بیہودہ اور لغو کلام کرنے والے کا دل بھی سخت ہو جاتا ہے۔

۱۵۸/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی

بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

دل کی سختی کا سبب

حدیث ۲۲۶: ایک حدیث میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر کے علاوہ زیادہ مت بولو، (کیونکہ) ذکر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کو چھوڑ کر زیادہ بولنا دل کو سخت کرتا ہے۔ اور لوگوں میں دل کے اعتبار سے وہ انسان، اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے سب سے زیادہ دور ہے جس کا دل سخت ہے۔ (کنز العمال،۱)

ضروریات زندگی کے علاوہ انسان کی روز مرہ کی گفتگو تین قسم کی ہوتی ہے۔

(۱) ایسی باتیں، نہ جن میں کوئی فائدہ، نہ نقصان۔ اس کا یہ بولنا اگرچہ جائز ومباح ہے، لیکن فائدہ وثواب سے ضرور خالی ہے۔ اسلئے ایک مومن کو اسطرح کی بے فائدہ ولغو گفتگو سے بچنا چاہئے۔

(۲) خلاف شرع، غیبت، چغلی، جھوٹ اور عقائد حقہ کے خلاف بولنا۔ اس طرح کی گفتگو تو اس کے لئے سراسر نقصان دہ اور گناہ ہے۔ ہر مسلمان کو ایسے کلام سے پرہیز واجتناب کرنا چاہئے۔ بلکہ بھاگنا چاہئے۔

(۳) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کلام کی تلاوت کرنا، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، دعوت و تبلیغ، پند ونصائح اور ذکر اللہ کرنا۔ یہ سب نیکی اور ثواب کا باعث اور آخرت میں کام آنے والی چیزیں ہیں۔ اس لئے ایک مومن بندے کو چاہئے، کہ: لوگوں کو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے یا پھر ذکر اللہ میں مشغول ومنہمک رہے۔ کیونکہ لغو اور بیہودہ گفتگو میں اپنی زندگی کے لمحات کو صرف کرنے والے کو روز قیامت حسرت وافسوس کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اور گناہ کی باتوں میں زبان چلانا اس کے لئے وبال جان بنے

گا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی امان میں رکھے۔ آمین

۱۵۹/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

نفع بخش اور مفید کلام

حدیث ۲۲۷: سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انسان کا ہر کلام اور گفتگو اس کے لئے وبال جان ہے۔ (جس سے اُسے کوئی نفع حاصل نہ ہوگا۔) سوائے نیکی کا حکم دینے، برائی سے روکنے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر۔

حدیث ۲۲۸: ایک روایت میں آتا ہے: جنت کی زمین مسطح اور ہموار ہے۔ جب ذکر کرنے والے ذکر کرتے ہیں، تو فرشتے اس میں درخت لگانے لگتے ہیں۔ جب کوئی فرشتہ اپنے کام سے رک جاتا ہے، تو دوسرے فرشتے پوچھتے ہیں: بھئی تم کیوں رک گئے؟ تو وہ کہتا ہے: میں جس کے لئے درخت لگا رہا ہوں وہ اپنے کام میں سست پڑ گیا۔

حدیث ۲۲۹: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جو لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی خاطر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر کے لئے جمع ہوتے ہیں، تو آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے، اٹھو تمہاری بخشش فرما دی گئی۔ تمہاری سیئات (گناہوں) کو حسنات (نیکیوں) سے بدل دیا گیا۔

بخشے ہوئے لوگ

حدیث ۲۳۰: اِنَّ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ سَیَّارَۃً مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ، یَبْتَغُوْنَ حَلَقَ

الذِّکْرِ، فَاِذَا مَرُّوا بِحَلَقِ الذِّکْرِ، قَالَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ: اُقْعُدُوا۔ فَاِذَا دَعَا الْقَوْمُ اٰمَّنُوا عَلٰی دُعَآئِھِمْ، فَاِذَا صَلُّوا عَلَی النَّبِیِّ ﷺ صَلُّوا مَعَھُمْ حَتّٰی یَفْرُغُوا۔ ثُمَّ یَقُوْلُ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ: طُوْبٰی لَھُمْ! لَا یَرْجِعُوْنَ اِلَّا مَغْفُوْرًا لَّھُمْ۔

(کنز العمال،۱)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے زمین پر گھومنے والے فرشتوں کی ایک جماعت ذکر کی محفلوں کو تلاش کرتی ہے۔ تو جب وہ کسی ذکر کی محفل سے گذرتے ہیں، تو ان میں بعض بعض سے کہتے ہیں: محفل میں بیٹھ جاؤ۔ پھر جب اہل محفل دعا کرتے ہیں، تو وہ فرشتے ان کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ اور جب اہل مجلس نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، تو وہ فرشتے بھی نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ اہل محفل ذکر و دعا اور درود سے فارغ ہو کر واپس ہونے لگتے ہیں تو فرشتے ایک دوسرے سے کہتے ہیں: مژدہ اور خوش خبری ہو ان کو! یہ نہیں لوٹ رہے ہیں مگر بخشے بخشائے۔

۱۶۰/ویں **مجلس**: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

فرشتے جن کے زائر ہیں

یقیناً وہ محفلیں جن میں خالص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر ہو، درس قرآن، درس حدیث اور مدارس کی وہ درسگاہیں جن میں خالص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے اسلامی تعلیمات کے درس جاری ہیں یا وہ خانقاہیں جن میں صبح و شام الا اللہ کی ضربیں لگتی ہیں، وہ سب حدیث مذکور میں بیان کردہ حلقوں میں داخل ہیں۔ آج اگر کوئی اِن مدرسوں کے مُدَرِّسین اور طلبا کو ہلکا سمجھے تو سمجھتا رہے یا یہ اہل مدرسہ خود اپنی

حقیقت واہمیت کو نہ سمجھیں، لیکن حق یہ ہے کہ: فرشتے انکی محفلوں میں اترتے ہیں اور بخشش کا مژدہ سناتے ہیں۔

حدیث ۲۳۱: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آسمان کے فرشتے ان گھروں کو، جن میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے، ایسا چمکتا دمکتا دیکھتے ہیں جیسا کہ زمین والے آسمان کے چمکتے ستاروں کو۔

ذاکروں کے ساتھ ہو جاؤ

حدیث ۲۳۲: ایک حدیث میں آتا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تم کو دین کی تقویت کی ایسی چیز نہ بتادوں، جس سے تم کو دنیا و آخرت میں بھلائی پہونچے؟ (کہا گیا: جی ضرور۔) آپ نے فرمایا: وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرنے والوں کی محفلیں ہیں۔ ان کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ اور جب تنہا اکیلے ہوا کرو، تب بھی جتنا بن پڑے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتے رہو۔

اصل میں انسان کا باطنی تعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ سے قائم ہونا چاہئے۔ اس کیلئے یا تو وہ خود اس قدر زیادہ سے زیادہ ذکر میں مشغول رہے کہ اسے انوار و تجلیات اور نورِ معرفت حاصل ہو۔ یا پھر ذاکرین کی صحبت اور ان کی ہمنشینی کو اپنے اوپر لازم کرے۔ تاکہ ان کی صحبت میں رہ کر نورِ معرفت حاصل کر سکے۔ چونکہ ان کی محفلوں سے گذرنے والا کریم مولیٰ کی عطاؤں سے محروم نہیں کیا جاتا۔

۱۶۱/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

اچھوں کی سنگت وصحبت

حدیث ۲۳۳: جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بیان ہو: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرشتے ذکر کی محفلوں کو تلاش کرتے ہیں جب محفلوں سے گذر کر عرش پر پہنچتے ہیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ان سے ارشاد فرماتا ہے تم کہاں سے آرہے ہو؟ حالانکہ وہ خوب جانتا ہے۔۔۔۔۔اسی میں آگے ہے۔۔۔۔تو فرشتے عرض کرتے ہیں: مولیٰ! ان میں ایک ایسا بھی ہے جو اپنے مقصد اور اپنے کام کے لئے حاضر ہوا تھا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: یہ وہ بابرکت لوگ ہیں، جن کا ہم نشین بھی محروم نہیں کیا جاتا (میں نے اس کو بھی بخش دیا)۔

(کنزالعمال،۱)

ذکر سے موت آسان ہو جاتی ہے

حدیث ۲۳۴: اِنَّ لِکُلِّ سَاعٍ غَایَۃً۔ وَغَایَۃُ ابْنِ اٰدَمَ الْمَوْتُ۔ فَعَلَیْکُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ، فَاِنَّہٗ یُسَہِّلُکُمْ وَیُرَغِّبُکُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ

ارشاد ہے: ہر ساعی وکوشاں کی ایک غایت وانتہا ہے، اور انسان کی (زندگی) کی غایت وانتہا موت ہے۔ تو تم اپنے اوپر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر لازم کرلو، بے شک یہ ذکر موت کو تم پر آسان کردے گا اور آخرت کی رغبت پیدا کرے گا۔ (کنزالعمال،۱)

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انسان میں بے شمار طاقتیں اور صلاحیتیں پیدا فرمادی ہیں۔ ہر انسان خدا کی دی ہوئی طاقت اپنی زندگی کے مقصد کو حاصل کرنے میں صرف کررہا ہے، اور اسی کو اپنی زندگی کی غایت وانتہا سمجھے ہوئے ہے۔ لیکن اس بات کو بالکل بھولا ہوا ہے، کہ اس کی زندگی کی غایت وانتہا موت ہے۔ جب وہ خدا کی دی ہوئی قوت کو اپنی زندگی کے دنیوی مقصدوں کو حاصل کرنے کے لئے صرف کررہا ہے، تو اس کو اپنی زندگی

کے آخری مقصد (موت کے وقت آسانی ونرمی) حاصل کرنے کے لئے مولیٰ کی دی ہوئی قوت کواس کی عبادت وبندگی اورذکر میں بدرجۂ اُتم استعمال کرنا چاہئے۔

۱۶۲/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

نبی ﷺ کی وصیت

حدیث ۲۳۵: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی ﷺ نے ایک دن حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں تم کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے تقوے کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ تمام چیزوں کی جڑ ہے۔ اورقرآن کی تلاوت اوراللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکرکواپنے اوپرلازم کرلو، بے شک یہ آسمانوں میں تمہارے لئے چرچے کا سبب بنے گا اورآسمانوں میں تمہارے لئے نور۔

انسان کو چاہئے، کہ: اپنے دنیوی مشاغل کے ساتھ ذکروتلاوت میں بھی اپنا کچھ وقت صرف کرے۔ اوردیکھے کہ: جس طرح سے وہ دنیوی تجارت وزراعت سے لذت یاب ہوتا ہے، اسی طرح ذکروتلاوت میں بھی لذت پاتا ہے یانہیں؟ اگرنہیں! توکسی مردکامل کی صحبت تلاش کرے۔

حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: تین چیزوں میں حلاوت وشیرینی تلاش کرو۔ (۱) نماز میں (۲) خدا کے ذکر میں (۳) تلاوت کلام خدا میں۔

اگرتمہیں ان چیزوں میں حلاوت ولذت حاصل ہو، تو بہتر ہے۔ (اوراگرایسا نہیں) توسمجھ لوخدا کی توفیق کا دروازہ بند ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی امان میں رکھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ لَذَّةً فِيْ ذِكْرِكَ وَحَلَاوَةً فِيْ عِبَادَتِكَ وَ تِلَاوَةِ كَلَامِكَ

الْكَرِيْمِ الْعَظِيْمُ۔

عالم نزع میں کلمۂ طیبہ سے بخشش

حدیث ۲۳۶: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضرت ملک الموت ایک ایسے شخص کے پاس آئے، جو موت کا سفر طے کر رہا تھا۔ آپ نے اس کے اعضاء کو کھول کر دیکھا تو کوئی نیک عمل نہ پایا۔ پھر آپ نے اسکے دل کو کھول کر دیکھا، تو اس میں بھی کوئی بھلائی نہ پائی۔ لیکن جب آپ نے اس کے جبڑوں کو کھولا، تو زبان کے کنارے کو تالو سے ملا ہوا پایا۔ دیکھا تو وہ پڑھ رہا تھا، لا الہ الا اللہ۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کلمۂ اخلاص کی برکت سے اس کو بخش دیا۔ **(کنزالعمال ۱/۱)**

مگر ہے یہ سب کچھ مولی کی توفیق سے۔

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

۱۶۴/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

ذکر اور علماء

حدیث ۲۳۷: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: ہم میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ آپ نے فرمایا: اَخْشٰکُمْ لِلّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی۔ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ (تم میں سب سے بڑا عالم وہ ہے، جو خدائے پاک بزرگ و برتر سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ سے علماء ہی ڈرتے ہیں۔) پھر آپ سے پوچھا

گیا: ہم میں افضل کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا: مَنْ اِذَا ذَکَرْتَ اللّٰہَ اَعَانَکَ وَاِذَا نَسِیْتَ ذَکَّرَکَ۔ ([تم میں افضل] وہ ہے، کہ جب تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرو تو وہ تمہاری مدد کرے۔ اور جب تم ذکر سے غافل ہو جاؤ تو وہ تمہیں یاد دلائے۔) پھر آپ سے پوچھا گیا: ہم میں برا کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اَلَّذِیْ اِذَا ذَکَرْتَ لَمْ یُعِنْکَ، وَاِذَا نَسِیْتَ لَمْ یُذَکِّرْکَ۔ ([تم میں برا شخص، برا ساتھی] وہ ہے، کہ: جب تم خدا کا ذکر کرو، تو وہ ذکر میں تمہاری مدد نہ کرے۔ اور جب تم بھول جاؤ، تو تمہیں یاد نہ دلائے۔ پھر آپ سے پوچھا گیا: لوگوں میں سب سے شریر اور بدتر کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ اغْفِرِ الْعُلَمَاءَ اَلْعَالِمُ اِذَا فَسَدَ فَسَدَ النَّاسُ۔ (اے اللہ: علماء کو بخش دے۔ کیونکہ جب عالم غافل وفاسد ہو جائے تو تمام لوگ غفلت وفساد کی زد میں آجاتے ہیں۔(**تفسیر ابی اللیث**)

اس حدیث کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے، کہ: بندوں میں سب سے زیادہ علماء کو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنا چاہئے۔ اور انہیں اپنی زندگی کے شب و روز اس طرح گذارنا چاہئے کہ: ان کو دیکھ کر خدا یاد آئے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے، کہ انسان اپنی زندگی کا ایسا ساتھی منتخب کرے، جو خدا کی عبادت اور اس کے ذکر میں اس کا مددگار ثابت ہو۔

۱۶۴/**ویں مجلس**: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

کلمۂ توحید روحانی صیقل ہے

کاملین فرماتے ہیں: جب کافر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتا ہے، تو اس کے دل سے کفر

وشرک کا میل اتر کر اس کے اندر توحید کا نور چمکنے لگتا ہے۔ لیکن جب مومن بندہ کلمۂ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ورد کرتا ہے، تو اس کا قلب نفس کی ظلمات اور تاریکیوں سے صاف ہوکر نور وحدانیت سے جگمگا اٹھتا ہے۔

فائدہ: اگر کوئی بندہ روزانہ اس کلمے کا ہزار بار ورد کرے، تو ہر دوسری بار میں پہلے والے ورد سے زیادہ قلب میں چمک ہوگی۔ کیونکہ علم باللہ عَزَّوَجَلَّ کی کوئی حد وانتہا نہیں ہے۔

حدیث ۲۳۸: حدیث میں آتا ہے: حلقۂ ذکر میں بیٹھنا ہزار سال کی (نفل) عبادت سے بہتر ہے۔

حق یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ کے ذکر کی قدر و قیمت اللہ (عَزَّوَجَلَّ) والے ہی جانتے ہیں۔ ہم جیسے دنیا کی خواہشات میں گرفتار اس کی لذتوں کو کیا جانیں؟ دیکھو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اس کی لذت وشیرینی کو جانا تھا، تبھی تو اپنے مولیٰ کے ذکر پر اپنے تمام مال واسباب کو قربان کر دیا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

۱۶۵/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

لذت ذکر

حدیث ۲۳۹ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو "مرتبۂ خُلَّت" سے سرفراز فرمایا (یعنی انہیں اپنا خلیل بنایا۔) تو فرشتوں نے عرض کی: یا اللہ (عَزَّوَجَلَّ)! تو نے انہیں اپنا خلیل بنایا ہے، جب کہ وہ شب وروز اپنے آل واولاد، مال واسباب اور دیگر گھریلو معاملات میں مشغول رہتے ہیں؟ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے

فرمایا: میں بندے کا مال واسباب اور اس کی شکل وصورت نہیں دیکھتا ہوں، میں اس کے دل اور اعمال کو دیکھتا ہوں۔ میرے خلیل کی توجہ میرے سوا کسی کی طرف نہیں ہے۔ چاہو تو آزما کے دیکھ لو۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام انسانی بھیس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہاں بارہ پالتو کتے تھے۔۔۔ جو انہوں نے شکار وحفاظت کیلئے رکھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ہر کتے کے گلے میں سونے کا طوق تھا۔ اس سے انکو صرف یہ بتانا مقصود تھا، کہ ان کی نظر میں دنیا کی کوئی وقعت نہیں۔۔۔ حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوتے ہیں، اور سلام عرض کرتے ہیں:

حضرت جبریل علیہ السلام — السلام علیکم!

حضرت خلیل علیہ السلام — وعلیکم السلام!

حضرت جبریلعلیہ السلام — جناب یہ مال واسباب کس کا ہے؟

حضرت خلیل علیہ السلام — مال اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا ہے، میرے یہاں چندروز کے لئے ملکیت بنایا گیا ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام — کیا آپ یہ مال بیچیں گے؟

حضرت خلیل علیہ السلام

آپ میرے آقا ومولیٰ کا ایک بار نام لیجئے، اس میں سے تہائی آپکا ہوجائے گا۔ (یعنی میرے تہائی مال کی قیمت ہے میرے سامنے ایک بار میرے مالک ومولیٰ کا ذکرِ مبارک)

حضرت جبریل علیہ السلام نے پڑھا: سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ وَالرُّوحِ۔

حضرت خلیل علیہ السلام

آپ میرے تہائی مال کے مالک ہوگئے۔ اگر آپ ایک بار اور میرے مولیٰ کا ذکر پاک کردیں، تو تہائی مال اور لے سکتے ہیں۔ اسی طرح سہ بارہ لیں، تو کل مال کے مالک آپ۔ اور اگر چوتھی بار اس کے ذکر سے میری روح کو تسکین دے دیں، تو میں

آپ کا غلام بے دام ہو جاؤں گا۔

جبریل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا خطاب ہوتا ہے: میرے خلیل (علیہ السلام) کو کیسا پایا؟ عرض کی: یا اللہ (عَزَّوَجَلَّ)! واقعی وہ تیرے خلیل ہیں۔ جب حضرت جبریل علیہ السلام جانے لگے، تو حضرت خلیل علیہ السلام نے اپنے نوکروں سے ارشاد فرمایا: سارا مال واسباب ان کے پیچھے لگا دو۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی: میں تو فقط آپ کو آزمانے کے لئے حاضر ہوا تھا۔ (تاکہ منصب خلت پر فائز ہونے کا راز جان سکوں) میں جبریل (علیہ السلام) ہوں۔ تو حضرت خلیل علیہ السلام نے عرض کی: بار الٰہا! اب اس مال کا میں کیا کروں؟ (میں تو یہ مال تیری راہ میں دے چکا ہوں۔) ارشاد الٰہی ہوا: اسے بیچ کر زمین وجاگیر وغیرہ خرید کر وقف کر دیجئے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ اور آج تک وہی اوقاف حضرت خلیل علیہ السلام کے مزار مبارک پر چل رہے ہیں۔ اور فقراء ومساکین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لنگر سے پل رہے ہیں۔ (روح البیان: پ ۱۵)



فصل



دعا کا بیان

۱۶۶/**ویں مجلس**: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ - (الفاتحۃ: ۴)

ہم تیری ہی عبادت کریں اور تجھی سے مدد چاہیں۔

دعا: طلب مدعا بھی اور عبادت خدا بھی

آیت مذکورہ سورۂ فاتحہ کی چوتھی آیت ہے۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں استعانت اور طلب حاجت کا حکم اور اپنی بارگاہ میں مانگنے کا سلیقہ عطا فرمادیا۔ اسی لئے سورۂ فاتحہ کو سورۂ دعا، سورۂ تعلیم المسئلہ اور سورۂ سوال بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس سورۂ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے دعا کا طریقہ، آداب دعاء، سلیقۂ دعا اور یہ کہ بندہ اپنی دعا میں سب سے پہلے کیا چیز طلب کرے، ان سب کی تعلیم عطا فرمائی۔ گویا یہ پوری سورہ دعا کے ارکان، شرائط اور آداب کی جامع ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے، کہ: دعا میں طلب حاجت و مدعا کے ساتھ ساتھ دعا خود اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر اور اس کی عبادت عظیمہ بھی ہے۔

جس طرح سے ہم اللہ تعالیٰ کو نماز، تلاوت قرآن، تسبیح وتہلیل، تحمید وتکبیر وغیرہ اذکار ماثورہ سے یاد کرتے ہیں، اسی طرح اس کو یاد کرنے کا ایک اور طریقہ ہے: **دُعا**۔ دعا کا لفظی معنی ہے۔۔۔ پکارنا، رجوع، ذکر اور اپنی حاجت کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے طلب کرنا وغیرہ وغیرہ۔ ہمیں چاہئے کہ ہم تضرع وانکساری اور گریہ وزاری سے دعا

کر کے اپنے رب کو یاد کریں۔ دعا کے لئے عاجزی وتضرع اور گریہ وانکساری شرط اول ہے۔ اس کے بغیر کوئی دعا قبول ہو ہی نہیں سکتی۔ ارشاد باری ہے: {اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ} (پ:۸، الاعراف:۵۵)

ترجمہ: اپنے رب سے دعا کرو گڑ گڑاتے اور آہستہ، بیشک حد (بندگی) سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔

اور عبودیت کی حد اور اس کا تقاضا یہی ہے، کہ: بندہ اور غلام اپنے آقا کے حضور غایت تذلل وتضرع سے دستِ سوال دراز کرے۔ تو ادھر سے نظر عنایت و چشمِ رحمت کی امید کی جاسکتی ہے۔ اور اکڑنے والوں کے پلے تو صرف دھتکار و پھٹکار ہے، وبس۔ دعا صرف عبادت ہی نہیں، عبادت کا مغز، اس کی جان اور اصل ہے۔ دعا قرب الٰہی کا عظیم ذریعہ ہے۔

۱۶۷/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

مومن کی دعا

حدیث ۲۴۰: رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ

(دعا خود ایک بڑی عبادت ہے۔)۔ (ترمذی، ابوداؤد)

اور ایک دوسری حدیث میں دعا کو عبادت کا مغز کہا گیا ہے، جس کی تفصیل ان شاء اللہ العزیز ابھی حدیث کے باب میں آ رہی ہے۔

{اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ} میں اِيَّاكَ کی تقدیم سے بہت سے مسائل ثابت ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے، کہ: انسان ہر حال میں اللہ تعالیٰ ہی کو مَلْجَأ و مَاوٰی

جانے۔ اور عقلمند مومن ہر وقت صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی سے رجوع کرتا ہے۔ اسلئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ سب آلات ہیں یا اسباب۔ اور مؤثرِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ مومن کی شان بندگی یہ ہونا چاہئے کہ: اپنے مولیٰ کے دروازے کا سائل اور اسی کے در کا گدا بن کر رہے، دکھ کی گھڑیوں میں اور راحت و آرام کے لمحوں میں صرف اسی کو پکارے اور اسی کا نام جپے۔ کافر اور ناشکرا دکھ اور مصیبت کے وقت اپنے آقا کو پکارتا ہے، اور جب دکھ اور شدت جاتی رہے، تو اپنے خالق کو بھول کر ناشکری پر اتر آتا ہے۔ بخلاف بندۂ مومن کے، کہ: وہ اپنے اختیار سے مصیبت و پریشانی کے علاوہ راحت و چین میں بھی اپنے مولیٰ ہی کی طرف رجوع کرتا ہے اور اسی کا مطیع و فرمانبردار بن کر رہتا ہے۔ اور اپنے آقا کے آستانے اور دروازے پر ہی پڑا رہتا ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ چاہتا ہے، کہ اس کے بندے صرف اسی کے سامنے ہاتھ پھیلائیں اور جو مانگنا ہے اسی سے مانگیں۔

۱۶۸/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

کس سے مانگیں۔۔؟؟؟

اللہ تعالیٰ ہی کل کائنات کا خالق و مالک ہے۔ زمین و آسمان اور چاند و سورج سب اسی کے بنائے ہوئے ہیں۔ عزت و عظمت، نفع و نقصان، راحت و آرام، صحت و تندرستی، دولت و حکومت، حسن و جمال، علم و عمل، مصیبت و پریشانی اور موت و زندگی، غرض کہ دنیا کی ہر چیز اسی کے قبضۂ واختیار میں ہے۔ سب کچھ اسی کی ملکیت ہے۔ (هُوَ مَالِكُ الْمُلْكِ) کوئی چیز اس کے قبضہ سے باہر نہیں۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ۔) اللہ تعالیٰ سے بڑھکر کوئی انسانوں کا چارہ ساز نہیں۔ وہ سمیع وبصیر اور علیم وخبیر بھی ہے۔ وہ سب کچھ جانتا ہے۔۔۔ سب کچھ دیکھتا ہے۔۔۔ اور سب کی سنتا ہے۔ ہم پر لازم ہے، کہ: اسی کو اپنا معبودِ برحق سمجھیں۔۔۔ اسی کی عبادت کریں۔۔۔ اسی کے ذکر میں مشغول رہیں۔۔۔ اسی کے دربار میں اپنی عرضیاں پیش کریں۔۔۔ اور اسی کو اپنے دکھ سنائیں۔ مانگنا انسان کی فطرت میں داخل ہے، اسی لئے انسان پر جب کوئی تکلیف یا مصیبت آتی ہے، تو اس کے دل سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حضور طلب والتجا نکلتی ہے۔۔۔ یہی التجا اور مانگنا حقیقت میں دعا ہے۔ دعا جس قدر دل کی گہرائیوں سے نکلتی ہے، اتنی ہی جلد قبول ہوتی ہے۔۔۔۔ دِل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔

مسجد میں جانے کی دعا: اَللّٰھُمَّ افۡتَحۡ لِیۡ اَبۡوَابَ رَحۡمَتِكَ۔

اعتکاف کی نیت: نَوَیۡتُ سُنَّةَ الۡاِعۡتِکَاف

مسجد سے نکلنے کی دعا: اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ مِنۡ فَضۡلِكَ وَرَحۡمَتِكَ۔

کھانے سے پہلے کی دعا: بِسۡمِ اللّٰہِ الَّذِیۡ لَا یَضُرُّ مَعَ اسۡمِهٖ شَیۡءٌ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ۔

کھانے کے بعد کی دعا: اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَطۡعَمَنَا وَسَقَانَا وَھَدَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ۔

سواری کی دعا: اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَ مَا کُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِیۡنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ (حصن حصین: ۱۲۴)

گھر سے نکلنے کی دعا: بِسۡمِ اللّٰہِ تَوَکَّلۡتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ (ترمذی ج:۲۔ص۱۸۰)

فصل



دعا قرآن کی روشنی میں

۱۲۹/**ویں مجلس**: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

آیات

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بہت سے مقامات پر اپنے بندوں کو دعا کا حکم دیا ہے۔ قرآن کریم کی جن آیات میں دعا کا ذکر ہے، ان میں سے چند کو مختصر تفسیر کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ باب الآیات کے بعد دعا کی فضیلت واہمیت پر ہم چند احادیث بیان کریں گے۔ جن میں دعا کی فضیلت واہمیت اور ضرورت مکمل طور پر واضح ہوجائے گی۔

(۱) {وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ-

(پ ۲، البقرۃ، آیت ۱۸۶، کنز الایمان)

ترجمہ: اور اے محبوب! جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں، تو میں نزدیک ہوں۔ دعا قبول کرتا ہوں، پکارنے والے جب مجھے پکاریں۔ تو انہیں چاہئے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔

(۲)... {اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِھَا وَادْعُوْہُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ط اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ہ}۔ (پ:۸، الاعراف:۵۵)

ترجمہ: اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ، بیشک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔ اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ، اس کے سنورنے کے بعد۔ اور اس سے دعا

کرو ڈرتے اور طمع کرتے۔ بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے۔

(۳)... {اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ} (النمل، پ ۲۰/آیت ۶۲)

ترجمہ: یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے۔ اور دور کر دیتا ہے برائی اور تمہیں زمین کا وارث کرتا ہے۔

(۴)... {وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ۔} (المؤمن، آیت:۶۰/پ:۲۴)

ترجمہ: اور تمہارے رب نے فرمایا: مجھ سے دعا کرو، میں قبول کروں گا۔ بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھینچتے ہیں، عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔ (کنزالایمان)

۱۷۰ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

اَلْآیَۃُ الْاُوْلٰی

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ۔

(پ ۲، البقرۃ، آیت ۱۸۶، کنزالایمان)

ترجمہ: اور اے محبوب! جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں، تو میں نزدیک ہوں۔ دعا قبول کرتا ہوں، پکارنے والے جب مجھے پکاریں۔ تو انہیں چاہیے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔

شانِ نزول

حدیث ۲۴۱: ایک اعرابی نے آکر حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: ہمارا رب ہمارے قریب ہے؟ تو اس سے ہم مناجات و سرگوشی کریں۔ یا دور ہے؟ تو اسے پکاریں۔ تب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ آیت مبارکہ {وَاِذَا سَاَلَكَ ... الایۃ} نازل فرمائی۔

{فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ} سے اس نے اشارہ فرمادیا، سرعتِ اجابتِ دعا کی طرف، کہ: جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں پوچھیں، تو ان سے فرمادو: میں ان کے بہت قریب ہوں۔ اور ان کی دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہوں۔ اور ان کی اعانت و نصرت فرماتا ہوں۔ عِلْمًا اور قُدْرَتًا تو اللہ تعالیٰ سب کے قریب ہے، کہ کوئی اس کے علم و قدرت سے باہر نہیں۔ لیکن وہ اپنی بارگاہ میں مانگنے والے بندوں کے عونًا، کرمًا اور بطور مدد کرنے کے بہت قریب ہوتا ہے۔ کیونکہ قُرْبِ مکانی یہاں اِس آیت میں مراد ہو نہیں سکتا، کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ممتنع و ممنوع ہے۔ دوسرے اگر وہ ایک مکان میں کسی کے قریب ہوگا، تو سب کے قریب نہیں ہو سکتا۔ اگر عرش والوں کے قریب ہوگا، تو فرش والوں سے بعید ہوگا۔ اگر اہل مشرق سے نزدیک ہوگا، تو اہل مغرب سے دور ہوگا۔ اس لئے یہاں قربت سے مراد قربت عون، قربت کرم اور قربت رحمت ہوگی۔ کہ اس کا کرم اس کی رحمت بندوں کے بہت قریب ہے۔

۱۷۱ ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

خدا کی رحمت قریب ہوگی

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: {اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ}

(پ:۸،الاعراف:۵۶)

ترجمہ: بیشک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت نیکوکاروں کے قریب ہے۔

غرض کہ خدا کے علم وقدرت کا قرب تو ہر مومن وکافر اور ہر شے کے لئے ہے۔ مگر خاص قربِ کرم وعنایت اور رحم ومہربانی مومنوں اور دعا کرنے والوں کے لئے ہے۔اور داعیٔ مومن کے لئے یہ کتنی بڑی نعمت ہے، کہ: بندۂ ناچیز اپنے مولائے عظیم کی معیت وقربت سے مشرف ہوا۔لاکھ مقصد نثار! اس نعمتِ قرب پر۔۔۔۔۔مولیٰ اپنے کرم سے اس قال کو حال بنادے۔آمین

قرب کے خاص اوقات

یوں تو اللہ تعالیٰ سے قربت کے بہت سے اوقات ہیں۔مگر تین وقتوں میں وہ اپنے بندوں سے بہت قریب ہوتا ہے۔

(۱) قرآن کریم کی تلاوت کے وقت۔

(۲) جبین نیاز کو سجدوں میں جھکاتے وقت، خاص طور سے تہجد کے سجدوں کے وقت۔ بندہ ان سجدوں کے ذریعہ سے اپنے رب کے اتنا قریب ہوجا تا ہے، کہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے ہاتھ، کان اور زبان بن جا تا ہے۔یعنی بندے سے خدائی کام ظاہر ہونے لگتے ہیں۔جیسا کہ حدیث قدسی ہے:

حدیث ۲۴۲: اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: كُنْتُ سَمْعُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهٖ وَ بَصَرُ الَّذِيْ يَبْصُرُ بِهٖ۔ (میں اس کی سماعت ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اور اس کی بصارت ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔)

جس طرح آئینہ سے سورج کے آثار نمودار ہونے لگتے ہیں، یا پانی آگ سے قریب ہوکر آگ جیسا کام کرنے لگتا ہے۔

(۳) کسی مقرب کی صحبت سے بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ بہت قریب ہوتا ہے۔ حتی کے اسکی صحبت سے فطرتیں اور تقدیریں بھی بدل جاتی ہیں۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں کامل تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

۲۷۱ ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

قرب کے درجے

بندے کے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے قربت کے دو درجے ہیں۔

(۱) قرب باللہ　　　(۲) قرب من اللہ

پہلے درجے میں پہنچ کر بندہ یہ سمجھتا ہے، کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔ اور جب بندہ یہ سمجھتا ہے، کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے تو گناہ و معصیت سے بچتا ہے اور غفلت سے اپنے آپ کو دور رکھتا ہے۔ جب پہلے درجے و منزل کو طے کر کے مضبوط ہو جاتا ہے، تو پھر دوسرے درجے میں قدم رکھتا ہے۔ اور یہ سمجھتا ہے کہ میں رب کو دیکھ رہا ہوں۔ اس درجے میں پہونچ کر بندے کو سوز و گداز اور عبادت میں اعلیٰ لذت حاصل ہونے لگتی ہے۔ اس مفہوم کی تائید مشکوۃ کی اس حدیث سے ہوتی ہے، جس میں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احسان و اخلاص کے بارے میں پوچھا گیا: تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حدیث ۲۴۳: تَعْبُدُوا اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ وَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهُ يَرَاكَ۔ **(مشکوٰۃ)**

تم خدا کی عبادت (اس سوز و گداز سے) کرو گویا تم اس کو دیکھ رہو، اور اگر یہ نہ بن

پڑے،تو اتنا تصور تو قائم رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

قلب مؤمن کی پکار

پکار کی چار قسمیں ہیں:

(۱) گناہ گار کی پکار (۲) نیکوکار کی پکار

(۳) دِلفِگار کی پکار (۴) بیقرار کی پکار

دَعَا یَدْعُو دَعْوَۃً کا معنی پکارنا یا دعا کرنا آتا ہے۔تو آیت کا مطلب ہوا، کہ: جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے،تو میں اس کے جواب میں لبیک فرماتا ہوں۔ یا کوئی دعا کرنے والا مجھ سے دعا مانگتا ہے،تو میں اس کی دعا کو قبول فرماتا ہوں۔

۱۷۳/ **ویں مجلس**: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

دلفگار و بیقرار کی پکار

ویسے تو وہ رب ہے،رحیم اور کریم ہے،سب کی نداء ودعا کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ لیکن دلفگار و بیقرار (یعنی: عاشق صادق اور مظلوم) کی پکار بہت ہی پرتاثیر ہے، کہ یہ عرش کو ہلا دیتی ہے۔رب خود ارشاد فرماتا ہے:

{اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ}

ترجمہ: کون مضطر اور بیقرار کی دعا سنتا ہے، جب وہ دعا کرتا ہے؟ اور کون اس کی مصیبت و پریشانی کو دور کرتا ہے؟

جب بجلی اور الیکٹرانک کی مدد سے ریڈیو و ٹیلی ویژن کے ذریعہ سے پورے عالم

میں آواز پہنچائی جاسکتی ہے،تو نورِ ایمان اور دل کے سوز و گداز کے ذریعہ مومن بندہ بھی اپنی آواز عرش تک پہنچا سکتا ہے۔ اگر سوز و گداز، عشق و عرفان اور بیقراری قلب خود نہیں رکھتے ہو،تو کسی عاشقِ صادق اور بے قرار دل والے کی صحبت اختیار کرو۔ اس کے ذریعہ تمہاری دعائیں عرش تک پہنچ سکتی ہیں۔

آیت کا خلاصہ

اے میرے حبیب! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں کہ: میں دور ہوں یا نزدیک؟ تو آپ فرمادو: میں ان سے بہت قریب ہوں۔ ایک آن کے لئے بھی ان سے دور نہیں۔ اس قربت کا ثبوت یہ کہ میں دعا مانگنے والوں کی دعا قبول کرتا ہوں۔ اگر میں قریب نہ ہوتا،تو مجھے انکی دعا کا علم کیسے ہوتا؟ اور میں ان کے کام کیسے بناتا؟ جب میں غنی اور بے نیاز ہوکران کی پکار سنتا اور انکا جواب دیتا ہوں، انکی تمنائیں اور آرزوئیں پوری کرتا ہوں،تو ان مفلس اور محتاج بندوں کو بھی چاہئے کہ: میرے احکام کو مانیں، میری اور میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و فرماں برداری کریں اور مجھ پر بن دیکھے ایمان لائیں۔ تاکہ جنت کی راہ پائیں۔ اور اپنے دین و دنیا دونوں کو کامیاب بنائیں۔

۱۷۴ ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

دعا نہ کرنا

جان لیجئے! مصیبت و پریشانی کو دفع کرنے کے لئے دعا نہ کرنا اہل طریقت اور

اہل شریعت دونوں کے نزدیک معیوب اور برا ہے۔ اس لئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دفعِ بلا کے لئے دعا نہ کرنا اور تکالیف ومشقتوں کو برداشت کرنا ایک طرح سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے۔ اور کس کی ہمت وجرأت ہے کہ: وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا مقابلہ کر سکے؟ صحیح بات یہ ہے، کہ سعید و نیک بخت وہ ہے: جس کا سر اسکے آستانے پر رکھا ہو۔ اور شقی و بد بخت وہ ہے: جس کا سر تکبر سے آسمان پر ہو۔ ہم بندے ہیں، ہمارا کام ہے التجا اور سوال کرنا۔ اور وہ مولیٰ ہے: بندہ پروری خوب جانتا ہے۔ بندے کو قبولیت اور عدم قبولیت کی فکر میں نہیں رہنا چاہئے۔ قبول ہونا یا نہ ہونا تو بعد کی چیز ہے، کلمۂ دعا خود بہت سی خصلاتِ حمیدہ کا جامع ہے۔ مثلاً عبادت، اخلاص، حمد، شکر، ثنا، تہلیل، توحید، درود، سوال، رغبت، رہبت وخوف، ندا، طلب، مناجات، اِفْتِقَارْ ومحتاجی، خشوع و خضوع، تَذَلُّلْ و عاجزی، مَسْکَنَتْ، اِسْتِعَانَتْ، استکانت وسکون اور التجا وغیرہ در بارگاہِ رب الوریٰ۔ اگر بندہ دعا دعا کے طریقے سے کرتا ہے، تو گویا دعا کے وقت اتنی صفات سے متصف ہوتا ہے۔ ؎

حافظ وظیفہ تو دعا کردن است وبس　　　که در بند آں مباش کہ شنید یا نشنید

تنبیہ

ہماری بہت سی دعائیں جو بظاہر قبول نہیں ہوتیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ: ہم دعا پڑھتے ہیں۔۔۔ کرتے نہیں۔ ایک ہے دعا پڑھنا، اور ایک ہے دعا کرنا۔ اگر بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعا کے آداب کے ساتھ دعا کرے، تو یہ دعا آسمانوں کے دروازے کھول دیتی ہے۔ یہاں تک کہ اس بندۂ داعی کی دعا عرش تک پہنچ جاتی ہے۔ اور جو صرف زبان سے دعا کے الفاظ فرفر ادا کرتے، یا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں تحکمانہ انداز اپناتے ہیں اور عجز و نیاز مندی نام کو نہیں ہوتی

ہے، ان کی دعا کانوں سے آگے نہیں پہنچتی ہے۔ (روح البیان:۱-تفسیر نعیمی:۲)

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ! کرے دل سے

۱۷۵/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

الآیۃ الثانیہ

{اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ - وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ -}۔(پ:۸، الاعراف:۵۵)

ترجمہ: اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ، بیشک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔ اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ، اس کے سنورنے کے بعد۔ اور اس سے دعا کرو ڈرتے اور طمع کرتے۔ بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے۔

تفسیر و خلاصہ

اس آیت مبارکہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دعا کے حکم کے ساتھ ساتھ آداب دعا میں سے بہت سے آداب کی طرف بھی اشارہ فرما دیا۔ تَضَرُّعاً سے عاجزی وانکساری کی طرف، کہ بندے کو چاہیے: جس وقت اپنے رب سے دعا کرے، تب اس کے اندر انکساری وتواضع اور عاجزی بدرجۂ اتم ہو۔ اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے، جب بندہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور نعمتوں کو یاد کریگا اور اپنے گناہوں پر نظر رکھے گا۔ ظاہر ہے اس

صورت میں اس کے اوپر ندامت وشرمندگی طاری ہوگی۔ اور ندامت وشرمندگی دل کی شکستگی وانکساری کا سبب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ مُنْکَسِرُ الْمِزَاج اور شکستہ دل لوگوں کے بہت قریب ہوتا ہے۔ حدیث قدسی ہے:

حدیث ۲۴۴: اِنِّیْ عِنْدَ الْمُنْکَسِرَۃِ قُلُوْبُھُمْ لِاَجْلِیْ۔

"جن کے دل میرے خوف وخشیت سے شکستہ رہتے ہیں، میں ان کے بہت قریب ہوں۔" (ذیل المدعاء)

۱۷۶/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

قبولیت دعا کی علامت

جب انسان اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قدرت کاملہ اور اپنے عجز، محتاجی اور مفلسی پر نظر کریگا تو خود بخود اس کو رونا آئے گا۔ انسان اگر یہ سوچ لے، کہ: کہاں میں گنا ہگار وسیاہ کار بندہ اور کہاں وہ عظمت وجلال والی بارگاہ! تو یہ تصور خود ہی اس پر لرزہ طاری کر دیگا۔ لیکن ساتھ میں وہ مولیٰ رحیم وکریم بھی ہے، تو اب وہ بندہ اپنے معصیت وگناہ پر نظر کر کے خائف، لرزاں وترساں رہے گا، لیکن اپنے مولیٰ کی رحمت عامہ اور فضل وکرم سے امیدیں بھی قائم رکھیگا۔ جب خوف وامید دونوں کا اجتماع ہوگا، تو جان لو کہ اب اس کی بارگاہ میں مانگنے کا وقت آگیا ہے۔ اس صورت میں بندہ جو دعا کرتا ہے، وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں قبول ہوتی ہے۔ اگر بندہ تصور عظمت وجلال میں ڈوب جائے اور یہ مبارک تصور اتنا غلبہ کرے کہ اس کی زبان اس طرح بند ہو جائے کہ عرض مدعا کے لئے بھی نہ کھلے، تو قسم خدا کی یہ خاموشی ہزار عرضیوں سے زیادہ کام دے گی۔

خشوع وخضوع: دعا کی شرط اول

دعا کے وقت شرم وحیا، ادب اور خشوع وخضوع کا ہونا لازم وضروری ہے۔ کیوں کہ یہ چیزیں دعا کی روح اور جان ہیں۔ بغیر خشوع وخضوع کے دعا تنِ بے جان کی طرح ہے۔ اسی نکتۂ خوف وامید کی طرف رب اشارہ فرماتا ہے: {وَادْعُوْهُ خَوْفاً وَّطَمَعاً} اس آیت مبارکہ سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ جب بندہ اپنے رب سے دعا کرے، تو شروع میں اپنے مولیٰ کو اس کے محبوب اور پیارے ناموں سے پکارے۔ جیسا کہ اس آیت میں اس کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک اسم مبارک ہے: رَبٌّ۔

۱۷۷ ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

اسم اعظم

رَبٌّ کا معنی ہے: مُرَبِّیْ جو تَرْبِیَت سے بنا ہے۔ اس کا معنی ومطلب ہے: کسی شئے کو رفتہ رفتہ اس کے کمال تک پہنچانا۔ بے شک ہمارا رب بے شمار نعمتوں سے ہمارے ظاہری جسموں کا مربی ہے۔ اور بے شمار معارف وحقائق کے ذریعہ سے ہمارے قلوب کا مربی ہے۔ اسم رب کا ایک کمال وخوبی یہ بھی ہے کہ: اگر آپ اس لفظ کو پلٹ دیں تو یہ بَرّ بن جاتا ہے۔ جو خود اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اسماء حسنیٰ میں سے ایک اسم ہے۔

''اسم رب'' کے بارے میں سیدنا خضر علیہ السلام سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں: اسم اعظم وہ کلمۂ مبارکہ ہے، جس کے ذریعہ سے ہر نبی وولی حق کے دشمن نے بھی دعا کو شروع کیا ہو۔ سیدنا آدم علیہ السلام نے { رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا} (پ:۸۔

الاعراف: ۲۳) سے اپنی عرض پیش کی۔ صحابہ وتابعین {رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا} (پ: ۴، آل عمران: ۱۹۱) سے اپنا عرض مدعا کیا کرتے تھے۔ اور جب اس کے دشمن نے بھی اس سے کچھ مانگا تو {رَبِّ اَنْظِرْنِیْ} (پ ۸۔ الاعراف) کہا۔ (روح البیان)

یَارَبَّنَا یَارَبَّنَا یَارَبَّنَا

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص عاجزی و لاچاری کے وقت اپنے مولیٰ کو پانچ بار ''یَارَبَّنَا، یَارَبَّنَا'' سے یاد کریگا، تو اس کا کریم مولیٰ اسے اس مصیبت و پریشانی سے امان عطا فرمائے گا جس کا وہ خوف رکھتا ہے۔ اور وہ چیز عطا فرمائے گا جو وہ چاہے گا۔

قرآن کریم میں اس کلمۂ مبارکہ کو پانچ مرتبہ ذکر فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا:

{وَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ} (پ ۴، آل عمران: ۱۹۵)

ترجمہ: ان کے رب نے انکی دعا قبول کر لی۔

حدیث ۲۴۵: رسول کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم مبارک "اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ" پر ایک فرشتہ مقرر فرمادیا ہے۔ جب کوئی بندہ اسے تین مرتبہ کہتا ہے، تو فرشتہ کہتا ہے: مانگ "اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ" تیری طرف متوجہ ہوا ہے۔ (احسن الوعاء)

۱۷۸/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

دعا میں توجہ اور یقین ضروری

اس آیت میں تضرعاً اور خشوعاً سے دعا کے وقت جہاں خشوع و خضوع اور عجز کا ہونا

ضروری ہے، اسی طرح بندے کے دل کا حاضر ہونا بھی ضروری ہے۔اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے:

حدیث ۲۴۶: اللہ تعالیٰ غافل دلوں کی دعا قبول نہیں فرماتا۔

ان لوگوں پر افسوس ہوتا ہے جو زبان سے تو اس کی قدرت اور اس کے کرم کا اقرار کرتے ہیں، مگر دل دوسروں کی طرف متوجہ ہیں اور دوسروں کی عظمت و بڑائی میں مشغول ہوں۔اس لئے دعا کرنے والے کے لئے لازم ہے، کہ: حضورِ قلب کے ساتھ اس بات کا بھی یقین کرے کہ میرا ربّ کریم دعا قبول فرمائے گا۔

حدیث ۲۴۷: حدیث میں ہے: اُدْعُوا اللّٰهَ وَ اَنْتُمْ مُوْقِنُونَ بِالْاِجَابَةِ۔ (تم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرو اس حال میں کہ تمہیں اس بات پر یقین ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہاری دعا ضرور قبول فرمائے گا۔) (روح البیان)

کیونکہ کسی دعا یا عرضی کے رد اور عدم قبولیت کا سبب یا تو یہ ہے کہ: جس سے دعا کر رہا ہے، وہ قبول کرنے سے عاجز ہے۔ یا اس میں جود و کرم نہیں ہے۔ یا اُسے دعا کرنے والے اور مانگنے والے کی حالت اور عاجزی کا علم نہیں ہے۔لیکن مومن بندہ جس مولیٰ سے مانگتا ہے وہ اِنتمام عیبوں اور کمزوریوں سے پاک ہے۔اس لئے کہ وہ قادر و قدیر بھی ہے۔۔جواد و کریم بھی ہے۔۔اور علیم و خبیر بھی۔لَا مَانِعَ لَهٗ مِنَ الْاِجَابَةِ۔

حضورِ قلب و ذہن

حدیث ۲۴۸: بنی اسرائیل نے اپنے زمانے کے پیغمبر سے شکایت کی: ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔مولیٰ کی طرف سے جواب آیا: میں ان کی دعا کس طرح قبول کروں؟ یہ صرف زبان سے دعا کرتے ہیں، ان کے دل غیروں کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔

۱۷۹ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ

میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

موسیٰ علیہ السلام اور چرواہا (حکایت)

حضرت سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام ایک ایسے شخص کے پاس سے گذرے، جو بظاہر بہت ہی عجز وانکساری سے دعا مانگ رہا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں کہا: لَوْ كَانَ حَاجَتُهٗ بِيَدِيْ لَقَضَيْتُهَا۔ (اگر اس کی ضرورت پوری کرنا میرے بس میں ہوتا، تو میں ضرور پوری کر دیتا۔) تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی کی اور فرمایا: میں تم سے زیادہ رحیم ومہربان ہوں۔ لیکن اس کی حالت تو یہ ہے کہ: دعا تو مجھ سے کر رہا ہے، مگر اس کا دل اپنی بکریوں میں لگا ہوا ہے۔ اور میں ایسے بندے کی دعا قبول نہیں کرتا، جو سوال تو مجھ سے کرے اور اس کا دل میرے غیر کی طرف متوجہ ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کرنے والے انسان کو یہ بات بتا دی۔ تو وہ آدمی دل کی گہرائیوں سے مولیٰ کی طرف متوجہ ہو۔ پھر اس کی حاجت پوری کر دی گئی۔ (روح البیان)

ما زبان نہ نگریم و قال را
ماروان را بنگریم وحال را

ہم زبان والفاظ نہیں دیکھتے، ہمارے یہاں تو باطن، سوزِ دُرُوں اور شکستہ حالی دیکھی جاتی ہے۔

دلوں کی حفاظت کرو

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خاص محلِّ نظر بندے کا دل ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

حدیث ۲۴۹: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ۔ وَ لٰكِنْ

يَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ۔

بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہاری ظاہری صورتوں اور مال و دولت کو نہیں دیکھتا ہے، بلکہ تمہارے دل اور تمہارے اعمال کا اخلاص دیکھتا ہے۔)۔۔۔

(روح البیان۔۔۔ذیل المدعاء)

اس لئے ہر دعا کرنے والے پر لازم ہے کہ: جہاں تک ممکن ہو سکے اپنے دل کو غیر کے خیالات سے پاک کرے اور حضورِ قلب سے حسن ظن کے ساتھ اپنے مولیٰ سے دعا کرے۔

۱۸۰/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

خودی کو تم فنا کر دو

اے میرے دوست! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت ازل ہی سے مخلصوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ جب تک تم دل سے اپنی اور تمام مخلوق کی ہستی کو خدا کی ہستی میں گم نہ کر دو گے، تب تک مدعا حاصل نہیں ہوگا۔ تعجب ہے! اس شخص پر، جو جبّار بادشاہ کے دربار میں اپنی عظمت و بڑائی کا دعویٰ کرے۔ تعجب ہے! اس شخص پر، جس کی طرف جبّار بادشاہ متوجہ ہو، اس پر کرم کرنا چاہتا ہو، اور یہ بندۂ عاجز ولاچار اس وقت کسی اہل کار یا چوکیدار سپاہی کی طرف توجہ اور دھیان دے۔ ایسا بندہ انعام کا مستحق نہیں، بلکہ سزا کے لائق ہے ۔ مومنین مخلصین کا حال تو یہ تھا کہ وہ ہر وقت لرزہ براندام رہتے تھے۔

حکایت: سیدنا سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن نماز پڑھا رہے تھے۔ جب {اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ} (ہم تجھی کو پوجتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے

ہیں) پر پہنچے، تو روتے روتے بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے، تو لوگوں نے پوچھا: حضور کیا ہوا؟ تو آپ نے فرمایا: مجھے اس آیت پر ایک خیال آیا، کہ اگر غیب سے ندا ہو جائے'' جھوٹے چپ ہو جا، تجھے ہمارا ہی دربار جھوٹ بولنے کو رہ گیا۔ رات دن روزی روٹی کی تلاش میں گلی کوچہ مارا مارا پھرتا ہے اور بیماری کے لئے ڈاکٹروں اور طبیبوں سے التجا وفریاد کرتا ہے، اور ہم سے کہتا ہے کہ تجھی کو پوجتا ہوں اور تجھی سے مدد چاہتا ہوں۔'' تو میں اس وقت کیا جواب دوں گا؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارے اس قال کو حال بنائے۔ زبان کو دل کے موافق اور ظاہر کو باطن کے مطابق فرمادے۔

(روح البیان۔۔۔ احسن الوعاء)

۱۸۱/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پسندیدہ چیز

حدیث ۲۵۰: سیدنا انس ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُلَحِّيْنَ فِي الدُّعَاءِ (بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ الحا اور گریہ وزاری کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔) (الدر المنثور، ۷)

اسی لئے علماء کرام نے فرمایا: دعا میں اچھے اچھے الفاظ استعمال کرنے کی کوشش نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ عجز و انکساری، دلی نیاز مندی اور حضورِ قلب کی کوشش کرنا چاہئے۔ موسم باراں اور موسم بہار میں سرسبز پودے پتھروں پر نہیں اگا کرتے۔۔۔ رنگ برنگے پھول تو نرم وملائم مٹی میں اگا کرتے ہیں۔ اسی طرح بندہ جس قدر عاجزی اختیار کریگا، اتنے ہی زیادہ اس کی دعاؤں سے رنگ برنگے قسم قسم کے ثمرات ونتائج

حاصل ہونگے۔ اکڑ وتکبر سے ہر وقت پرہیز ضروری ہے۔ لیکن خاص طور سے دعا کے وقت تو اس خصلت قبیحہ کی بو تک قریب نہیں آنا چاہئے۔

زور را بگذار زاری را بگیر

رحم سوئے زاری آید اے فقیر

اے فقیر ومحتاج! تکبر اور زعم طاقت وقوت دل ودماغ سے نکال کر عاجزی اختیار کر، (کیونکہ) خدا کی رحمت عاجزی کرنے والے کی طرف آتی ہے۔ (تکبر واکڑ دکھانے والے کی طرف نہیں۔)

۱۸۲/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

دعا کی حکمتیں

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں بندے کا دعا مانگنا عبادت عظیمہ بلکہ بفرمان حدیث "عبادت کا مغز" ہے۔ لیکن اس کے علاوہ بھی دعا میں بے شمار فوائد ومنافع ہیں۔ جو بندے کو بارگاہ الٰہی سے عطا ہوتے ہیں۔ چند فائدے یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔

(۱) دعا سے بندے میں محبت الٰہی پیدا ہوتی ہے۔ کیوں کہ انسان اپنے حاجت روا کو محبوب رکھتا ہے۔

(۲) دعا سے اطاعت الٰہی کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ کیونکہ انسان کو اِس سے اپنی محتاجی اور رب تبارک وتعالیٰ کی بے نیازی کا احساس ہوجاتا ہے۔ اور رعایا اپنی مجبوری اور اپنے حاکم وبادشاہ کے اختیارات جان کر ہی اسکی اطاعت وفرمانبرداری کرتی ہے۔

(۳) دعا انبیا کی سنت ہے۔ ہر پیغمبر نے ہر موقعہ پر دعائیں مانگی ہیں۔

(۴) دعا سے آنے والی مصیبت ٹل جاتی ہے۔ اور بدنصیبوں کے نصیب کھل جاتے ہیں۔۔۔۔ (۵) دعا سے اللہ کی رحمتیں باقی اور قائم رہتی ہیں۔

(۶) ہر عبادت بغیر دعا معلق رہتی ہے۔ دعا اس عبادت کا پر ہے، جس سے وہ بارگاہ خدا میں پہنچتی ہے۔

(۷) دعا اللہ تبارک وتعالیٰ کو بہت پیاری ہے۔ اسی لئے اس نے اپنے کلام کریم میں جگہ جگہ اپنے بندوں کو دعا مانگنے کا حکم دیا۔

(۸) **حدیث ۲۵۱:** اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام سے فرمایا: ایک کام تمہارا ہے اور ایک کام ہمارا۔ تمہارا کام ہے دعا مانگنا اور ہمارا کام دعا قبول کرنا

(الدر المنثور۔ تفسیر نعیمی ۲)

۱۸۳/ **ویں مجلس:** پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

کبھی محروم نہیں مانگنے والا رب کا

(۹) دعا مانگنے والا کبھی محروم نہیں رہتا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

حدیث ۲۵۲: اِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ رَحِیْمٌ کَرِیْمٌ یَسْتَحْیِیْ مِنْ عَبْدِہٖ اَنْ یَّرْفَعَ اِلَیْہِ یَدَیْہِ ثُمَّ لَا یَدَعُ فِیْہِمَا خَیْرًا (کنز العمال،۱)

بیشک اللہ حی اور رحیم وکریم ہے۔ وہ اس بات سے حیا فرماتا ہے، کہ: بندے کے ہاتھ اس کی طرف اٹھیں، پھر وہ اس کے پھیلے ہوئے ہاتھوں میں کچھ نہ رکھے اور خالی واپس کر دے۔

شانِ کریمی

اپنے رب کریم کی شان کریمی تو دیکھو! کہ وہ غنی و بے نیاز ہو کر اپنے بندے کے پھیلے ہوئے ہاتھوں کو خالی پھیرنے سے حیا فرماتا ہے۔ اور ایک ہم ہیں، کہ: فقیر و محتاج ہو کر بھی اس کی ناشکری و نافرمانی سے نہیں شرماتے۔ ہمیں تو ہر وقت اسکی عبادت و بندگی اور اطاعت و فرمانبرداری میں ہی لگا رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمت و توفیق عطا فرمائے۔

(۱۰) دعا نہ مانگنا لاپرواہی و غفلت کی نشانی ہے۔ اور مومن و مخلص بندہ اپنے مولیٰ سے ایک لمحے کے لئے غافل نہیں ہوتا۔ اس کی شان یہ ہے کہ اپنے مولیٰ سے ہر وقت دعا مانگتا رہتا ہے۔ (۱۱) دعا سے اظہار بندگی بھی ہوتا ہے۔ (۱۲) ہر مذہب کے پیروکاروں نے دعا کی۔ حتی کے کفار بھی دعا مانگتے تھے۔ (تفسیر نعیمی، ۲)

۱۸۴/ ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

دعا کی برکت

حدیث ۲۵۳: روایت میں آتا ہے، کہ: فرعون دن بھر خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور رات کو دعا و گریہ و زاری میں مشغول ہو جاتا۔ اسی وجہ سے اس کا جاہ و مرتبہ اور ملک و مال مدت تک قائم رہا۔ (الکلام الاوضح)

لیکن جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے مقابلہ کیا، تو دریائے نیل کی شاخ قُلْزُم میں لیجا کر ڈبو دیا گیا۔

تنبیہ: اس آیت میں {لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ} سے پتہ لگتا ہے، کہ: بندے کو

ناجائز اور ناممکن دعا نہیں مانگنا چاہئے۔ جیسے، کوئی کہے: ''خدایا مجھے موت کبھی نہ دے'' اور ''خدایا مجھے نبی بنا دے''۔ اور جہاں اعلان و جہر مضر ہو۔ وہاں دعا و ذکر میں اعلان و جہر اور چیخنے چلانے سے بچنا چاہئے۔

حدیث ۲۵۴: جیسا کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر صحابہ کی ایک جماعت نے نعرۂ تکبیر بلند کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو تم تو سمیع اور بصیر و قریب کو پکارتے ہو۔ (تفسیر نعیمی)

اس آیت مبارکہ سے ایک باریک نکتہ اور سامنے آتا ہے۔ وہ یہ کہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت اور اس کا کرم محسنین اور نیکوکاروں کے بہت قریب ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں بھی آیا ہے:

حدیث ۲۵۵: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت نیکوکاروں پہ نازل ہوتی ہے۔

کثرت سے دعا قبول ہونے کے مقامات

اسی لئے علما نے فرمایا کہ چند جگہوں پر دعا بہت قبول ہوتی ہے۔ (۱) بیت اللہ شریف پر پہلی نظر پڑتے وقت۔ (۲) طواف میں ملتزم کے پاس۔ (۳) بیت اللہ میں چاہِ زم زم کے پاس۔ (۴) آب زم زم پیتے وقت۔ (۵) صفا اور مروہ پر۔ (۶) سعی کرتے وقت۔ (۷) مقام ابراہیم کے پیچھے۔ (۸) میدان عرفات میں۔ (۹) مزدلفہ میں۔ (۱۰) منیٰ میں۔ (۱۱) تینوں جمروں (شیطان کو کنکری مارنے کی جگہ) کے پاس۔ (۱۲) انبیاء کرام علیہم السلام کے مزارات کے پاس۔ (۱۰) بزرگان دین کی قبور کے پاس۔ (روح البیان)

۱۸۵/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

یہاں سے ہاتھ خالی کوئی بھی جایا نہیں کرتا

بزرگوں اور نیک لوگوں کے پاس دعا مانگنا انبیاء کرام علیہم السلام سے ثابت ہے۔ جیسا کہ سورۂ آل عمران میں اس کا تفصیلی بیان موجود ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام بالا خانہ میں حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس۔ جبکہ وہ انکی کفالت میں تھیں۔ کھانے پینے کے سامان لیکر جاتے تھے۔ لیکن جب انہوں نے وہاں انکے پاس غیبی سامان اور بے موسم کے پھل موجود پائے، تو وہاں کھڑے ہو کر اولاد کے لئے دعا کی تھی۔ جس کو قرآن مجید خود اپنے انداز میں فرماتا ہے۔

{هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً}

(پ:۳۔آلِ عمران:۳۸)

ترجمہ: وہاں زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب سے دعا کی۔ اور عرض کی: اے میرے رب! مجھے اپنے کرم سے صالح وطیب اولاد عطا فرما۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا، اور حضرت یحییٰ علیہ السلام سی نیک، فرمانبردار اور صاحب نبوت اولاد عطا فرمائی۔ حالانکہ اس سے پہلے بھی حضرت زکریا علیہ السلام اولاد کے لئے دعا مانگ چکے تھے۔ لیکن جب حضرت مریم کے پاس کھڑے ہو کر دعا مانگی، تو قبول ہوگئی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب

معاملہ دراصل یہ ہے، کہ: بزرگوں کے مزارات اور یہ اولیاء اللہ خدا کی رحمت کے سینٹر و اسٹیشن ہیں۔ ان کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنا محبوب بنا کر یہ اختیار دیا ہے، کہ: اس کی

رحمتیں اس کے بندوں کو تقسیم کریں۔ اسلئے ان کے مزارات پر حاضری دو، کیونکہ وہاں سے خدا کی رحمتیں ملا کرتی ہیں۔ بہر حال بندے کو ہر وقت اپنے رب سے دعا کرتے رہنا چاہیئے۔ اس کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔

۱۸۶/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

رب کا اعلان

حدیث ۲۵۶: سیدنا انس ابن مالک رضی اللہ عنہ {ادعونی استجب لکم} کی تفسیر میں فرماتے ہیں، تمہارا رب فرماتا ہے:

اے میرے بندے! اگر تو مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور مجھ سے امیدیں وابستہ رکھے گا، تو میں تیری وہ سب خطائیں بخش دونگا جو تو نے کیں۔ اور اگر تو زمین برابر گناہ لیکر مجھ سے ملے گا، تو میں زمین بھر بخشش ومغفرت سے ملاقات کرونگا۔ اور تو خطائیں یہاں تک کرے کہ وہ آسمان بھر ہو جائیں، پھر تو مجھ سے بخشش ومغفرت کی بھیک مانگے گا تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔ (الدر المنثور، ۷)

سچ فرمایا ہے میرے رب نے: {وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا}

ترجمہ: اور اسے انجام کی کوئی پرواہ نہیں۔ (پ ۳۰، الشّمس: ۱۵)

عفو وعافیت

انسان کو چاہیئے کہ اپنی دعاؤں میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے عفو، عافیت اور اس کا فضل طلب کرے۔ حدیث میں آتا ہے:

حدیث ۲۵۷: دعا میں افضل یہ ہے، کہ: تو اپنے رب سے دین و دنیا اور آخرت میں عفو و عافیت مانگے۔

حدیث ۲۵۸: عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: سَلِ اللّٰہَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ (اللہ تبارک وتعالیٰ سے دین و دنیا اور آخرت کی عفو و عافیت مانگو۔)

حدیث ۲۵۹: سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: دعا میں تم کثرت سے عافیت طلب کرو۔

حدیث ۲۶۰: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ سے عفو و عافیت طلب کرو۔اس لئے کہ یقین کے بعد عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں عطا کی گئی۔

(کنز العمال،۱)

۱۸۷/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

خاتمہ بالخیر فرما (حکایت)

ایک صاحب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں یہ دعا کثرت سے مانگا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ اخْتِمْ لِیْ مِنْكَ الْخَیْرَ (اے اللہ [عَزَّوَجَلَّ] اپنے کرم سے میرا خاتمہ بالخیر فرما۔) ایک دن صابن کی بھٹی میں گر پڑے اور انتقال کر گئے۔ حالت یہ بنی کہ غسل دینا مشکل تھا۔ بعد میں کسی نے خواب میں دیکھا، تو پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہنے لگے: جب میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، تو میں نے مولیٰ سے عرض کی: اے مولیٰ! یہ مجھ پر کیسی موت مسلط کی گئی؟ تو ادھر سے ارشاد ہوا: تو یہی

دعاء مانگا کرتا تھا الٰہی میرا خاتمہ بالخیر ہو؟ (سووہ ہو گیا۔) تو نے یہ کبھی نہیں کہا کہ: میں عافیت کا طلبگار رہوں۔ (نزہۃ المجالس)

حدیث ۲۶۱: روایت میں آتا ہے: وَاسْئَلِ اللّٰہَ الْعَافِیَۃَ وَالْیَقِیْنَ۔ (اللہ عَزَّوَجَلَّ سے عافیت اور یقین کی بھیک مانگو۔)

عافیت ویقین میں دونوں جہان کی نعمتیں شامل ہیں۔ اے اللہ میں تجھ سے عافیت ویقین کا سوال کرتا ہوں۔

دعا میں وسیلہ

مومن بندے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل اور عافیت کا سوال شب و روز کرتے رہنا چاہئے۔ کیوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں جو بھی عطا فرماتا ہے، وہ سب کچھ تَفَضُّلاً اور احساناً عطا کرتا ہے۔ ہاں اگر اپنی دعا میں واسطہ اور وسیلہ بنائے، تو انہیں بنائے جو خدا کے محبوب اور دوست ہیں۔ ان کے وسیلے سے دعائیں بہت جلد قبول ہوتی ہیں۔ اور خدا کے محبوبوں کو وسیلہ بنانا انبیاء کا طریقہ بھی ہے اور آدمی کی سنت آبائی بھی۔ حضرت آدم **علیہ السلام** ۳۰۰ سو سال تک روکر توبہ کرتے رہے، لیکن باب اجابت نہ کھلا۔ تب آپ نے اس ہستی کو وسیلہ بنایا، جس کا نام جنت کی ہر شئی پر خدا کے نام کے ساتھ لکھا دیکھا تھا، تو فوراً بابِ اجابت کھل گیا۔ رحمت الٰہی کو جوش آگیا۔ اور حضرت آدم **علیہ السلام** کی توبہ قبول ہوگئی۔ اپنے اعمال پر اعتماد و بھروسہ اور گھمنڈ نہیں کرنا چاہئے۔ یہ ابلیسی طریقہ ہے۔ ابلیس کے مردود ہونے کی وجہ یہی ہے کہ وہ عمل پر اترا گیا تھا۔

۱۸۸/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

عمل کا بدلہ اور فضل خدا

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ثابت بنانی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: ایک شخص ستّر برس خدا کی عبادت کرتا رہا۔ اور اپنی دعا میں یہی کہتا تھا: رَبِّ اَجۡزِنِیۡ بِعَمَلِیۡ (اے میرے رب! مجھے میرے عمل کا بدلہ دے۔) اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ جب وہ ستر برس جنت میں رہ لے گا، تو مدّت پوری ہوتے ہی اس سے کہا جائے گا: نکلو تمہارے عمل کا بدلہ پورا ہو گیا۔ اب کون سا ہے عمل جس پر تم دنیا میں زیادہ بھروسہ کرتے تھے؟ جب وہ غور کریگا تو کوئی ایسا عمل نہ پائے گا، جس کے بدلے کچھ طلب کرے۔ پھر وہ دعا کریگا: اے میرے رب! جب میں دنیا میں تھا، تو تیرے بارے میں سنا تھا کہ تو لغزشوں کو معاف کرتا ہے اور خطاؤں سے درگزر فرماتا ہے، آج میری لغزش کو معاف فرما دے۔ پھر اسے جنت میں چھوڑ دیا جائے گا۔

(الدر المنثو ر/ ۷)

حق یہ ہے کہ جنت کی نعمتیں ہوں یا دنیا کی عافیتیں ـــ سب کچھ خدائے پاک کا فضل و احسان اور اس کے محبوبوں کا صدقہ۔ ہمارے اعمال کا بدلہ ہرگز نہیں۔ ہمارے اعمال تو صرف اس کا فضل حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہیں۔ باقی تو سب اس کے فضل پر منحصر ہے۔

۱۸۹/**ویں مجلس**: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

الآیۃ الثالِثہ

{اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَ یَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ وَ یَجۡعَلُکُمۡ خُلَفَآءَ

الاَرْضِ﴾ (النمل،پ٢٠ آیت ٦٢)

ترجمہ: یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے۔ اور دور کر دیتا ہے برائی اور تمہیں زمین کا وارث کرتا ہے۔

تفسیر و تشریح

دنیا میں کتنے سخی اور داتا ہیں جو بن مانگے اور بن بلائے دینا تو دور، مانگنے پر سائل کی جھولی مرادوں سے بھر دیں؟ اور اگر کوئی ہے بھی تو سائلوں اور مانگنے والوں سے کتنے خوش ہوتے ہیں؟ مگر قربان جاؤ مالک حقیقی کے کرم و احسان پر، وہ اعلان فرما رہا ہے: بتاؤ! کون ہے؟ جو تمہیں پریشانیوں سے نجات دیتا ہے۔ کون ہے؟ جو تمہیں حرج و مرض، غربت و مفلسی، قرض و غرق، قید و بند اور جور و ظلم سے چھٹکارا دلاتا ہے۔ بیشک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی نہیں۔ جب بے چین و بے قرار بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کو پکارتا ہے، تو وہ ضرور اس کی سنتا ہے اور اس کو پریشانی سے نجات دیتا ہے۔ لیکن دعا و پکار میں عجز و انکساری اور نیاز مندی ہو۔ کیونکہ جدھر پستی و ڈھلان ہوتا ہے، پانی ادھر ہی بھاگتا ہے۔ جہاں سوال ہوگا، جواب بھی تو وہیں آئیگا۔

حکایت: حضرت شیخ داؤد یمانی رحمۃ اللہ علیہ ایک بیمار کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ بیمار نے کہا شیخ میری صحت کے لئے دعا کیجئے! شیخ نے کہا: تم خود دعا کرو، اسلئے کہ تم مضطرب و بے قرار ہو۔ اور بے چین دلوں کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ کیونکہ ان میں احتیاج و نیاز مندی زیادہ ہوتی ہے۔ اور محتاج و نیاز مند اللہ تعالیٰ کو پیارے ہیں۔

ہر کجا دردے دوا آنجا بود　　　ہر کجا فقرے نوا آنجا رود

جہاں درد ہوتا ہے، دوا وہیں جاتی ہے۔ (اسی طرح) جہاں فقر و مفلسی ہوتی ہے، مدد (بھی) وہیں پہنچتی ہے۔

۱۹۰/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

مضطر اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں

حدیث ۲۶۲: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: **مجھے تمہاری دنیا کی تین چیزیں بہت پسند ہیں۔** (۱) خوشبو (۲) عورتیں (۳) میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز۔۔۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب یہ ارشاد مبارک سنا، تو عرض کی: یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے بھی دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں (۱) آپ کے جلوں کا نظارہ کرنا (۲) آپ کی خدمت میں اپنا مال خرچ کرنا (۳) آپ کے دربار کی حضوری۔۔۔ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بولے: مجھے بھی دنیا کی تین چیزیں محبوب ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو دیکھنا (۲) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دشمنوں کے ساتھ سختی کرنا (۳) حدودِ شریعت کی حفاظت۔۔۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بولے: مجھے بھی دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں۔ (۱) سلام کا پھیلانا (۲) کھانا کھلانا (۳) جب لوگ رات میں سو رہے ہوں، تب نماز پڑھنا۔۔۔ سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ بولے: مجھے بھی دنیا کی تین چیزیں پیاری ہیں۔ (۱) تلوار چلانا (۲) گرمی کا روزہ (۳) مہمان کا اکرام۔۔۔۔ اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام حاضرِ دربار ہوئے، اور عرض کی: سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے بھی دنیا کی تین چیزیں محبوب ہیں۔ (۱) بھٹکوں کو راہ دکھانا (۲) مساکین کی مدد کرنا (۳) کلام رب العالمین۔ پھر وہ غائب ہو گئے۔ ایک ساعت کے بعد آئے، اور عرض کی اللہ تعالیٰ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سلام پیش کرتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے: مجھے بھی تمہاری دنیا کی تین چیزیں محبوب اور پیاری ہیں۔ (۱) عاصیوں کے آنسو (۲) توبہ نہ کرنے والے گناہگاروں

کاعذاب (۳) اور بے چین و بے قراردلوں کی دعا قبول کرنا۔ (روح البیان)

۱۹۱/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

مومن کا ہتھیار اور دین کا ستون

حدیث ۲۶۳: ایک اور حدیث میں ہے، اللہ تعالیٰ بکثرت بار بار دعا کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حدیث ۲۶۴: سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ روایت کرتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دعا مومن کا ہتھیار، دین کا ستون اور زمین و آسمان کا نور۔ (ذیل المدعا)

حدیث ۲۶۵: سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بلا اتر چکی اور جو ابھی نہ اتری دعا سب میں نفع دیتی ہے۔ فَعَلَيْكُمْ يَاعِبَادَ اللهِ بِالدُّعَاءِ (تو اے خدا کے بندو! اپنے اوپر دعا لازم کرلو۔

دعا دافع بلا

حدیث ۲۶۶: سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اِنَّ الْبَلَاءَ يَنْزِلُ فَيَتَلَقَّاهُ الدُّعَاءُ فَيَعْتَلِجَانِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک بلاء و مصیبت آسمان سے اترتی ہے، تو دعا اس کے سامنے آجاتی ہے۔ پھر دونوں قیامت تک کشتی لڑتی رہتی ہیں۔ (مطلب یہ ہے کہ: دعا اس بلا کو اترنے نہیں دیتی۔) (الدر المنثور، ذیل المدعا)

۱۹۲/ **ویں مجلس**: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

غیبی مدد (حکایت)

ایک شخص لوگوں کو خچر پر کرایہ پر لیجایا کرتا تھا۔ اور اسی کرایہ پر اس کی گذر بسر ہوتی تھی۔ اس کا بیان ہے: ایک مرتبہ ایک شخص نے میرا خچر کرایہ پر لیا، اور میں اسے سوار کر کے لے چلا۔ ایک جگہ دوراہے پر پہنچے، تو اس نے کہا: اس راہ پر چلو۔ میں نے کہا: میں اس راستے سے واقف نہیں۔ سیدھی راہ یہی ہے۔ اس نے کہا: نہیں اسی پر چلو۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں یہ راستہ بہت نزدیک کا ہے۔ میں اس کے کہنے پر اس راستے پر چل پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ: ہم ایک لق ودق بیابان میں پہونچ گئے، جہاں نہ کوئی آدم نہ آدم زاد اور نہ کوئی راستہ۔ بڑا خطرناک جنگل ہے اور ہر طرف لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ میں یہ سب کچھ دیکھ کر سہم گیا۔ وہ مجھ سے کہنے لگا: ذرا لگام تھامو، مجھے اترنا ہے۔ میں نے لگام تھام لی۔ وہ اترا، اپنا تہبند اور کپڑے سمیٹے اور چھری نکال کر مجھ پر حملہ آور ہو گیا۔ میں وہاں سے بھاگا، لیکن اس نے میرا پیچھا کیا اور مجھے پکڑ لیا۔ میں اسے قسمیں دیتا رہا لیکن اس نے میری ایک نہ سنی۔ میں نے کہا یہ خچر اور کل سامان تو لے لے، اور مجھے چھوڑ دے۔ اس نے کہا: یہ تو میرا ہو ہی چکا ہے۔ لیکن میں تجھے بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں نے اسے خدا کا بہت خوف دلایا، آخرت کے عذابوں سے ڈرایا، لیکن اس پر ان باتوں کا کوئی اثر نہ پڑا۔ وہ میرے قتل پر اڑا رہا۔

آخر میں مایوس ہو کر مرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اور اس سے یہ التجا کی مجھے دو رکعت نماز ادا کر لینے دے۔ اس نے کہا: جلدی پڑھ لے۔ میں نے نماز شروع کی،

لیکن خدا کی قسم مارے خوف کے میری زبان سے قرآن کریم کا ایک حرف بھی نہیں نکل رہا تھا۔ میں یونہی ہاتھ باندھے خوف زدہ کھڑا تھا، اور وہ جلدی مچا رہا تھا۔ اسی وقت اتفاق سے میری زبان پر یہ آیت مبارکہ جاری ہوگئی اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَ یَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ} (کون ہے جو بے چین و بے قرار کی فریاد کو سنتا اور قبول کرتا ہے؟ جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور کرتا ہے۔) اس شخص کا بیان ہے، اس آیت مبارکہ کا زبان پر جاری ہونا تھا کہ: میں نے دیکھا، جنگل سے ایک گھوڑ سوار تیزی سے اپنا گھوڑا بھگائے نیزہ تانے ہماری طرف چلا آ رہا تھا۔ اور آتے ہی بغیر کچھ کہے اپنے نیزے سے اس ڈاکو کے پیٹ کو چاک کر دیا۔ وہ ڈاکو اسی وقت بے جان ہو کر گر پڑا۔ سوار نے اپنے گھوڑے کی لگام موڑی اور جانا چاہا، لیکن میں اس کے قدموں سے لپٹ گیا اور گریہ وزاری کرتے ہوئے کہا: خدا کے واسطے بتاؤ آپ کون ہیں؟ اور کہاں سے آئے ہیں؟ اس نے کہا: میں اس کا بھیجا ہوا ہوں، جو مجبوروں، بے کسوں اور بے بسوں کی دعائیں قبول کرتا ہے اور آفتوں و مصیبتوں کو ٹال دیتا ہے۔

۱۹۳/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

دعاءِ اکسیر (حکایت)

حدیث ۲۶۷: اسی طرح کا ایک واقعہ ابن ابی دنیا نے اپنی کتاب میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ایک انصاری صحابی جن کی کنیت ابو معلق تھی، جو بہت بڑے تاجر تھے اور غیر ملکی تاجر (اکسپورٹر) ہونے کے ساتھ ساتھ بہت متقی و پرہیزگار بھی تھے۔ ایک مرتبہ وہ تجارت کے لئے نکلے، تو ہتھیاروں سے لیس

ایک ڈاکو ان کے سامنے آ گیا۔ اور بولا: تمہارے پاس جو کچھ ہو نکال کر رکھ دو، میں تمہیں قتل کروں گا۔ انہوں نے اس سے کہا: تمہیں میرے قتل سے کیا ملے گا؟ تمہارا مقصد مال ہے، مال لے لو۔ وہ بولا مال تو میرا ہے ہی، میں تمہیں قتل بھی کروں گا۔ وہ صحابی فرماتے ہیں، میں نے اس سے کہا: جب تو نہیں مانتا ہے، تو مجھے چار رکعت کی مہلت دے۔ وہ بولا: جو چاہو پڑھ لو۔ پس میں نے چار رکعت نماز ادا کی۔ اور آخری سجدے میں اپنے رب کی بارگاہ میں تین مرتبہ یہ دعا کی:

يَا وَدُوْدُ يَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِيْدِ يَا فَعَّالٌ لِّمَا تُرِيْدُ، اَسْئَلُكَ بِعِزِّكَ الَّذِيْ لَا يُرَامُ، وَبِمُلْكِكَ لَا يُضَامُ، وَبِنُوْرِكَ الَّذِيْ مَلَأَ اَرْكَانَ عَرْشِكَ اَنْ تَكْفِيَنِيْ شَرَّ هٰذَا اللِّصِّ۔ يَا مُغِيْثُ اَغِثْنِيْ۔ يَا مُغِيْثُ اَغِثْنِيْ۔

پس سجدے میں دعا کا پڑھنا تھا کہ: اچانک ایک گھوڑ سوار ہاتھ میں نیزہ لئے سامنے آجاتا ہے۔ جب چور نے اسے دیکھا، تو چور بھی اس کی طرف متوجہ ہو۔ تب سوار نے نیزے سے اس کو قتل کر دیا۔ پھر وہ صحابی گھوڑ سوار کی طرف بڑھے، اور کہا: رکئے، آپ کون ہیں؟ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آج آپ کے ذریعہ سے میری مدد کی۔ تو وہ گھوڑ سوار بولا: اَنَا مَلَكٌ مِّنْ اَهْلِ السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ۔ (میں چوتھے آسمان کا فرشتہ ہوں) جب تم نے پہلی مرتبہ دعا کی، تو میں نے آسمانوں کے دروازوں کی آواز سنی۔ ثُمَّ دَعَوتَ بِدُعَائِكَ الثَّانِي فَسَمِعْتُ لِاَهْلِ السَّمَاءِ ضَجَّةً (پھر جب تم نے دوسری مرتبہ دعا کی، تو میں نے آسمان والوں کا شور سنا) اور جب تم نے اپنی تیسری دعا سے پکارا تو مجھ سے کہا گیا: دُعَاءُ مَكْرُوبٍ۔ ([یہ آواز] بے قرار و پریشان حال کی دعا و پکار کی ہے۔) تو میں نے اللہ سے عرض کیا: مجھے اس کے قتل پر مقرر کر دے۔ (مجھے اس ڈاکو کے قتل کے لئے بھیجا گیا، اور میں نے اسے قتل کر دیا۔)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص تازہ وضو کرے اور چار رکعت نماز

پڑھ کراس دعا کے ساتھ دعا کرے،تو اس کی دعا قبول کی جائے گی۔ پریشان ہو یا خوش حال۔(الجواب الکافی لابن کثیر)

۱۹۴/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

الآية الرابعة

{وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ۔} (المؤمن، آیت:۶۰،پ:۲۴)

ترجمہ: اورتمہارے رب نے فرمایا: مجھ سے دعا کرو، میں قبول کروں گا۔ بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھینچتے ہیں،عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہوکر۔(کنزالایمان)

تفسیر

اس آیت مبارکہ میں { اُدْعُوْنِیْٓ} کے ذریعہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہم بندوں کو اپنی بارگاہ میں مانگنے کا حکم صادر فرمایا۔ یہاں اُدْعُوا میں دعا سے مراد سوال ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے: تم مجھ سے سوال کرو۔ مجھ سے بھیک مانگو۔ میرے خزانے رحمت و برکت کی دولت سے بھرے ہوئے ہیں۔ میرا کرم ہر امیدوار کی امیدیں پوری کرتا ہے۔کون سا ایسا گدا اور فقیر ہے؟ جو میرے آستانے پر جبینِ نیاز خم کرے،اور اس کی مراد کو پورا نہ کیا جائے؟ کون سا ایسا سائل ہے؟ جس نے دست سوال دراز کیا ہو،اور اس کی جھولی کو نہ بھرا گیا ہو؟ تم میری بارگاہ میں غفلت کے پردے ہٹا کر مانگو تو، میں رحیم و کریم ہوں بلا مہلت و دیری کے تمہیں عطاء کروں گا۔تم خطا و معصیت اور تکبر و گھمنڈ کو میٹ

کر میری جناب میں دستِ سوال تو دراز کرو، میں تمہاری مرادیں پوری کردوں گا۔ تم دعا کی شرائط پوری کر کے دامن پھیلائے میرے در پر صدا تو لگاؤ، تمہاری دعا مستجاب ہوگی۔

علماء فرماتے ہیں: دعا ہر حاجت کی کنجی ہے۔ لیکن رزقِ حلال اس کنجی کے دندانے ہیں۔

۱۹۵/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

دعا ضرور قبول ہوتی ہے

حدیث ۲۶۸: امام بخاری رضی اللہ عنہ الادب المفرد میں اور حاکم ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی مومن بندہ ایسا نہیں ہے، جو اللہ تعالیٰ سے ایسی دعا کرے جس میں نہ کوئی گناہ ہو اور نہ قطع رحم، تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی دعا تین صورتوں میں سے ایک صورت میں ضرور قبول فرماتا ہے۔ یا تو اس کی مراد کو فوراً پورا کر دیتا ہے۔ یا آخرت میں ذخیرہ بنا دیتا ہے۔ یا اس دعا کے طفیل اس سے کسی بلا کو ٹال دیتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی: اب تو ہم کثرت سے دعا کریں گے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اَللّٰہُ اَکْثَرُ (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے زیادہ دینے والا ہے۔)۔ **(الدر المنثور، ۱)**

حدیث ۲۶۹: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک کی دعا قبول کی جاتی ہے، جب تک کہ وہ جلدی نہ کرے۔

جلدی کا مطلب یہ ہے کہ: کہے میں نے دعا کی، مگر قبول نہ ہوئی۔ بندۂ مومن کی شان یہ ہوتی ہے، اگر کسی وقت اس کی دعا قبول نہ ہو، تو اس کو وہ اپنی کمی اور کوتاہی پر ہی

محمول کرتا ہے۔

ترک گناہ دعائے مستجاب ہے

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے دعا کے لئے عرض کیا، تو آپ نے فرمایا: کہ ترک گناہ سے ہی دعا مستجاب ہوتی ہے۔ (روح البیان ۱۲، ص ۲۳۵)

حضرت حکیم ترمذی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں: جو شخص دعا کرنے سے پہلے دعا کا راستہ توبہ، انابت، رزق حلال اور اتباع سنت وغیرہ سے صاف نہیں کرتا، تو اس کی دعا کے مردود ہونے کے زیادہ چانس ہیں۔ (روح البیان ۱۲، ص ۲۳۳، الدر المنثور ۱/۱)

۱۹۶/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

دعا کی توفیق سب کو نہیں ملتی

یہ بھی حقیقت ہے کہ اس بارگاہ عظیم میں دعا کی توفیق بھی اسی کو دی جاتی ہے، جس کی قبول کی جاتی ہے۔ اور جس کی دعا قابل قبول نہیں ہوتی، اسے دعا کی توفیق بھی نہیں ملتی۔ جیسا کہ توبہ کا حال ہے، کہ: توبہ کی توفیق اسی کو دی جاتی ہے، مشیت جس کی توبہ قبول کرنا چاہتی ہے۔ حدیث میں ہے:

حدیث ۲۷۰: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ۔ (جس کے لئے دعا کے دروازے کھول دئے گئے (اور اسے دعا کی توفیق دی گئی) اس کیلئے رحمت کے دروازے کھول دئے گئے (اس کی دعائیں قبول کی گئیں۔) (ذیل المدعا)

دعا سے ناامیدی مناسب نہیں

کبھی ایسا ہوتا ہے، کہ انسان دعا کرتا ہے لیکن اس کا مدعا فوراً حاصل نہیں ہوتا۔ تو ایسی صورت میں بھی بندۂ مومن کو ناامید اور مایوس نہیں ہونا چاہیئے، بلکہ اپنے رب کی بارگاہ میں بار بار کثرت سے دعا کرتے رہنا چاہیئے۔

حدیث ۲۷۱: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث مرفوع مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دعا سے عاجز نہ ہو۔ اس لئے کہ کوئی بھی دعا کے ساتھ ہلاک نہیں کیا گیا۔

حدیث ۲۷۲: ایک حدیث میں آتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ بروز قیامت ایک بندۂ مومن کو لائیگا اور اپنی بارگاہ میں کھڑا کریگا۔ اور ارشاد فرمائے گا:

رب کریم: اے میرے بندے! میں نے تجھے اپنی بارگاہ میں دعا کا حکم دیا تھا اور تجھ سے قبولیت کا وعدہ بھی کیا تھا، {اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ} تو کیا تو نے مجھ سے دنیا میں دعا کی تھی؟

بندۂ اثیم: اے میرے رب، ہاں! (کی تھی۔)

رب کریم: کیا تو نے کبھی ایسی دعا کی تھی، جو میں نے قبول نہ کی ہو؟ کیا تو نے فلاں دن دعا نہیں کی تھی۔ فلاں دن فلاں غم و تکلیف کے لئے دعا نہیں کی تھی، جو تجھ پر آئی تھی اور میں نے اس کو دور نہ کیا تھا؟

بندۂ اثیم: اے میرے رب! وہ سب تو نے دور کئے تھے۔

رب کریم: فَاِنِّیْ عَجَّلْتُهَا لَكَ فِی الدُّنْیَا۔ (یہ وہ دعائیں تھیں جن کو جلدی تجھے دنیا میں عطا کر دیا تھا۔) لیکن تو نے فلاں فلاں دن کسی دکھ اور تکلیف میں دعا کی تھی، لیکن تو نے اس میں کچھ راحت و آرام نہ دیکھی؟

بندۂ اثیم: ہاں! میرے مولیٰ۔

رب کریم: بیشک تیری وہ دعائیں، جنکو دنیا میں بظاہر قبول نہیں کیا گیا تھا، انہیں جنت میں ہم نے ایسے ایسے ذخیرہ بنادیا۔ (الدر المنثور، ۱)

۱۹۷/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

ابھی کرلو ورنہ قیامت میں پچھتاؤ گے

حدیث ۲۷۳: ایک اور حدیث میں آتا ہے، جب مومن بندہ قیامت میں ان دعاؤں کا بدلہ دیکھے گا، جو دنیا میں قبول نہیں ہوئی تھیں، تو تمنا کریگا کاش! دنیا میں میری کوئی دعا قبول نہ ہوتی۔

{اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ} سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ: ہمارا مولیٰ چاہتا ہے، کہ اس کے بندے اس کی بارگاہ میں التجائیں کریں، گریہ وزاری کریں اور اپنی عاجزی، بیچارگی، محتاجی اور لاچاری ظاہر کریں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کو بندے کی محتاجی اور التجائیں بہت پسند ہیں۔ حدیث میں آتا ہے:

حدیث ۲۷۴: اللہ عَزَّوَجَلَّ پچھلی رات کو آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے، اور اعلان کرتا ہے۔ کون ہے جو مجھے پکارے میں اسے جواب دوں؟ کون ہے جو مجھ سے (دعا) مانگے میں قبول کروں؟ (الکلام الاوضح)

غرض کہ بندے کو صبر، صدق اور توکل سے اپنے مولیٰ کی بارگاہ میں رجوع کرتے رہنا چاہئے۔ اگر کچھ تاخیر بھی ہو، تو مایوس و ناامید نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ۔

کبھی تو چشم کرم اٹھے گی، کبھی تو ہم پر انعام ہوگا

عابداور کتا (حکایت)

ایک عابد کسی پہاڑ پر رہتا تھا۔ وہاں ایک انار کا درخت تھا، جس میں ہر روز تین انار آتے تھے۔ جن کو وہ کھالیتا تھا اور اپنے مولیٰ کی عبادت کرتا تھا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کو اس کا امتحان منظور ہوا۔ ایک روز انار نہ لگے۔ اس نے صبر کیا، دوسرے اور تیسرے دن بھی یہی ہوا، اس میں انار نہ لگے۔ جب تیسرا دن گذرا، تو گھبرا کر پہاڑ سے نیچے اترا۔ اس پہاڑ کے نیچے ایک نصرانی رہا کرتا تھا، اس سے سوال کیا۔ اس عیسائی نے اس کو چار روٹیاں دے دیں۔ اس عیسائی کا کتا اس عابد کو دیکھ کر بھونکنے لگا، عابد نے ایک روٹی کتے کو ڈال دی۔ کتے نے روٹی کھا کر پھر اس کا پیچھا کیا۔ اس نے دوسری ڈال دی۔ پھر بھی اس نے پیچھا نہ چھوڑا، اس طرح کتے نے چاروں روٹیاں کھالیں۔ لیکن بھونکنے سے باز نہ آیا، تو عابد نے کہا: اے لالچی کتے! ناحق کوشش کرتا ہے تجھے شرم نہیں آتی۔ میں تیرے مالک کے گھر سے بھیک مانگ کر لایا، تو نے مجھ سے سب چھین کر کھالی، اب بھی پیچھا نہیں چھوڑتا۔ تو کتے نے کہا: میں تجھ سے زیادہ بے شرم نہیں ہوں، کہ جس مالک ومولیٰ نے برسوں بے محنت وبلا مشقت ایسا نفیس اور عمدہ رزق تجھے کھلایا اور تین دن نہ ملنے پر اتنا گھبرایا کہ اس کے دشمن کے گھر بھیک مانگنے آگیا۔ (الکلام الاوضح)

۱۹۸/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

دعا نہ مانگنے والے سے خدا ناراض

حدیث ۲۷۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: مَنْ لَّمْ يَسْأَلِ

اللّٰہَ یَغْضِبُ عَلَیْہِ (جو اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا اور سوال نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔)۔۔۔(سنن ابن ماجہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا اور اس کی اطاعت وفرمانبردای، اس سے دعا کرنے ہی میں ہے۔ اور جب خدا راضی، پھر اس کی رضا میں ہر خیر حاصل ہے۔ جیسا کہ ہر بلاء ومصیبت اس کے غضب میں ہے۔

حدیث ۲۷۶: حدیث قدسی ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: میں اللہ (عَزَّوَجَلَّ) ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ جب میں راضی ہوتا ہوں تو رحمت وبرکت سے نوازتا ہوں اور میری برکت کی کوئی حد نہیں اور جب میں ناراض ہوتا ہوں تو لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت ساتویں پشت تک پہنچتی ہے۔(واللہ اعلم باالصواب)

ارشاد رب العباد

حدیث ۲۷۷: ایک اور حدیث میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ: اللہ رب العزت خود ارشاد فرماتا ہے: جب میرا بندہ مجھ سے سوال کرتا ہے، تو میں اسے عطا فرماتا ہوں۔ اور وہ جب مجھ سے سوال نہیں کرتا، تو میں اس سے ناراض ہوجاتا ہوں۔(کنز العمال ۱/۱)

حدیث ۲۷۸: امام بخاری رضی اللہ عنہ الادب المفرد میں سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، وہ فرماتی ہیں:

سُئِلَ النَّبِیُّ ﷺ اَیُّ العِبَادَۃِ اَفْضَلُ؟ قَالَ دُعَاءُ الْمَرْءِ لِنَفْسِہٖ۔ (نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا: سب سے افضل عبادت کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: انسان کا اپنے لئے دعا کرنا۔(الدر المنثور ۷/۱)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی ﷺ نے دعا کو افضل عبادت اس لئے قرار دیا، کہ اس

میں خدا کی رضا بدرجۂ اتم شامل ہے۔

۱۹۹/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

ہر چیز خدا سے مانگو

حدیث ۲۷۹: حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: آپ ایمان والوں سے فرما دیں، جب وہ دعا کریں تو جلدی نہ کریں۔ مجھے بخیل نہیں پائیں گے۔ کیا وہ جانتے نہیں ہیں، میں بخیلوں کو پسند نہیں کرتا ہوں؟ تو میں بخیل کیسے ہو سکتا ہوں؟ اے موسیٰ (علیہ السلام) اگر تم بڑی سے بڑی چیز بھی مانگنا، تو شرم وحیاء نہ کرنا۔ اور چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی مجھ سے طلب کرو۔ حتیٰ کے اپنی بکری کے لئے چارہ بھی مجھ سے ہی طلب کرو۔ اے موسیٰ (علیہ السلام) کیا آپ کو معلوم نہیں ہے؟ میں نے رائی کے دانے اور اس سے بھی چھوٹی چیزوں کو پیدا فرمایا ہے۔ اور میں جانتا ہوں، کہ: جس چیز کو بھی میں نے پیدا فرمایا ہے، مخلوق اس کی محتاج ہے۔ تو جو بندہ یہ جان کر مجھ سے سوال کرتا ہے، کہ میں دینے اور منع کرنے پر قادر ہوں، تو میں اس کی مراد کو بخشش کے ساتھ پورا کرتا ہوں۔ یعنی اس کا سوال بھی پورا کرتا ہوں اور اسے بخش بھی دیتا ہوں۔ اور اگر اس نے میری حمد وثنا کی عطاو منع ہر دو صورت میں، تو میں اس کو جنت میں "دَارُ الْحَمَّادِيْن" میں ٹھہراؤں گا۔ اور اگر کسی بندہ نے مجھ سے دعا وسوال نہیں کیا، پھر بھی میں نے اسے عطا کیا، تو جان لو قیامت میں اس کا سخت حساب ہوگا۔ (الدر المنثور، ۷)

اس حدیث قدسی میں بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا وسوال کرنے پر کس قدر

زور دیا گیا ہے۔ اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا اس کی بارگاہ میں گڑگڑانے اور اس سے سوال کرنے ہی میں ہے۔ اس حدیث سے وہ لوگ نصیحت حاصل کریں، جو دنیا کی آرام وآسائش میں ڈوبے ہیں، اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت اور اس کی بارگاہ میں دعا سے دور ہیں قیامت میں سخت حساب کے لئے تیار رہیں۔ اللہ اپنی امان میں رکھے۔

۲۰۰/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

جو بھی مانگو خدا سے، دیتا ہے (حکایت)

ایک فقیر نے ایک بادشاہ سے ایک روپئے کا سوال کیا بادشاہ نے کہا: تم کو شرم نہیں آتی ہے، بادشاہ سے ایک روپئے کا سوال کرتے ہو۔ تو فقیر نے عرض کی: اگر آپ کو ایک روپئے کے سوال پر توہین محسوس ہوتی ہے؟ تو مجھے اپنی بادشاہت دے دیجئے۔ بادشاہ نے کہا: بادشاہت کے تم اہل نہیں ہو۔ تو فقیر یہ کہتا ہوا چلا گیا: سبحان اللہ پاک ہے خدا کی ذات، میرا خدا ہر چھوٹی بڑی چیز عطا فرماتا ہے۔ فقیروں کو روٹی کے ٹکڑے اور بادشاہوں کو بادشاہت۔ اس پر احسان یہ کہ سوالی کے سوال سے ناراض نہیں ہوتا۔ بلکہ جس قدر سوالی سوال کرتا ہے، وہ خوش ہوتا ہے۔

چار چیزیں

حدیث ۲۸۰: سیدنا انس ابن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی، ہمارے ولی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے انسان! ایک چیز میرے لئے ہے، ایک تیرے لئے، ایک میرے تیرے بیچ اور ایک تیرے اور میرے بندوں کے بیچ۔ (۱) میرے لئے تو یہ کہ: تو میری ہی عبادت کرے، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔ (۲) تیرے لئے یہ کہ: تو جو بھی عملِ خیر اور نیک کام کریگا، میں اس کا پورا پورا بدلا دونگا۔ اور اگر تو بخشش و مغفرت کی بھیک مانگے گا، تو میں غفور رحیم ہوں۔ [میں تجھے بخش دونگا۔]۔ (۳) جو میرے اور تیرے بیچ ہے، وہ یہ کہ: تیرا کام سوال و دعا ہے۔ اور میرا کام قبول و عطا۔ (۴) وَاَمَّا الَّتِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَ عِبَادِیْ فَارْضِ لَهُمْ مَا تَرْضٰی لِنَفْسِكَ۔ (اور وہ جو (بہت اہم ہے، اور) تیرے اور میرے بندوں کے بیچ ہے، وہ یہ کہ: تو جو اپنے لئے پسند کرے وہ ان کے لئے پسند کر۔)

حدیث ۲۸۱: حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، حضرت عروہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اپنی نماز میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے اپنی ضرورتوں کا سوال کرلیا کرتا ہوں۔ حتیٰ کہ اپنے اہل خانہ کے لئے نمک بھی مانگ لیتا ہوں۔ **(الدرالمنثور ۷/)**

فصل



{دعا}

احادیث کی روشنی میں

۲۰۱/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

افضل دعا

حدیث ۲۸۲: اَوْفَقُ الدُّعَاءِ اَنْ یَّقُولَ الرَّجُلُ:اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ، وَاَنَا عَبْدُكَ۔ ظَلَمْتُ نَفْسِی، و اَعْتَرَفْتُ بِذَنْبِی۔ یَا رَبِّ فَاغْفِرْ لِی ذَنْبِیْ، فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلاَّ اَنْتَ۔(عن ابی ھریرۃ)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، دعاؤں میں موافق اور افضل یہ ہے، کہ: بندہ اپنے رب کی بارگاہ میں یوں عرض کرے۔ اے اللہ (عَزَّوَجَلَّ)! تو میرا پروردگار ہے اور میں تیرا کمزور اور ضعیف بندہ۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور مجھے اپنے گناہوں کا احساس و اقرار ہے۔ اے میرے رب! میرے گناہ بخش دے۔ (بے شک تو میرا مالک ہے۔) واقعی تیرے سوا کوئی گناہ بخشنے والا نہیں۔ **(کنز العمال ۱/۱)**

گناہ بخشنا خالق و مالک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کسی کا کام نہیں۔ اسی لئے کتاب و سنت میں جگہ جگہ بار بار رب کی بارگاہ میں گناہوں سے بخشش و معافی طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ حدیث پاک ہمیں تنبیہ فرما رہی ہے، کہ ہم اپنی نفسیاتی کمزوریوں کا اعتراف کریں۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ: بندہ جب اپنے گناہوں کا احساس واقرار کریگا، تو یقیناً اس میں عاجزی و لچک پیدا ہوگی۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کو بندے کی یہی ادا بہت پسند ہے۔

حدیث ۲۸۳: سیدنا سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ذوالنون یونس علیہ السلام کی دعا - جو انہوں نے مچھلی کے

پیٹ میں کی - وہ {لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ} (پ ۱۷، الانبیاء ۸۷) تھی۔ تو جو مومن بندہ ان الفاظِ مبارکہ کے ساتھ دعا کرے گا، اس کی دعا اللہ عَزَّوَجَلَّ ضرور قبول فرمائے گا۔ **(الجواب الکافی بحوالہ ترمذی)**

اِس دعاءِ مبارکہ میں بھی ہمیں اپنی کوتاہیوں کا احساس دلایا جارہا ہے۔

۲۰۲/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت کریمہ

حدیث ۲۸۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی معاملہ درپیش ہوتا، تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان کی جانب سر اقدس کو اٹھاتے اور دعا میں خوب کوشش کرتے۔ اور رب کی بارگاہ میں عرض کرتے: یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ۔ (ترمذی)

حدیث ۲۸۵: سیدنا انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی پریشانی درپیش ہوتی، تو رب کی بارگاہ میں عرض کرتے: یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ۔ (ترمذی)

انسان کو جب بھی جس آن موقعہ میسر آئے، اپنے رب کی بارگاہ میں دعا کرنے میں کاہلی اور کنجوسی نہیں کرنا چاہئے۔ ایک حدیث میں ہے:

حدیث ۲۸۶: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنی زندگی کے ہر لمحہ اور ہر ساعت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے خیر و عافیت اور بھلائی طلب کرو۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطاؤں، بخششوں اور جود و کرم کے کچھ اوقات ہیں۔ تم ان خاص لمحات کو پانے کی کوشش اور تدبیر

کرو، شاید کہ تمہیں ان میں سے کوئی وقت مل جائے۔ اور اگر وہ مبارک ساعت تم کو مل گئی، تو بدبختی تمہارے پاس نہ آئے گی۔ مانگو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے، تاکہ وہ تمہاری عورات و آبرو کی پردہ پوشی کرے۔ اور تمہاری عزت و عصمت کو محفوظ رکھے۔ (کنز العمال ۱ر۱)

دعاء کے اوقات

دعا کرنے والے کو رزق حلال کے ساتھ جب مکمل طور پر حضورِ قلب اور جمعیتِ خاطِر حاصل ہو، پھر ان اوقات مذکورہ میں سے کوئی وقت اس کے ہاتھ آ جائے، تو جان لو اس کا مدعا اس کے مولیٰ کے فضل سے اس کو مل ہی جائے گا۔ ان شاء اللہ

۱......بارش کے وقت۔
۲......مرغ کے آذان دیتے وقت۔
۳......آذان کے بعد۔
۴......فرض نمازوں کے بعد۔
۵......ختمِ قرآن کریم وقت۔
۶......رات کے آخری چھٹے حصے میں
۷......شب قدر میں۔
۸......خطبے اور نماز کے درمیان۔
۹......جمعہ کے دن دونوں خطبوں کے درمیان۔
۱۰......جمعہ کے دن عصر و مغرب کے درمیان، سورج ڈوبنے کے قریب۔
۱۱......رمضان میں افطار و سحری کے وقت۔ (تفسیر نعیمی)

۲۰۳ر ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

دعا کے مقامات

دعا کرنے والے کو آداب و اوقات دعا کی موافقت کے ساتھ اگر وہ مقامات بھی

حاصل ہوجائیں، جہاں دعائیں بہت جلد قبول ہوتی ہیں، پھرتو نُورٌ عَلٰی نُورٍ۔ (سونے پہ سہاگا۔) وہ مقامات یہ ہیں۔

۱......کعبہ شریف پر پہلی نظر پڑتے وقت۔

۲......مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ میں۔

۳......مطاف میں بوقت طواف۔

۴......طواف میں ملتزم کے پاس۔

۵......خود بیت اللہ شریف میں۔

۶......صفا و مروہ پر۔

۷......مَسْعیٰ میں سعی کے وقت۔

۸......مقام ابراہیم کے پیچھے۔

۹......میدان عرفات میں۔

۱۰......مزدلفہ میں۔

۱۱......مِنیٰ میں

۱۲۔جَمَرَاتِ ثَلٰثَۃ کے پاس۔

۱۳......زمزم شریف کے پاس، اور زمزم پیتے وقت۔

۱۴......انبیاء کرام علیہم السلام کے مزارت مقدسہ کے پاس۔

۱۵......اولیاء وصالحین کے مزارات کے پاس۔(روح البیان)

یہ وہ مقامات تھے، جہاں دعائیں بہت جلد قبول ہوتی ہیں۔لیکن قبولیتِ دعا کے لئے شرط وہی ہے، کہ: دعا کرنے والے کا رزق حلال ہو۔

اولیاء کرام قدس سرہم فرماتے ہیں: دعا آسمان کے دروازے کی کنجی ہے، اور حلال روزی کنجی کے دانتوئے۔ اگر انسان کسی نیک وصالح، خدارسیدہ بزرگ اور پارسا آدمی کے پاس دعا مانگے، تو بھی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ اور یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت بھی ہے۔ جیسا کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت بی بی مریم کے پاس کھڑے ہوکر دعا کی تھی۔ جس کا بیان گذشتہ صفحات میں مذکور ہوا۔

۲۰۴/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

جن کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے

جس طرح کچھ مقامات پر دعائیں بہت جلد اور بہت زیادہ قبول ہوتی ہیں، اسی طرح انسانوں میں کچھ حضرات ایسے ہیں، جن کی دعا بہت جلد اور بہت زیادہ قبول ہوتی ہے۔

جن کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے، ان میں سے بعض یہ ہیں۔

۱......عادل بادشاہ کی دعا۔ ۲......مظلوم کی دعا۔

۳......مجاہد فی سبیل اللہ کی دعا۔ ۴......ماں باپ کی دعا۔

۵......افطار کے وقت روزہ دار کی دعا۔ ۶......مسافر کی دعا۔

۷......گھر پہونچنے سے پہلے حاجی کی دعا۔ ۸......بیمار کی دعا۔

۹......مسلمان کے لئے اس کے پیٹھ پیچھے کرنے والے کی دعا۔

حدیث ۲۸۷: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سیدالمرسلین رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن بندے کی دعا اپنے مومن بھائی کے لئے اس کی پیٹھ پیچھے مستجاب ہے۔ اس کے سر کے پاس ایک مقرب فرشتہ ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے مومن بھائی کے لئے اس کی پیٹھ پیچھے دعا کرتا ہے، تو مقرب فرشتہ اس کی دعا پر آمین کہتا ہے۔ اور کہتا ہے: تیرے لئے بھی اس کے مثل ہو۔

ما نہ بودیم وتقاضہ ما نبود
لطف تو نہ گفتہ ما می شنود

اے میرے کریم! نہ ہم تھے اور نہ ہمارے مطالبے۔ اس وقت بھی تیری مہربانیاں ہماری ان کہی ضرورتوں کو سنتی تھیں (اور پورا کرتی تھیں۔)

(تفسیر نعیمی، ریاض الصالحین)

اجابت کا راز مخفی

حدیث ۲۸۸: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: خُذُوْا عَنِّی مَنَاسِکَکُمْ۔ (اپنے حج یا اپنی عبادات کے احکام مجھ سے سیکھو۔)

ہر مومن بندے کو اپنی عبادت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع و پیروی کرنا چاہئے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کے مطابق بلا کم و کاست عمل کرنا، نشانِ شانِ عبدیت ہے۔ اور عبادت میں زیادتیِ ثواب کا باعث بھی۔ کیونکہ جس قدر ذکر عبادت اور دعا میں اعتبارات زیادہ ہونگے، اسی قدر ثواب زیادہ ہوگا۔ کوئی شخص اپنی طرف سے کوئی ذکر یا دعا کرے، تو اسے محض ذکر و دعا کا ثواب ملے گا۔ اور اگر اُن الفاظ کے ساتھ ذکر اور دعا کی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی و منقول ہیں، اور نیت بھی اتباع و پیروی کی ہو، تو اسے دو ثواب ملیں گے۔ ایک ذکر کا اور دوسرا اِتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ خداوند قدوس خود ارشاد فرماتا ہے: لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔ (پ۲۱: الاحزاب: ۲۱)

ترجمہ: تمہارے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ اچھی پیروی کس کی ہوگی؟ خاص طور سے دعا میں۔

۲۰۵/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

میرے مصطفٰے کا ہمسر نہ ہوا، نہ ہے، نہ ہوگا

مومن کو دعا اُن کلمات اور اُن دعاؤں سے کرنا چاہئے، جو قرآن کریم و احادیث

مبارکہ میں وارد ومنقول ہیں۔ جن کو، ادعیۂ ماثورۃ، کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ ہر شخص کی طلب وجستجو اس کے علم ومعرفت اوراس کی ہمت واستعداد کے مطابق ہوتی ہے۔ یہی حال مولیٰ کے دربار میں حضوری کا بھی ہے۔ ہر ایک کی حضوریٔ دربار رب یا ہر ایک کا حضورِ قلب جدا گانا ہے۔ ایک عام مومن کی معرفت اوراس کا حضور ویسا نہیں ہوسکتا ہے، جیسا کہ کسی مومن کامل کی معرفت اوراس کا حضور قلب۔ مومن کامل کی معرفت اوراس کا علم کسی غوث وقطب یا کسی صحابی وصدیق کے برابر نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح اولیاء وصحابہ کی معرفت اوران کی ہمت واستعداد اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی وحبیب ﷺ کی ہمت واستعداد کے برابر نہیں ہوسکتی ہے۔ اور نہ ان کی حضوری اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب ﷺ کی حضوریٔ دربار مولیٰ کے برابر۔

کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب ﷺ کی معرفت اورانکی ہمت واستعداد تمام عالم کی معرفت اور ہمت سے وسیع تر ہے۔ اور حضوریٔ دربار پروردگار کا تو یہ عالم ہے، کہ: وہ وہاں گئے جہاں گمان کو راہ نہیں۔ جہاں مرغِ عقل تھک کر گر پڑا۔ اور قرب کا عالم۔۔۔ اللہ اللہ! قرآن شاہد ہے۔ اتنے قریب پہونچے، کہ اُسی کی زبان میں ’’بس ایک کمان یا اس سے بھی کم فاصلہ تھا۔‘‘ {وَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى} (پ۲۷، النجم ۹) اور انہوں نے سر کی آنکھوں سے اس کو دیکھا جس کو دنیا میں تو سر کی آنکھوں سے دیکھنا کسی کے لئے ممکن نہیں۔ اور یہ دیکھنا کوئی خواب یا نظر کا واہمہ نہ تھا۔ جو دیکھا وہ سچ اور مبنی برحقیقت تھا۔ کیونکہ {مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى} (النجم ۱۱) اور {مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى} (النجم ۱۷) اور محبوب کو جن اکرامات وانعامات سے نوازا ان پر {اَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى} (النجم ۱۰) جیسے نصوص شاہد عادل ہیں۔

وہی لا مکاں کے مکیں ہوئے سر عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہیں جن کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

۲۰۶/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

نبی کی اتباع ہی میں ہر فائدہ ہے

اگر دعا کرنے والا اپنے علم و معرفت سے ہٹ کر، نبی ﷺ کی اتباع و پیروی کی نیت سے آپ سے منقول کلمات و ادعیۃ سے دعا کرے، تو ثواب بھی زیادہ ہوگا۔ اور خاص اس ہمت و معرفت کا تصور کرے، جس ہمت و معرفت و استعداد سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب ﷺ اپنے رب کی بارگاہ میں عرض دعا کرتے تھے، تو امید ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل کچھ نہ کچھ ان کے انوار و تجلیات سے مشرف اور بہرہ یاب کرے۔ اور دعا کی اجابت سے بھی۔ شعر ؎

نبی رحمت، شفیع امت، رضا پہ لِلّٰہ ہو عنایت
اِسے بھی اُن خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا   دلہن بن کے نکلی دعائے محمد (ﷺ)

فائدہ: اسی لئے حکم ہے کہ: دعا قرآن کریم کے کلمات و عبارات، یا نبی کریم ﷺ سے منقول دعاؤں سے کرے، تو بہتر ہے۔ یا ان کلمات و عبارات سے جو صحابہ و اہل بیت اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہیں۔ اور ان حضرات گرامی رضی اللہ عنہم سے منقول کلمات و عبارات میں کوئی تغیر و تبدل نہ کرے۔

اعمال و وظائف میں بزرگوں سے اجازت کا راز

بزرگوں سے اوراد و وظائف اور اعمال کی اجازت لینے میں بھی شاید یہی راز

پوشیدہ ہے۔ کیونکہ اگر کسی آیت یا دعا کو پڑھ کر ہم عمل کریں، تو ہمارے پڑھنے کا وہ اثر نہیں ہوتا ہے، جو کسی کامل کے پڑھنے سے ہوتا ہے۔ اور یہ بات اسی معرفت وہمت کی ہے، جو انہیں حاصل ہے۔ (اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی ہمت ومعرفت سے نوازے۔) اسی لئے ہم بزرگوں سے اوراد و وظائف اور اعمال کی اجازت لیتے ہیں۔

۲۰۷/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

دعا ایک، فوائد انیک

اے دوستو! دعا ایک عجیب نعمت اور عمدہ دولت ہے۔ جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا فرمائی ہے۔ اور اپنے بندوں کو اپنے کلام میں دعا کی تعلیم عطا کی ہے۔ سورۂ فاتحہ کا ایک ایک کلمہ اور اس کا نام اس کے دعا کی تعلیم پر شاہد ہے۔ مشکلات کو حل کرنے میں اس سے زیادہ مؤثر کوئی چیز نہیں ہے۔۔۔ آفات و بلیات کو دفع کرنے میں اس سے بہتر کوئی ہتھیار نہیں۔ دعا اک ایسی چیز ہے، کہ: بندے کو اس سے کم سے کم پانچ فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

(۱) وہ عابدوں کی جماعت میں داخل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ دعا فی نفسہٖ خود عبادت ہے۔ بلکہ کہا جاتا ہے: ستر عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ حدیث میں ہے:

حدیث ۲۸۹: اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ۔ (دعا عبادت کا مغز ہے۔)

(۲) دعا کر کے بندہ اپنی عاجزی وانکساری کا اظہار کرتا ہے۔ اور اس کی دعا خدا کی قدرت اور کرم پر دلالت کرتی ہے۔

(۳) بندہ دعا کر کے حکم شرع بجا لاتا ہے۔ کیونکہ دعا کرنے پر شریعت میں بہت

تاکید آئی ہے۔ بلکہ نہ مانگنے پر غضبِ الٰہی کی وعیدیں آئیں ہیں۔

(۴) دعا کر کے بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سنت کی اتباع و پیروی کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اوقات میں خود بھی دعا فرماتے۔ اور دوسروں کو بھی تاکید فرماتے۔

(۵) دعا سے بلائیں دفع ہوتی ہیں۔ اور مدعا و مطلوب حاصل ہوتا ہے۔ اگر آدمی بلاء و مصیبت سے پناہ چاہتا ہے، تو خدائے کریم اپنے کرم سے پناہ دیتا ہے۔ اور اپنے مولیٰ کی بارگاہ میں جب وہ کسی بات کی طلب کرتا ہے، تو وہ خدائے رحیم اپنی رحمت سے دنیا ہی میں اس کو عنایت فرما دیتا ہے۔ یا آخرت میں اسکی دعا کا ثواب اس کو عطا فرمائے گا۔

۲۰۸/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

کرو گر دل سے، تو کوئی دعا خالی نہیں جاتی

حدیث ۲۹۰: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے: بندے کی دعا تین باتوں سے خالی نہیں جاتی۔ یا تو دعا سے اس کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔ یا دنیا میں اسے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ یعنی جو مانگتا ہے اسے مل جاتا ہے۔ یا اس کے لئے آخرت میں بھلائی جمع کر دی جاتی ہے۔

اور یہ آخری صلہ جو دعا پر ملے گا، اتنا عظیم، اتنا گراں مایہ اور اتنا کثیر و مفید ہوگا، کہ بندہ دنیا میں دعاؤں کی قبولیت پر حسرت و افسوس کا اظہار کریگا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

حدیث ۲۹۱: بندہ جب آخرت میں اپنی ان دعاؤں کا ثواب دیکھے گا، جو دنیا میں قبول نہ ہوئی تھیں تو تمنا کریگا، کہ کاش دنیا میں میری کوئی دعا قبول نہ ہوتی۔ اور وہ

سب آخرت کے واسطے جمع ہو جاتیں۔

آداب دعا

لیکن دعا کے یہ سارے فائدے، آخرت کا ثواب ہو یا دنیا کا مدعا، یہ سب کچھ اسی وقت حاصل ہوگا، جب دعا کے آداب کی رعایت کی جائے۔ ان آداب میں سے بعض آداب یہ ہیں۔

ادب (۱): دعا کرنے والے کو چاہئے، جس قدر ہو سکے اپنی دعا میں عاجزی و انکساری کا اظہار کرے۔ کیونکہ جس قدر ہماری طرف سے عاجزی زیادہ ہوگی، رب کریم کی طرف سے اسی قدر لطف وکرم میں زیادتی ہوگی۔

زور را بگذار زاری را بگیر　　رحم سوئے زار آید اے فقیر

اے فقیر! تکبر اور زُعمِ طاقت وقوت دل ودماغ سے نکال کر عاجزی اختیار کر۔ (کیونکہ) خدا کی رحمت عاجزی کرنے والے کی طرف آتی ہے۔ (تکبر وا کڑ دکھانے والے کی طرف نہیں۔)

اے درویش! دیکھتے نہیں! زمین سے زیادہ کوئی نیاز مند نہ تھا، اسی لئے آفتاب عنایت کرسی وفلک کو چھوڑ کر زمین پر چمکا۔

۲۰۹/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

جب تک نہ ہو قبول دعا مانگتے رہو

ادب (۲): دعا کرنے والے کو چاہئے کہ اپنی دعا میں تکرار کرے۔ تکرار طلب

کی سچائی پر دلالت کرتی ہے۔ اور تکرار بھی عدد طاق سے ہو، تو بہتر ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے:

حدیث ۲۹۲: اِنَّ اللّٰہَ وِتْرٌ یُحِبُّ الْوِتْرَ۔ (اللہ عَزَّوَجَلَّ وتر [بے جوڑ] ہے، وتر کو پسند کرتا ہے۔)

پانچ کے عدد سے تکرار کرے یا سات کے عدد سے۔ سات کا عدد اللہ پاک کو بہت پسند ہے۔ اور کم سے کم مرتبہ تین کا ہے۔ اس سے کم سے نہ مانگے۔ حدیث میں ہے:

حدیث ۲۹۳: بندہ دعا کرتا ہے، قبول نہیں ہوتی۔ پھر دعا مانگتا ہے، قبول نہیں ہوتی۔ پھر دعا کرتا ہے، اس وقت پروردگار عالم فرشتوں سے فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! میرے بندے نے غیروں کو چھوڑ کر میری طرف رجوع کیا ہے۔ (تم گواہ ہو جاؤ!) میں نے اس کی دعا قبول فرمائی۔

دعا مانگنے کا طریقہ

ادب (۳): دعا کرنے والے کو چاہئے کہ دعا کے وقت پاکیزہ اور صاف ستھرے کپڑے پہنے، اور باوضو قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر دوزانو بیٹھے، اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر سینے اور مونڈھے کے برابر لے جا کر بکمالِ ادب دعا کے اول و آخر پہلے خدا کی حمد کرے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی حمد پسند ہے۔ اور وہ تھوڑی حمد پر بہت راضی ہوتا ہے۔ پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل واصحاب پر درود پڑھے۔ اس لئے کہ درود شریف وہ عمل ہے، جس کو اللہ عَزَّوَجَلَّ ضرور بالضرور قبول فرماتا ہے۔ اور اللہ غنی و کریم کے کرم سے یہ بات بعید ہے، کہ: اول و آخر کو قبول فرمائے اور بیچ کو ردّ فرما دے۔ اور دعا سے پہلے پانچ بار لفظ یارَبَّنَا یا رَبَّنَا مقدم کرے۔

کیونکہ قرآن کریم میں اس لفظ کو پانچ بار مقدم کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

{فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ}

(ترجمہ: توان کے رب نے ان کی دعاء قبول کی۔)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص رنج وغم اور خوف و مصیبت کے وقت پانچ بار رَبَّنَا اٰمِنَّا کہے، تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسکو غم وخوف سے محفوظ فرماتا ہے۔ اور جو چاہتا ہے عنایت فرماتا ہے۔

۲۱۰/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

پھر وسیلہ پیش کرو

اس کے بعد خداوند قدوس کے اسماء وصفات، اس کے انبیاء اور اس کے اولیا کا وسیلہ پیش کرے۔ مثلاً عربی میں یوں عرض کرے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الْعَظِيْمِ وَبِفَضْلِكَ الْعَمِيْمِ وَبِجَاهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ۔ یا اس کو اردو میں یوں کہے: ''اے رب کریم! میں تیرے اسماء حسنیٰ اور فضل وعطا کے طفیل، تیرے حبیب سید المرسلین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے، تیرے اولیاء صالحین اور حضور سیدنا غوث اعظم جیلانی کے واسطے سے یہ سوال کرتا ہوں۔۔۔''

اس طرح کا وسیلہ پیش کرنے سے دعا بہت جلدی قبول ہوتی ہے۔ ہو سکے تو تین مرتبہ یاارحم الراحمین بھی پڑھے۔ اب عرض مدعا کا وقت آیا۔ پہلے اپنے گناہوں کو یاد کر کے شرمندہ ہو، اور نہایت شرم سے آسمان کی طرف نگاہ کئے بغیر، خشوع وخضوع، نیاز مندی اور حضورِ قلب کے ساتھ آنکھیں نیچی کئے ہوئے پست آواز سے پہلے اپنے لئے پھر ماں باپ، استاد، اولاد، برادر، دوست واحباب اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا مانگے۔

میرے استاد ماں باپ بھائی بہن — اہل و ولد و عشیرت پہ لاکھوں سلام
ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں — شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

دعا میں آخرت کو مقدم رکھے

ادب (۴): دعا کرنے والے کو چاہئے، اپنی دعا میں آخرت کی حاجت کو دنیا کی ضرورت پر مقدم کرے۔ تا کہ خدا کی رحمت اور اس کی اجابت دعا کرنے والے کی طرف متوجہ ہو۔

ادب (۵): دعا کرنے والے کو اپنی دعا میں الفاظ کے بنانے سنوارنے میں سجع و تکلف سے کام نہیں لینا چاہئے۔ کیوں کہ حدیث شریف میں ہے:

حدیث ۲۹۴: اِیَّاکُمْ وَالسَّجَعِ فِیالدُّعَاءِ۔ (تم دعا میں الفاظ و عبارت کو سنوارنے سے بچو۔)

اولیٰ و بہتر یہ ہے کہ: ان الفاظ و عبارات سے دعا کرے، جو قرآن و حدیث میں وارد ہیں۔ اور جوامع الکلم کے قبیل سے ہیں۔ جو دنیا و آخرت کے تمام مطالب کو جامع ہیں۔ جیسے: {رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً} (پ:۲، البقرۃ: ۲۰۱) وغیرہ۔

۲۱۱/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

قبولیت کے راز

ادب (۶): دعا سے پہلے کچھ صدقہ و نذر کرے۔ اس سے بھی پہلے اپنے گناہوں

سے توبہ کرے۔اور جس کسی کا حق آتا ہو،تو یا تو اس سے معاف کرالے یا ادا کرے۔یہ وہ راز ہیں جو دعا کی قبولیت میں پوری تاثیر رکھتے ہیں۔

ادب (۷): اپنی دعاؤں میں کوئی حقیر چیز نہ مانگے۔اس لئے کہ جس سے مانگ رہا ہے، وہ پروردگار غنی اور مالک الکل ہے۔اگر وہ تمام عالم کو ایک ساتھ میں انکی ہمت اور حوصلے سے زیادہ عطا فرمادے،تو اس کے خزانے میں رتی بھر کچھ نقصان و کمی نہ ہو۔

حدیث ۲۹۵: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب امام المرسلین ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جب خدا سے مانگو،تو فردوس مانگو۔اس لئے کہ: وہ اوسط بہشت اور اعلیٰ جنت ہے۔اس کے اوپر اللہ رحمن (جَلَّ جَلَالُہٗ) کا عرش ہے۔اسی سے بہشت کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔اور یہ بھی روایت میں آتا ہے:

حدیث ۲۹۶: جب تو خدا سے مانگ،تو بہت مانگ۔اس لئے کہ تو کریم سے مانگتا ہے۔

بلاشبہ دل سے لگتی بات ہے، اے دوست! سوچو! جب وہ رحیم و کریم مولیٰ ہمیں بلا ہماری لیاقت وحوصلے کے کروڑوں نعمتیں بن مانگے عطا فرماتا ہے،تو اگر ہم اس کی بارگاہ بے نیاز میں اپنی جھولیاں پھیلا کر مانگیں گے،تو ہمیں کیا کچھ نہ عطا فرمائے گا۔

تنبیہ: دعا کرنے والے کو چاہئے کہ دعا میں حد سے زیادہ نہ بڑھے۔مثلاً انبیا علیہم السلام کا مرتبہ، آسمان پہ چڑھنا، محال چیز یا جو محال کے قریب ہو نہ مانگے۔اسی طرح لغو اور بیہودہ دعا بھی نہ کرے۔جیسا کہ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

۲۱۲/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

تین دعائیں

حدیث ۲۹۷: بنی اسرائیل میں ایک شخص سنوس نام کا تھا۔ اسے حکم ہوا، تیری تین دعائیں قبول ہونگی۔ (جو مانگنا ہے مانگ لے۔) اس نے پہلی دعا اپنی عورت کے لئے کی، کہ: وہ سب سے حسین ہو جائے۔ تو وہ بنی اسرائیل کی تمام عورتوں سے زیادہ خوبصورت ہو گئی۔ (پھر) وہ غرور و شرارت پر اتر آئی۔ اور اپنے شوہر کو ستانے لگی۔ ایک دن (تنگ آ کر) اس کے شوہر نے غصہ ہو کر (دوسری دعا کرتے ہوئے) کہا: خدا تجھے کتیا کر دے۔ تو وہ اسی وقت کتیا ہو گی۔ پھر (اس کے) بیٹوں نے سفارش کی، تو اس نے پھر اس کے لئے (تیسری اور آخری) دعا کی: یا الٰہی! اسے اسی صورت پہ کر دے جو پہلے تھی۔ تو وہ (اپنی) پہلی صورت پر آ گئی۔ لیکن اس بے چارے کی تینوں دعائیں ضائع و برباد ہو گئیں۔

ادب (۸): گناہ کی دعا ہرگز نہ کرے۔ مثلاً: مجھے پرایا مال مل جائے۔ یا جوا، شراب، زنا اور دوسرے افعال قبیحہ وغیرہ کے ارتکاب کی دعا کرنا۔ اس لئے کہ طلب گناہ خود گناہ ہے۔

موت کی دعا کرنا

ادب (۹): رنج و غم اور مصیبت سے گھبرا کر اپنی موت کی دعا نہ کرے۔ اس لئے کہ مسلمان کی زندگی اس کے حق میں غنیمت ہے۔ اور ہم نے وہاں کے لئے کیا جمع کیا، جو یہاں سے بھاگ کر وہاں جانے کی تمنا کریں۔ اگر انسان کو موت کی شدت و سختی اور اس کے بعد کے حالات معلوم ہو جائیں، تو آرزو و تمنا کرے، کاش! تمام دنیا کی تکلیفیں مجھ پر ہوں اور چند دن کی موت سے مہلت مل جائے۔ حدیث شریف میں ہے:

حدیث ۲۹۸: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: رنج وغم کے سبب موت کی آرزو وتمنّا نہ کرو۔ اگر عاجز ولاچار ہوجاؤ، تو اپنے مولیٰ کی بارگاہ میں یوں عرض کرو: اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیَاۃُ خَیْرًا لِّیْ وَ تَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ۔ (اے میرے مولیٰ! جب تک میرے حق میں میری زندگی بہتر ہو، مجھے زندہ رکھ۔ اور جب میرے حق میں میری موت بہتر ہو، تو مجھے موت دے۔

۲۱۴/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

سب سے اچھا اور برا آدمی

حدیث ۲۹۹: روایت میں آیا ہے، ایک شخص نے پوچھا: لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ فرمایا: جس کی عمر دراز اور لمبی ہو اور کام اچھے کرے۔ پھر عرض کیا گیا: لوگوں میں بدتر کون ہے؟ فرمایا: جس کی عمر بڑی ہو اور کام برے کرے۔

نیکوکار کے لئے لمبی زندگی نعمت ورحمت ہے۔ اور بدکار کیلئے زحمت اور آفت و مصیبت۔ لیکن پھر بھی اس خیال سے موت کی تمنا کرنا، کہ: جتنا زیادہ جیوں گا گناہ زیادہ کروں گا، حماقت ونادانی ہے۔ اگر ایسا آدمی گناہوں کو برا جانتا، تو ضرور انکے ترک کی کوشش کرتا۔ اور عمر دراز مانگ کر عبادتِ وریاضت کے ذریعے سے گناہوں کا تدارک کرتا۔ کیونکہ قرآن کا مقرر کردہ مشہور و مُسلَّم قاعدہ ہے:

﴿اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ﴾ (پ:۱۲، ھود: ۱۱۵)

ترجمہ: بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

تو گناہوں کی وجہ سے موت کی تمنا ودعا نہ کرو، بلکہ ایسے کام کرو جن سے تمہاری یہ

موت کی دعا درازیٔ عمر کی دعا میں تبدیل ہو جائے۔

ادب(۱۰): کسی مسلمان کے لئے کافر ہونے کی بددعا نہ کرے۔ نہ کسی کے بارے میں یہ بددعا کرے کہ: تجھ پر خدا کا غضب نازل ہو، یا تو آگ یا دوزخ داخل ہو۔ اس طرح کی دعا سے حدیث میں ممانعت آئی ہے۔ اسی طرح کسی مسلمان پر نہ لعنت کرے، نہ اسے ملعون ومردود کہے۔

گناہوں کی وجہ سے دعا نہ چھوڑو

ادب(۱۱): اپنی گناہوں اور خطا کو دیکھتے ہوئے بھی دعا کو ترک نہ کرے۔ اس لئے کہ شیطان کی دعا بھی قبول ہوئی اور اسے قیامت تک کے لئے مہلت دی گئی۔ جیسا کہ قرآن میں ہے: {اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ}

۲۱۴/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

فرعون بھی محروم نہیں

حدیث ۳۰۰: روایتوں میں آتا ہے، فرعون دن بھر خدائی کا دعویٰ کرتا تھا، اور رات کو دعا وگریہ وزاری میں مشغول ہو جاتا۔ اسی وجہ سے اس کا ملک اور جاہ وحشم مدت تک قائم رہے۔

دوستو! ہم جس سے دعا کرتے ہیں، وہ ارحم الرّٰحمین اور اکرم الاکرمین ہے۔ اس سے مایوس وناامید ہونا مسلمان کی شان نہیں۔ اس مولیٰ کریم کا فرمان رحم وکرم ہے ہم عاصیوں کے لئے: {لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ} (پ:۲۴۔ الزمر ۵۳) جو کافروں

اور منکروں کو محروم نہیں رکھتا، وہ مومن کو کب محروم کرے گا؟ ؎

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب گبر و ترسا وظیفہ خورداری

دوستاں را کجا کنی محروم تو کہ با دشمناں نظر داری

اے کریم! تیرے غیبی خزانوں سے آتش و بت پرست بھی روزی پاتے ہیں۔ جب تو دشمنوں پر بھی نظر رکھتا ہے، تو دوستوں کو کہاں محروم کریگا۔

ادب (۱۲): دعا کے وقت عاجزی و تذلل کے ساتھ خدا ہی کی طرف متوجہ ہو۔ اس لئے کہ بلا توجہ قلب دعا قبول نہیں ہوتی۔ زبان سے تو اس کی قدرت اور اس کے کرم کا اقرار کرے۔ اور دل اوروں کی عظمت و بڑائی بیان کرے یا دوسروں کے تصور میں مشغول ہو۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔

عنایت ربانی اور انسان کی نادانی

ادب (۱۳): جب دعا قبول ہو جائے اور اپنی مراد پالے، تو اسے خدا کی عنایت و مہربانی سمجھے۔ اپنی چالاکی و دانائی یا اپنی عبادت کا ثمرہ نہ جانے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ خود اپنے کلام کریم میں فرماتا ہے:

{اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ} (پ:۲۴۔ الزمر ۴۹)

ترجمہ: جب آدمی کو تکلیف پہنچتی ہے، تو ہم سے دعا کرتا ہے۔ پھر جب ہم اسے نعمت دے دیتے ہیں، تو وہ کہتا ہے: یہ مجھے میری دانائی سے ملی ہے۔

جو شخص کریم کا احسان نہ مانے وہ عطا کے لائق نہیں، سزا کا مستحق ہے۔ {وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ} (پ:۲۴۔ الزمر ۴۹)

ترجمہ: لیکن بہت سے لوگ اس راز کو نہیں جانتے ہیں۔

۲۱۵/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

قبولیت دعا پر یقین کامل ہو

ادب(۱۴): دعا کرنے والے کو چاہئے، کہ: اپنی دعا کی قبولیت پر پورا یقین کرے۔اس لئے کہ کریم مولیٰ سائل کو محروم نہیں رکھتا۔جیسا کہ فضائل دعا میں گذرا، کہ: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا مانگو اس طور پر کہ قبولیت پر تمہارا یقین ہو۔'' اور اپنا مدعا مانگتے وقت اپنے گناہ ومعصیت کو بھی نہ یاد کرے۔اس لئے کہ ان کا خیال یقین میں خلل ڈال سکتا ہے۔اور نہ ہی اپنی اطاعت وفرماں برداری کو بطور استحقاق یاد کرے۔کیونکہ یہ چیز تضرع اور عاجزی میں خلل ڈالکر عُجب وتکبر پیدا کرسکتی ہے۔

حکایت: ایک ان پڑھ شخص طواف کعبہ میں مشغول تھے۔جب وہ طواف کعبہ سے فارغ ہوئے، تو کسی نے ان سے بطور مزاح کہا: کیا تمہیں خدا کی طرف سے دوزخ سے برأت کا پروانہ مل گیا؟ تو وہ بولے: نہیں۔لیکن کیا اور لوگوں کو ملا ہے؟ تو ان (مازح) صاحب نے کہا: ہاں! سب کو نجات کا پروانہ مل چکا۔تو وہ ان پڑھ لیکن یقین کے پکے (یہ سن کر بے چین ہو گئے، اور) حجر اسود سے چپٹ کر کبھی غلاف سے لپٹ کر بلک بلک کر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتے ہیں: کہ انہیں (بھی) دوزخ سے رہائی کا پروانہ عطا کرے۔جب انہوں نے حد سے زیادہ رونا شروع کیا، تو ان کے ساتھیوں نے ملامت کرتے ہوئے کہا: اتنا کیوں پریشان ہو رہے ہو؟ کسی کو رہائی کا پروانہ نہیں ملا۔فلاں نے آپ سے مذاق کیا تھا۔لیکن انہوں نے کسی ایک کی بھی نہ سنی۔اور اپنی دھن میں مست دعا کرتے رہے، مجھے بھی رہائی کا پروانہ چاہئے۔وہ یقین کے پکے اسی دھن

میں مست تھے، اچانک میزاب رحمت سے ایک پرچہ گرا، جس میں لکھا ہوا تھا "عتقتہ من النار"۔ اس کو لیکر وہ بہت خوش ہوئے۔ اور جب لوگوں کو بتایا، تو لوگ تعجب میں پڑ گئے۔ اور اس تحریر کو جب دیکھا، تو اس کا کمال یہ تھا کہ: اس کو ہر چہار جانب سے یکساں طور پر پڑھا جاتا تھا۔ ورق پلٹتے ہی تحریر پلٹ جاتی تھی۔ لوگوں نے جان لیا، یہ انسان کی تحریر نہیں، بلکہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہے۔ (الکلام الاوضح، روح البیان)

غور وفکر کرنے کا مقام ہے، کہ: جاہل واَن پڑھ اپنے یقین سے کہاں پہونچے؟ اور اہل علم کہلانے والے اپنے شک و نفاق کی وجہ سے کہاں پڑے رہ گئے؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو بھی شک ونفاق کی بیماری سے محفوظ فرمائے اور یقین کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین یا رب العلمین

۲۱۶/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

دعا میں آواز پست رکھو

ادب (۱۵): دعا کرنے والے کو چاہئے، کہ: اپنی آواز کو دعا میں بہت زیادہ بلند نہ کرے۔ (جیسا کہ آج کل جلسوں اور عرسوں میں لوگ چلا چلا کر دعا کرتے ہیں: ''اے اللہ (عَزَّوَجَلَّ)! ایسا کر دے۔ اے اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) ویسا کر دے۔'' پتہ ہی نہیں چلتا، کہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کر رہے ہیں یا جھگڑ رہے ہیں۔) اللہ تعالیٰ سمیع وبصیر ہے۔ ہر چیز سے قریب ہے۔ وہ جس طرح چلانے سے سنتا ہے، اسی طرح آہستہ سے بھی سنتا ہے۔ لیکن {اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْیَۃً} ہمارے لئے بہتر دلیل ہے۔ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے عاجزی اور آہستگی سے مانگو۔ کیوں؟ {اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ}

اسلئے کہ وہ حد سے زیادہ بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

آہستہ سے دعا کرنا ستر درجہ بہتر

حدیث ۳۰۱: حضرت حسن مجتبیٰ ابن مولیٰ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آہستہ دعا کرنا، چیخ چلا کر دعا کرنے سے ستر درجہ بہتر ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کثرت سے دعا کرتے تھے، لیکن ان کی آواز اچھی طرح نہیں سنی جاسکتی تھی۔

حدیث ۳۰۲: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے ایک دن عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہمارا رب قریب ہے؟ تو اس سے ہم آہستہ آہستہ سرگوشیاں کریں۔ یا دور ہے؟ تو ہم اسے پکاریں۔ تو ادھر سے جواب آیا: {وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ}

ترجمہ: جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں (تو آپ انہیں بتادیں) میں ان کے نزدیک ہوں۔

جیسا کہ تفصیل اس آیت کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ غرض کہ جہاں تک ہو سکے دعا میں سرا اور اخفا کا لحاظ رکھے۔ کیوں کہ یہ ریا سے دور اور اخلاص کے قریب ہے۔

۲۱۷/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

ارشاد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حدیث ۳۰۳: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کسی جنگ

کے موقع پر ایک وادی میں اترے، تو بلند آواز سے تکبیر و تہلیل کہنے لگے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ حضور رحمت عالم ﷺ نے سن کر فرمایا: آہستہ آہستہ تکبیر و تہلیل کہو۔ اس لئے کہ تم جسے پکار رہے ہو، نہ تو وہ بہرا ہے اور نہ تم اس سے دور۔ بلکہ وہ ہر وقت تمہارے ساتھ ہے۔ وہ تمہاری ہر بات سنتا اور جانتا ہے۔ اور اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔ (روح البیان)

اس واقعہ اور حدیث سے ہمارے وہ سنی بھائی نصیحت حاصل کریں، جو بڑے بڑے ہائی پاور ساؤنڈ ز لگا کر، رات رات بھر نعرے لگاتے ہیں۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ان خطیبوں اور مقرروں کو بھی ہدایت دے، جو اپنا نفس موٹا کرنے کے لئے سامعین کو نعرے لگانے کے لئے ابھارتے ہیں۔

قبولیتِ دعا میں جلدی نہ کرے

ادب (۱۶): دعا کرنے والے کو چاہئے، کہ دعا کی قبولیت میں جلدی نہ کرے۔ حدیث میں ہے:

حدیث ۳۰۴: رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: خداوند قدوس بے نیاز تین آدمیوں کی دعا نہیں قبول فرماتا۔ (۱) جو گناہ کی دعا کرے۔ (۲) جو ایسی بات چاہے، جس سے رحم اور رشتہ منقطع ہو۔ (۳) جو دعا کی قبولیت میں جلدی کرے۔ (اور یوں کہے) کہ میں نے دعا مانگی اب تک قبول نہ ہوئی۔ ایسا شخص گھبرا کر دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ اور مطلب سے محروم ہو جاتا ہے۔ (الکلام الاوضح)

۲۱۸/**ویں مجلس**: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

قبولیت میں تاخیر بھی عنایت ربانی

میرے دوست پرور دگار عالم کا وعدہ ہے، تم مجھ سے دعامانگو۔ میں اس کی دعاقبول کرتا ہوں، جومجھ سے مانگتا ہے۔تم کثرت سے اللہ کو یاد کرو۔ بلا سے نجات پاؤ گے۔خدا سے بڑھ کر سننے والا کون ہے؟ {فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ} (پ:۲۳،صٰفٰت ۷۵) یہ اسی کا تو اعلان ہے۔تو بندے کو چاہئے ،یہ یقین کرے، وہ کریم مولیٰ اپنے در سے ہمیں محروم نہ پھیرے گا۔اوراپنے وعدے کو وفا فرمائے گا۔ہاں البتہ کبھی کسی بندے پر خاص نظرعنایت ہوتی ہے،تو اسکی دعا کی قبولیت میں کچھ دیر کرتا ہے۔

حدیث ۳۰۵: حضور پرنور شفیع یوم النشور علیہ صلوٰۃ اللہ الغفور فرماتے ہیں: جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کا کوئی پیارا بندہ دعا کرتا ہے،تو جبریل علیہ السلام عرض کرتے ہیں: الٰہی! تیرا بندہ تجھ سے کچھ مانگ رہا ہے۔تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حکم ہوتا ہے،ٹھہر وابھی مت دو۔ تاکہ وہ پھرمجھ سے مانگے، مجھےاس کی آواز پسند ہے۔اورجب کوئی کافریا فاسق دعا کرتا ہے،تو اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: اس کا کام جلدی کر دو،تاکہ پھرنہ مجھ سے مانگے۔ مجھے اس کی آواز ناپسند ہے۔

حضرت یحییٰ ابن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خواب میں دیدار کیا۔ توعرض کی: یاالٰہی! میں اکثر تجھ سے دعا کرتا ہوں اورتو قبول نہیں فرماتا۔اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: اے یحییٰ! میں تیری آواز پسند کرتا ہوں، اسی لئے تیری دعا (کی قبولیت) میں تاخیرکرتا ہوں۔(الکلام الاوضح)

۲۱۹/**ویں مجلس:** پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

بعدِ دعا چہرے پر ہاتھ پھیرنا

ادب (۱۷۷): دعا کرنے والے کو چاہئے کہ: جب دعا ختم کر چکے، تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیرے۔ جیسا کہ حدیث کے الفاظ ہیں۔

حدیث ۳۰۶: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کو نقل فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَا يَرُدُّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمْ وَجْهَهٗ۔ (روح البیان)

فخر دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کی عادت کریمہ یہ تھی، کہ آپ) جب دست نبوت دعا میں اٹھاتے، تو اس وقت تک نہیں پھیرتے تھے، جب تک کہ ان کو اپنے چہرۂ نبوت پر پھیر نہ لیتے تھے۔

اس حدیث سے یہ واضح طور پر ثابت ہوتا ہے، کہ دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ خلاف سنت نہیں۔ اور دوسرے یہ بات بھی خوب ثابت ہوتی ہے، کہ: دعا کے بعد چہرے سے دونوں ہاتھوں کو مس کرنا بھی سنت ہے۔ بدعت اور خلاف سنت نہیں۔ ہاتھ اٹھانا اور بعد دعا چہرے پر پھیرنا، غالباً اس لئے ہے، کہ وہ رحمت خداوندی جو دعا کے وقت ہاتھوں پر نازل ہوئی، اس کے انوار و برکات چہرے کو بھی نصیب ہوں۔

فائدہ: اللہ رب العزت فرماتا ہے: {وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ}

(پ:۲۶۔ الذٰریٰت ۲۲)

ترجمہ: تمہارا رزق اور جس کا تم سے وعدہ ہے، آسمانوں میں ہے۔

جس طرح سے ہماری نماز کا قبلہ کعبۂ مقدسہ ہے۔ اسی طرح دعا کا قبلہ آسمان ہے۔ اور آسمان محل نزول برکات ہے۔

۲۲۰/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

دعا میں ہاتھ کس طرح اٹھائے؟

افضل و بہتر یہ ہے، کہ: دعا کے وقت اپنی ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف پھیلائے اور ان کے بیچ کچھ فرج اور کشادگی رکھے۔ اور مستحب یہ ہے کہ: دعا کرنے والا اپنے ہاتھوں کو دعا کے وقت اپنے سینے کے برابر لائے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور رحمت عالمیان علیہ صلوٰۃ اللہ المنان کی دعا کا طریقہ بیان فرماتے ہیں۔(روح البیان)

دعا کا قبول نہ ہونا اپنا قصور

ادب(۱۸): اگر کسی دعا کرنے والے کی دعا قبول نہ ہو، تو اس میں کمی اور قصور اپنا جانے۔ خدائے پاک کے کرم کی شکایت نہ کرے۔ اس لئے کہ اس کی عنایتوں اور رحمتوں میں کوئی نقصان و کمی نہیں ہے۔ اگر نقصان و کمی ہے، تو ہماری دعا اور ہمارے مانگنے میں ہے۔ ؎

اس کے الطاف تو عام ہیں شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

اے میرے دوست! وہ حاکم ہے، محکوم نہیں۔ مالک ہے، مملوک نہیں۔ غالب ہے، مغلوب نہیں۔ معبود ہے، عابد نہیں۔ متبوع ہے، تابع نہیں۔ خالق ہے، مخلوق نہیں۔ اگر ہم جیسے نکموں کی دعا قبول نہ فرمائے، تو تجھے یا مجھے غصے، شکوے اور شکایت کی کیا

مجال؟ وہاں تو خاص الخاص لوگوں کے ساتھ یہ معاملہ ہے، کہ: جب چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اور جب چاہتا ہے منع فرما دیتا ہے۔ ہم تم کس شمار میں ہیں؟ کہ اپنی مراد پر ضد اور اصرار کریں۔

{وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ}

(پ:۱۲ یوسف ۲۱)

۲۲۱/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

دعا قبول نہ ہونے کی وجوہات

چند وجھوں سے ہماری دعائیں نامقبول ہوتی ہیں۔

۱...... کسی شرط یا ادب کے فوت ہونے پر۔۔۔ یہ ہمارا اپنا قصور ہے۔ اس پر ہمیں نادم ہونا چاہئے۔

۲...... بندہ کبھی اپنی نادانی کی وجہ سے کسی ایسی چیز کو طلب کرتا ہے، جس کے بارے میں خدائے علیم و حکیم اپنے علم قدیم سے جانتا ہے، کہ: وہ چیز اس کے حق میں مضر اور نقصان دہ ہے۔ تو وہ برائے کرم بندے کی دعا کو رد فرما دیتا ہے۔ جیسے: کوئی انسان کثرت مال وزر کے لئے دعا کرے۔ حالانکہ مال و دولت کی کثرت سے ایمان کو خطرہ ہے۔ یا انسان اور کوئی ایسی چیز طلب کرے، جو علم الٰہی میں عاقبت کے اعتبار سے اس کے لئے نقصان دہ ہے، تو ایسی دعا کا رد ہونا قبول ہونے سے بدرجہا بہتر ہے۔ (ایسی دعاؤں کو وہ بجائے قبول کرنے کے رد فرما دیتا ہے۔ اور اس کا یہ رد فرمانا مبنی بر حکمت و رحمت ہوتا ہے۔ کہ بندہ جسے مفید و بہتر گمان کر رہا ہے، وہ اس کے حق میں مضر و باعث

تکلیف ہے۔جس کا علم رب تعالی کو ہے،اور یہ اس سے ناواقف ہے۔)اسی لئے قرآن پاک میں فرمایا:{عَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ} (پ:۲۔ البقرۃ ۲۱۶)

ترجمہ: بہت سی چیزیں (ایسی ہیں، جنہیں) تم پسند کرتے ہو۔حالانکہ انجام کار وہ تمہارے لئے بری ہیں۔

اگر بندے کو بھی اس کی برائی اور نقصان معلوم ہو جائے،تو کبھی بھولے سے بھی اس کا سوال نہ کرے۔

۳......کبھی کبھی ہم اپنی نادانی سے رذیل وخسیس دنیا طلب کرتے ہیں۔ اور خدائے کریم اپنے کرم سے ہمیں اس کے بدلے آخرت میں اعلیٰ نفیس چیزیں اور آخرت کا ثواب دینا چاہتا ہے،اس لئے بھی دعا قبول نہیں ہوتی۔تو یہ نہ قبول ہونا بھی جائے شکر ہے۔نہ کہ مقام شکایت۔

۲۲۲/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

ہر حالت میں اس سے مانگو

ادب(۱۹): آدمی کو چاہئے کہ راحت وآرام، چین وسکون، خوشی وتندرستی اور فراخی وکشادگی کی حالت میں بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں شب وروز دعا کرتا رہے، تا کہ سختی ومصیبت اور رنج وغم میں بھی اس کی دعا قبول ہو۔

بہت سے لوگ پریشانی وتنگ دستی اور رنج وغم میں تو بہت دعا کرتے ہیں، مگر راحت وچین حاصل ہوتے ہی خدا کو بھول جاتے ہیں۔

حدیث ۳۰۷: اللہ تعالیٰ کے حبیب نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّسْتَجِيْبَ اللّٰهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْكَرْبِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ۔

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ: کرب و بے چینی اور پریشانی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی دعا قبول کرے، تو اس کو چاہئے: وہ راحت و آرام میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کثرت سے دعا کرے۔

جو شخص ان شرائط و آداب کے ساتھ، جن کو بیان کیا گیا ہے، دعا کریگا، خداوند قدوس کی رحمت عامہ تامہ سے امید ہے، اس کے مقاصد اور مطالب کو دنیا میں پورا کریگا یا آخرت میں اس کو ثواب عظیم عطا فرمائے گا۔

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہونچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی، جو آہ کرے دل سے

اظہار شکر و اعتراف تقصیر

خدائے ذوالجلال کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے، کہ: یہ حقیر خادم دین متین طالب دعائے مسلمین "فضائل و آداب دعا" کے بیان سے بروز چہار شنبہ مبارکہ۔ جس دن اللہ عَزَّوَجَلَّ نے نور کو پیدا فرمایا۔ بماہ رمضان المبارک بتاریخ شہادت مولی المسلمین، امام الاولیاء والکاملین، اسد اللہ الغالب دافع المصائب والنوائب سیدنا مولینا علی المرتضیٰ ابن ابوطالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ یعنی ۲۱ ر رمضان ۱۴۳۱ھ عشرۂ اخیرہ (نار دوزخ سے رہائی ونجات) کے پہلے دن مطابق یکم ستمبر ۲۰۱۰ء در ساعت سعیدہ بعد اذان عصر قبل نماز عصر جامعہ فاطمہ زہرائ (رضی اللہ عنہا) جلال نگر شاہ جہان پور میں اپنی درسگاہ میں فارغ ہو رہا ہے۔ آداب کی جمع و ترتیب تو کی ہے، مگر سلیقہ ندارد۔ اگر کہیں کوئی خامی یا کمی نظر آئے، تو برائے کرم اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مطلع فرمائیں۔ قارئین باتمکین سے عرض ہے، کہ: "فضائل اسلام"۔ جس کا جزو اول آپ

کے ہاتھوں میں ہے۔ کی تکمیل و تتمیم کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ اور اس احقر کے حق میں صحت وعافیت کی دعا کریں۔ آخر میں ہم برائے حصول برکت اور بمناسبت مقام شیخ الاسلام والمسلمین امام العلماء الربانیین مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت سیدنا ومولانا شاہ عبد المصطفیٰ امام احمد رضا خان قادری بریلوی رضی عنہ اللہ العلی القوی کا رسالہ مبارکہ ''الوظیفۃ الکریمۃ'' ترتیب جدید وترجمۂ اذکار وادعیہ کے ساتھ شاملِ کتاب کر رہے ہیں۔ اِس امید کے ساتھ کہ مولیٰ تعالیٰ اُس کے طفیل اِس (مجموعے) کو بھی قبول عام عطا فرمائے۔۔ مفید ونافع عوام بنائے۔ اور ہم سب پر اپنا فضل وانعام فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْہُ مِنِّی۔ وَاجْعَلْہُ ذُخْراً لِغَدِیْ۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وصحبہ وسلم اجمعین۔ والحمد للہ رب العلمین۔

چھینک آنے کی دعا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ (حصن حصین، ۱۶۳)

آئینہ دیکھنے کی دعا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰھُمَّ کَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ وَحَرِّمْ وَجْھِیْ عَلَی النَّارِ۔ حصن حصین

نیا کپڑا پہننے کی دعا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَ اَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ: (ترمذی، ۲/ ۱۹۵)

ہر بیماری سے شفا کی دعا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَ فَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلاً

بیت الخلاء جانے کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (بخاری: ج۲، ص۹۳۶)

بیت الخلاء سے نکلنے کی دعا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ۔

لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ (مشکوٰۃ)

دعائے مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں حسنات و برکات

سے پُر اذکار و اشغال و اعمال پر مشتمل نورانی مجموعہ

موسوم بنام تاریخی

الوظیفۃ الکریمۃ

مصنف:

مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی

علیہ رحمۃ الرحمٰن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حَامِداً لِّمَنْ جَعَلَ الدُّعَاءَ عِبَادَةً بَلْ مُخَّ الْعِبَادَةِ، وَاَمَرَ بِاُدْعُوْنِیْ عِبَادَهٗ، وَاَلْزَمَهٗ بِوَعْدِهِ الْاِجَابَةَ، وَمَنْ دَعَا رَبَّهٗ لَبَّیْكَ یَا عَبْدِیْ اَجَابَهٗ، قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ، وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ، فَاِنَّهٗ سَمِیْعٌ مُّجِیْبٌ، وَمُصَلِّیاً وَّمُسَلِّماً عَلٰی مَنِ اخْتَبَا دَعْوَتَهُ الْمُسْتَجَابَةَ، لِیَوْمِ الْمَثَابَةِ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ مَا انْهَلَّ الدِّیَمُ مِنَ السَّحَابَةِ ط اٰمِیْن۔

حمد (۱) اس کے وجہ کریم کو جس نے ہمیں مولائے عالم، والیٔ اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بندگانِ بارگاہِ عالم پناہ میں کیا۔ ہمارے ہاتھ میں حضور پرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامنِ کرم دیا۔ اپنے اولیائے، ہمارے مشائخِ سلسلہ خصوصاً ہمارے آقا و مولیٰ حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سایۂ رحمت ہم پر دراز کیا۔ جنھوں نے ہم تک پہونچایا، کہ: تمہارا حیا والا ربِ کریم حیا فرماتا ہے، کہ بندہ اس کے حضور ہاتھ پھیلائے اور وہ خالی ہاتھ پھیر دے۔ ہمیں خود حکمِ دعا دیا۔ اور اپنے کرم سے اجابت کو لازم فرمایا۔ فَعَلَیْکُمْ بِالدُّعَاءِ فَاِنَّ الدُّعَاءَ یَرُدُّ الْقَضَاءَ بَعْدَ اَنْ یُّبْرَمَ

بارگاہ کرم سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے حضور پرنور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں جو مبارک دعائیں ہمیں پہونچیں، اور جو اذکار و اشغال دُرِّ مکنون کی طرح خاندان عالیہ میں مخزون تھے، برادران اہلسنت وخواجہ تاشان قادریت ورضویت کے لئے شائع کرتے اور دعوے سے کہتے ہیں، کہ: ان کا عامل دین

ودنیا کی نعمتوں سے مالا مال ہوگا۔ ہر بلا ہر آفت سے محفوظ رہے گا۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی برکات سے تمام اہلسنت کو مستفیض فرمائے۔ آمین آمین!

گدائے آستانہ قدسیہ

فقیر محمد حامد رضا قادری غفرلہ



{۱} حضور پُرنور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطور تمہید کچھ تحریر فرمانا چاہا تھا، مگر وہ جواہر زواہر مثل درمکنون سینۂ اقدس میں مخزون رہے۔ دل نے نہ چاہا کہ ان الفاظِ کریمہ سے ایک حرف بھی کم ہو، انہیں بجنسہ نقل کر کے کہ یہیں تک تھ، جو فہم قاصر میں آیا ہدیۂ ناظرین کیا۔ اس رسالہ کا نام بھی کچھ نہ تجویز فرمایا تھا۔ تاریخی نام اور خطبہ فقیر نے اضافہ کیا۔

گدائے آستانہ قدسیہ

فقیر محمد حامد رضا قادری غفرلہ (ورحمۃ اللہ علیہ)



صبح وشام دونوں وقت

آدھی رات ڈھلنے سے سورج کی کرن چمکنے تک صبح ہے۔اس بیچ میں جس وقت ان دعاؤں کو پڑھ لے گا صبح میں پڑھنا ہوگا۔یوں ہی دوپہر ڈھلنے سے غروبِ آفتاب تک شام ہے۔

{۱} سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مَاشَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَالَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ .اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۔ (ایک ایک بار)

ترجمہ: پاک ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی تعریف میں، نیکی کی قوت اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف سے ہے۔ جو اس نے چاہا وہ ہوا، اور جس کو نہ چاہا، نہ ہوا۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ سب کچھ کرسکتا ہے۔اور وہ سب کا علم رکھتا ہے۔

{۲} آيَةُ الْكُرْسِي ۔ (ایک بار)

اور اس کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط حٰمٓ ہ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ہ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ہ ۔ (۱-۱ بار)

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا۔ یہ کتاب اتارنا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے جو عزت والا علم والا۔ گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا، سخت عذاب کرنے والا بڑے انعام والا اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی طرف پھرنا ہے۔

{۳} تینوں "قُلْ" ۔ (تین تین بار)

فائدہ: ان تینوں نمبروں کا فائدہ ہر بلا سے محفوظی ہے۔صبح پڑھے تو شام تک اور

شام پڑھے تو صبح تک۔

{۴} بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا یَسُوْقُ الْخَیْرَ اِلَّا اللّٰهُ. مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا یَصْرِفُ السُّوْٓءَ اِلَّا اللّٰهُ. مَا شَآءَ اللّٰهُ مَا کَانَ مِنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ. مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔ (تین تین بار)

ترجمہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام سے، مَا شَآءَ اللّٰهُ خیر و بھلائی عطا کرنے والا صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ، مَا شَآءَ اللّٰهُ برائی اور بدی کو دور کرنے والا صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ، مَا شَآءَ اللّٰهُ ہر نعمت کا دینے والا صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ، مَا شَآءَ اللّٰهُ گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی توفیق صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف سے ہے۔

فائدہ: اس کا فائدہ سات چیزوں سے پناہ (۱) جلنا (۲) ڈوبنا (۳) چوری (۴) سانپ (۵) بچھو (۶) شیطان (۷) سلطان۔ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک

{۵} اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (۳/۳ بار)

ترجمہ: میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کامل و اکمل کلمات کی پناہ لیتا ہوں مخلوق کے شر سے۔

فائدہ: سانپ، بچھو وغیرہ موذیات سے پناہ ہو۔

{۶} بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔ (تین تین بار)

ترجمہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام سے، جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان کی کوئی چیز ضرر و نقصان نہیں پہونچا سکتی۔ اور وہی ہے سننے والا جاننے والا۔

فائدہ: زہر و ضرر سے امان رہے۔

{۷} رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِسَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا وَّ رَسُوْلًا ۔ (تین تین بار)

ترجمہ: میں خوش ہوں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کو رب، اسلام کو دین، اور سید عالم مولائے

اعظم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی ورسول مان کر۔

فائدہ: اللہ عزوجل کے کرم پر حق ہے کہ روزِ قیامت اسے راضی کرے۔

{۸} حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۔ (دس دس بار)

ترجمہ: مجھے اللہ کافی ہے، اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔

فائدہ: ہر بلا و مکر سے محفوظی، حدیث میں سات بار فرمایا۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دس بار آیا۔ فقیر کا اسی پر عمل ہے۔ اسے بحمد اللہ تعالیٰ تمام مقاصد کے لئے کافی پایا۔

{۹} فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۔ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۔ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ط وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۔ (ایک ایک بار)

ترجمہ: تو اللہ کی پاکی بولو جب شام کرو اور جب صبح ہو، اور اسی کی تعریف ہے آسمانوں اور زمینوں میں اور کچھ دن رہے اور جب تمہیں دوپہر ہو۔ وہ زندہ نکالتا ہے مردے سے اور مردے کو نکالتا ہے زندہ سے اور زمین کو جِلاتا ہے اس کے مرے پیچھے، اور یونہی تم نکالے جاؤ گے۔

فائدہ: جس کسی دن سب وظائف رہ جائیں تو یہ تنہا ان سب کی جگہ کافی ہے۔ نیز رات دن کے ہر نقصان کی تلافی ہے۔

{۱۰} اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا ختم سورہ تک۔ {پ ۱۸، المؤمنون: ۱۱۵-۱۱۸}۔ (ایک ایک بار)

فائدہ: شیطان و جن و آفات سے محفوظی۔

{۱۱} اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ تین بار، پھر هُوَاللّٰہُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ سورۂ حشر کی اخیر تین آیتیں۔

{پ۲۸/الحشر:۲۲-۲۴} (ایک بار)

فائدہ: صبح پڑھے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کریں اور اس دن مرے تو شہید ہو۔اور شام کو پڑھے تو صبح تک یہی حکم ہے۔

{۱۲} اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ نُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا نَّعْلَمُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُهٗ۔ (تین تین بار)

ترجمہ: یااللہ! ہم تیری پناہ کے طالب ہیں اس بات سے کہ ہم جان بوجھ کر کسی کو تیرا شریک ٹھہرائیں اور تجھ سے بخشش کے طالب ہیں اس (شرک) کی جس کو ہم نہیں جانتے۔

فائدہ: خاتمہ ایمان پر ہو۔

{۱۳} بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی دِیْنِیْ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ وَوُلْدِیْ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ۔ (تین تین بار)

ترجمہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اسم اعظم کی برکت سے میرا دین، جان، اولاد اور اہل ومال محفوظ ہوں۔

فائدہ: دین، ایمان، جان، مال، بچے سب محفوظ رہیں۔

{۱۴} اَللّٰھُمَّ مَاۤ اَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِّعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ۔ (ایک ایک بار)

ترجمہ: یااللہ! عَزَّوَجَلَّ میں نے یا تیری مخلوق میں کسی نے جن نعمتوں کے ساتھ صبح کی، وہ صرف تیری ہی جانب سے ہے۔ تیرا کوئی ساجھی نہیں، تیرے ہی لئے تمام تعریفیں اور شکر ہے۔

فائدہ: صبح کو کہے تو دن بھر کی سب نعمتوں کا شکر ادا کیا۔ اور شام کو پڑھے تو

شب بھر کی۔ شام کو "اَصْبَحَ" کی جگہ "اَمْسٰی" کہے۔

فقیر اس کے بعد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ (کوئی معبود نہیں تیرے سوا، پاکی ہے تجھ کو، بے شک مجھ سے بھول ہوئی۔) زائد کرتا ہے۔

{۱۵} بِسْمِ اللّٰهِ جَلِیْلِ الشَّانِ عَظِیْمِ الْبُرْهَانِ شَدِیْدِ السُّلْطَانِ مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (ایک ایک بار)

ترجمہ: شدید السلطان، عظیم البرہان، جلیل الشان اللہ (تعالیٰ) کے نام سے شروع، جو اللہ (تعالیٰ) نے چاہا وہ ہوا، میں مردود شیطان سے اللہ (تعالیٰ) کی پناہ چاہتا ہوں۔

فائدہ: شیطان اور اس کے لشکروں سے محفوظ رہے۔

{۱۶} اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ اُشْهِدُكَ وَ اُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَ مَلٰٓئِكَتَكَ وَجَمِیْعَ خَلْقِكَ اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَ رَسُوْلُكَ ﷺ (چار چار بار)

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل) میں نے صبح کی تجھے، تیرے عرش اٹھانے والے ملائکہ، تمام فرشتوں اور کُل مخلوق کو گواہ بناتے ہوئے، تو ہی معبود ہے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو یکتا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔ محمد ﷺ تیرے (برگزیدہ) بندے اور رسول ہیں۔

فائدہ: ہر بار چہارم حصۂ بدن دوزخ سے آزاد ہو۔ شام کو "اَصْبَحْتُ" کی جگہ "اَمْسَیْتُ" کہے۔

{۱۷} اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا دَآئِمًا مَّعَ دَوَامِكَ وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا خَالِدًا مَّعَ خُلُوْدِكَ وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا لَّا مُنْتَهٰى لَهٗ دُوْنَ مَشِیْئَتِكَ وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا عِنْدَ كُلِّ طَرْفَةِ عَیْنٍ وَتَنَفُّسِ كُلِّ نَفْسٍ۔ (ایک ایک بار)

ترجمہ: اے اللہ تیرے دوام کے ساتھ تیرے لئے حمدِ دائم ہے، تیری ہیشگی کے

ساتھ تیرے لئے ہمیشہ رہنے والی حمد ہے، تیرے لئے ایسی حمد عظیم ہے کہ تیری مشیت کے سوا جس کی کوئی انتہا نہیں اور تیرے ہی لئے حمد ہر پلک جھپکنے پر، ہر لمحہ اور ہر سانس۔

فائدہ: گویا اس نے اس دن رات پوری عبادت کا حق ادا کر دیا۔

{۱۸} اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔ (ایک ایک بار)

ترجمہ: اے اللہ! (تعالی) میں رنج وغم، عاجزی وسستی، بزدلی و کنجوسی، قرض کے غلبہ اور لوگوں کے قہر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

فائدہ: غم والم سے بچے، ادائے قرض کے لئے گیارہ گیارہ بار پڑھے۔

{۱۹} یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ فَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ وَاَصْلِحْ لِیْ شَأْنِیْ کُلَّهٗ۔ (ایک ایک بار)

ترجمہ: اے حی! اے قیوم! تیری رحمت (کے واسطے) تجھ سے فریاد کرتا ہوں، ایک لمحہ بھی مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کر، اور میرے تمام کام درست کر دے۔

فائدہ: سب کام بنیں۔

{۲۰} اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی اِخْتِیَارِیْ (۷-۷ بار)

ترجمہ: اے مرے معبود! میرا معاملہ بہتر فرما، مجھے بھلائی عطا فرما، اور مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کر۔

فائدہ: دن رات کے ہر کام کے لئے استخارہ ہے۔

{۲۱} **سَیِّدُ الْاِسْتِغْفَارْ:** اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَااِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا

اَنْتَ۔ (۱-۱یا۳-۳بار)

ترجمہ: اے میرے معبود! تو میرا مُرَبِّی (حقیقی) ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تونے مجھے پیدا کیا میں تیرا بندہ ہوں، میں اپنی طاقت بھر تیرے عہد و پیمان پر قائم ہوں، اپنی کرتوتوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، تیری نعمتیں جو مجھ پر ہیں، میں ان کا معترف ہوں، اور میں نے جو گناہ کئے، مجھے ان کا (بھی) اقرار ہے، تو اے میر معبود میرے گناہ بخش دے، کہ تیرے سوا گناہ کوئی نہیں بخشتا۔

فقیر اس کے بعد اتنا زائد کرتا ہے: وَاغْفِرْ لِکُلِّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَۃٍ (ہر مومن مرد و عورت کو بخش دے) اور اپنے جس فعل سے کسی ضرر کا اندیشہ ہوتا ہے مولیٰ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے۔

فائدہ: گناہ معاف ہوں، اور اس دن رات میں مرے تو شہید۔

{۲۲} لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ (سوسو بار)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، جو سچا بادشاہِ مبین ہے۔

فائدہ: دنیا میں فاقہ نہ ہو، قبر میں وحشت نہ ہو، حشر میں گھبراہٹ نہ ہو۔

صرف صبح

{۱} بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

ترجمہ: اللہ جل جلالہ کے نام سے جو بہت مہربان رحمت والا، گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کی توفیق اللہ بزرگ و برتر ہی کی طرف سے۔

فائدہ: ہر کام بنے، شیطان سے محفوظ رہے۔

{۲} سورۂ اخلاص (گیارہ بار)

فائدہ: اگر شیطان مع اپنے لشکر کے کوشش کرے، کہ اس سے گناہ کرائے نہ کرا

سکے۔ جب تک کہ یہ خود نہ کرے۔

{۳} یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ۔ (اے حی! اے قیوم! تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔)۔ (اکتالیس بار)

فائدہ: اس کا دل زندہ رہے گا اور خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

{۴} سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَ بِحَمْدِہٖ۔ (پاکی ہے اللہ جل جلالہ کو جو عظمت والا ہے اور اسی کو حمد زیبا ہے۔)۔ (تین بار)

فائدہ: جنون، جذام و برص و نابینائی سے بچے۔

{۵} تلاوتِ قرآن عظیم کم از کم ایک پارہ، حتی الامکان طلوع شمس سے پہلے ہو۔ اور اگر آفتاب نکل آئے، تو ٹھہر جائے اور ذکر کرو اذکار کرے، یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو جائے۔ جن تین وقتوں میں نماز ناجائز ہے، تلاوت بھی مکروہ ہے۔

{۶} دلائل الخیرات ایک حزب

{۷} شجرہ شریف ـــــــ۔ دلائل و شجرہ قبلِ طلوع ہوں یا بعد طلوع۔

پانچوں نمازوں کے بعد

{۱} اٰیَةُ الْکُرْسِی (پ:۳-البقرۃ:۲۵۵)۔۔۔۔(ایک ایک بار)

فائدہ: مرتے ہی داخلِ جنت ہو۔

{۲} اَستَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ (تین تین بار)

ترجمہ: میں بخشش کا طالب ہوں، اس اللہ حی وقیوم سے جس کے سوا کوئی لائق بندگی نہیں، اور اسی کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

فائدہ: گناہ معاف ہوں، اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

{۳} تسبیح حضرت سیدتنا زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

"سُبْحٰنَ اللّٰہِ"	(تینتیس۔ ۳۳ بار)
"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ"	(تینتیس۔ ۳۳ بار)
"اَللّٰہُ اَکْبَرُ"	(چونتیس۔ ۳۴ بار)

اخیر میں لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْكَ لَہٗ. لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (ایک بار)

ترجمہ: اللہ جل جلالہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں، بادشاہی اور حمد صرف اسی کے لئے ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

فائدہ: اس دن تمام جہاں میں کسی کا عمل اس کے برابر بلند نہ کیا جائے گا مگر اس کا جو اس کے مثل پڑھے۔

{۴} ماتھے پر دہنا ہاتھ رکھ کر بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّی الْھَمَّ وَ الْحُزْنَ۔

ترجمہ: اللہ جل جلالہ کے نام سے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ مہربان اور رحمت والا ہے، اے اللہ! جل جلالہ رنج وغم کو مجھ سے دور فرما۔

فائدہ: ہر غم و پریشانی سے بچے، فقیر اس کے بعد اتنا زائد کرتا ہے: وَعَنْ اَھْلِ السُّنَّۃِ۔ (اور تمام سنیوں سے)

{۵} **پنج گنج قادریہ**۔ (سو مرتبہ)

بعد نمازِ فجر	یَا عَزِیْزُ یَا اَللّٰہُ
بعد نماز ظہر	یَا کَرِیْمُ یَا اَللّٰہُ
بعد نماز عصر	یَا جَبَّارُ یَا اَللّٰہُ
بعد نماز مغرب	یَا سَتَّارُ یَا اَللّٰہُ

بعد نمازِ عشاء يَا غَفَّارُ يَا اَللّٰهُ

فائدہ: برکات بے شمار ہیں۔

نمازِ صبح وعصر کے بعد

{۱} بغیر پاؤں بدلے، بغیر کلام کئے: (۱۰-۱۰ بار)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِ وَ يُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

ترجمہ: اللہ جل جلالہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں، بادشاہی اور حمد صرف اسی کے لئے ہے، بھلائی اسی کے دستِ قدرت میں ہے، وہ جلاتا ہے، اور مارتا ہے، اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

فائدہ: ہر بلا و آفت و شیطان و مکروہات سے بچے، گناہ معاف ہوں، اس کے برابر کسی کی نیکیاں نہ نکلیں۔

{۲} اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ۔ (سات سات بار)

ترجمہ: اے اللہ! جل جلالہ مجھے (دوزخ کی) آگ سے محفوظ فرما)

فائدہ: دوزخ دعا کرے کہ الٰہی اسے مجھ سے بچا۔

نمازِ صبح کے بعد

{۱} اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ كُلَّ مُهِمٍّ مِّنْ حَيْثُ شِئْتَ وَمِنْ اَيْنَ شِئْتَ حَسْبِيَ اللّٰهُ لِدِيْنِيْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لِدُنْيَايَ حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَا اَهَمَّنِيْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَنْ بَغٰى عَلَيَّ حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَنْ حَسَدَنِيْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَنْ كَادَنِيْ بِسُوْءٍ حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمَوْتِ حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمِيْزَانِ حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ

الصِّرَاطِ حَسْبِیَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ (ایک بار یا تین بار)

ترجمہ: اے اللہ جل جلالہ میرے ہر امر میں جیسے چاہے اور جہاں سے چاہے تو مجھے کفایت فرما، میرے دین و دنیا میں میں مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے، میرے ہر پریشان کن معاملے میں مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے، مجھ پر ظلم وتعدی کرنے والے، مجھ سے حسد رکھنے والے اور مجھے تکلیف پہونچانے کا ارادہ کرنے والے کے لئے اللہ جل جلالہ مجھے کافی ہے، موت کے وقت، قبر میں سوال کے وقت، میزان عمل کے وقت، صراط سے گزر کے وقت اللہ جل جلالہ کی ذات مجھے کافی ہے، اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے، جس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں، اسی پر میرا توکل ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔

فائدہ: ہر مشکل آسان ہو، سب پریشانیاں دور ہوں، ایمان سلامت رہے، اللہ تعالیٰ ہر جگہ مدد فرمائے، دشمن برباد ہوں، حاسد اپنی آگ میں جلیں، نزع آسان ہو، قبر میں شاداں ہو، نیکیوں کا پلہ بھاری ہو، صراط پر سہل جاری ہو۔

{۲} بعد نماز صبح بغیر پاؤں بدلے بیٹھا ہوا ذکر الٰہی میں مشغول رہے، یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو۔ یعنی طلوع کنارۂ شمس کو بیس پچیس منٹ گزر جائیں، اس وقت دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ پورے حج وعمرہ کا ثواب لے کر پلٹے۔

نمازِ مغرب کے بعد

{۱} فرض پڑھ کر چھ رکعتیں ایک ہی نیت سے، ہر دو رکعت پر اَلتَّحِیَّاتُ ودُرُود ودُعا اور پہلی، تیسری، پانچویں "سُبْحٰنَكَ اللّٰھُمَّ" سے شروع کرے۔ ان میں پہلی دو سنّتِ مؤکدہ ہوں گی، باقی چار نفل۔ یہ "صلوٰۃ اَوَّابِین" ہے۔ اور اللہ اوابین کے لئے غفور ہے۔

شب میں

(یعنی غروبِ شمس سے طلوع صبح تک، جس وقت ہو۔)

(۱)سورۂ ملک .... عذابِ قبر سے نجات ہے۔

(۲)سورۂ یٰسین .... مغفرت ہے۔

(۳)سورۂ واقعہ .... فاقہ سے امان ہے۔

(۴)سورۂ دخان .... صبح اس حال میں اٹھے کہ ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہوں۔

بعد نمازِ عشاء

{۱} اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی جَسَدِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی قَبْرِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ۔

ترجمہ: اے اللہ جل جلالہ ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نازل فرما، جیسے کہ تو نے ہمیں ان پر درود بھیجنے کا حکم فرمایا۔

اے اللہ جل جلالہ ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نازل فرما، جس کے وہ حقدار ہیں۔

اے اللہ جل جلالہ ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر درود نازل فرما، جیسے تو ان کے حق میں چاہے۔

اے اللہ جل جلالہ روحوں میں ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ کی روح پُرفتوح پر رحمت نازل فرما۔

اے اللہ جل جلالہ جسموں میں ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ کے جسد اطہر پر درود نازل فرما۔

اے اللہ جل جلالہ قبروں میں ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ کی قبر انور پر درود نازل فرما۔

اللہ جل جلالہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ پر درود نازل فرما۔

طاق بار جتنا نبھ سکے، حصولِ زیارتِ اقدس کے لئے اس سے بہتر صیغہ نہیں۔ مگر خالص تعظیمِ شانِ اقدس کے لئے پڑھے۔ اس نیت کو بھی جگہ نہ دے کہ مجھے زیارت عطا ہو۔ آگے ان کا کرم بے حد و انتہا ہے۔

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد ازو غیرِ او تمنائے

مُنہ مدینہ طیبہ کی طرف ہو، اور دل حضور اقدس ﷺ کی طرف۔ دست بستہ پڑھے، یہ تصور باندھے کہ روضۂ انور کے حضور حاضر ہوں۔ اور یقین جانے کہ حضور ﷺ اسے دیکھ رہے ہیں، اس کی آواز سن رہے ہیں، اس کے دل کے خطروں پر مُطّلِع ہیں۔

{۲} اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ط اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ط صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ اَبَدًا عَلَى النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ط اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔ یَا غَوْثُ یَا غَوْثُ یَا غَوْثُ۔

ترجمہ: اللہ جل جلالہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ آپ زندہ اوراوروں کا قائم رکھنے والا، اللہ جل جلالہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بہت مہربان رحمت والا، اے اللہ! جل جلالہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو سبحان ہے، واقعی مجھ سے بھول ہوئی، اے (کریم) رب! نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے تمام آل واصحاب پر دائمی درود وسلام اور ابدی رحمتیں نازل فرما، اللہ جل جلالہ، اللہ جل جلالہ، اللہ جل جلالہ، اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے رسول ہیں، اے فریادرس، اے فریادرس، اے فریادرس۔

سوتے وقت

{۱} اٰیَۃُ الْکُرْسِی شریف (ایک بار)

فائدہ: جب تک سوئے حفاظتِ الٰہی میں رہے۔ اس کے گھر اور گرد کے گھروں میں چوری سے پناہ ہو، آسیب وجن کا دخل نہ ہو۔

{۲} تسبیح حضرتِ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

فائدہ: صبح نشاط پر اُٹھے اور فوائد بے شمار۔

{۳} "اَلْحَمْدُ" (پ:۱ الفاتحۃ) و "قُلْ" (پ:۳۰، الاخلاص) (ایک ایک بار)

{۴} ابتدائے سورہ بقرۃ (الٓمّٓ) سے "مُفْلِحُوْنَ" تک، اور آخر "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ" سے۔ (پ:۳، البقرۃ:۲۸۵، ۲۸۶)

فائدہ: ان دونوں کے فوائد بے شمار ہیں۔

{۵} "اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" سے آخر "کہف" تک چار آیتیں۔

(پ:۱۶، الکہف:۱۰۷تا۱۱۰)

فائدہ: شب میں یا صبح جس وقت جاگنے کی نیت سے پڑھے آنکھ کھلے گی۔

{۶} دونوں کفِ دست پھیلا کر تینوں "قُلْ" (سورۂ اخلاص، فلق وناس) ایک

ایک بار پڑھ کر ان پر دم کر کے سر، چہرہ، سینے اور آگے پیچھے جہاں تک ہاتھ پہنچیں سارے بدن پر پھیر لے۔ پھر دوبارہ سہ بارہ اسی طرح۔

فائدہ: ہر بلا سے محفوظ رہے گا۔

{۷} سورۂ "قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ" پر خاتمہ کرے۔ اس کے بعد کلام کی حاجت ہو، تو بات کر کے پھر پڑھ لے کہ اسی پر خاتمہ ہوگا۔ ان شاء اللہ

سوتے سے اُٹھ کر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَحْیَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ جل جلالہ کے لئے، جس نے ہمیں موت (نیند) کے بعد دوبارہ زندگی (بیداری) عطا کی، اور ہمیں اسی کی طرف پلٹنا ہے۔

فائدہ: قیامت میں بھی اِنْ شَآءَ اللّٰہ تَعَالٰی اللہ عزوجل کی حمد کرتا اٹھے گا۔

تنبیہ: اوپر سے یہاں تک جتنی دعائیں لکھی گئیں ہر ایک کے اول و آخر درود شریف ضروری ہے۔

تہجد

فرضِ عشاء پڑھنے کے بعد کچھ دیر سو رہے۔ پھر شب میں طلوعِ صبح سے پہلے جس وقت آنکھ کھلے، اگرچہ رات کے نو بجے، یا جاڑوں میں پونے سات بجے عشاء پڑھ کر سو رہے اور سات سوا سات بجے آنکھ کھلے وہی وقت تہجد کا ہے۔ وضو کر کے کم از کم دو رکعت پڑھ لے، تہجد ہو گیا۔ اور سنت آٹھ رکعت ہیں، اور معمولِ مشائخ ۱۲/رکعت۔ قرأت کا اختیار ہے، جو چاہے پڑھے۔ اور بہتر یہ ہے کہ جتنا قرآن مجید یاد ہو اس کی تلاوت ان رکعتوں میں کرے۔ اگر کُل یاد ہو، تو کم سے کم تین رات زیادہ سے زیادہ چالیس رات

میں ختم کرے۔ نہ یاد ہو تو ہر رکعت میں ۳/۳ بار سورۂ اخلاص، کہ جتنی رکعتیں پڑھے گا، اتنے ختمِ قرآن مجید کا ثواب ملے گا۔

ذکر چہار ضربی

چار زانو بیٹھے، بائیں زانو کی رگِ کیاس دہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کی برابر کی انگلی میں دبالے، پھر سر کو جھکا کر بائیں گھٹنے کی مُحاذی (برابر) لا کر ''لَا'' کا لام یہاں سے شروع کر کے دہنے گھٹنے کے مُحاذات تک کھینچتا ہوا لے جائے، اب یہاں سے ''اِلٰہَ'' کا ہمزہ شروع کر کے لام کے بعد کا الف دہنے شانے تک کھینچتا لے جائے، اور ''ہَ'' دہنی طرف خوب منہ پھیر کے کہے، پھر وہاں سے ''اِلَّا اللّٰہُ'' بقُوّت دل پر ضرب کرے۔ سو بار، یا حسب قوت کم سے شروع کرے، پھر حسب طاقت وفرصت بڑھاتا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ پانچ ہزار ضرب روزانہ تک پہنچائے۔ جب حرارت بڑھنے لگے، ہر سو بار کے بعد ایک یا تین بار ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحٰبِہٖ وَ سَلَّمَ'' کہہ لے، تسکین پائے گا۔ مگر مُبتدی جب تک زنگ دور نہ ہو، خالص حرارت کا محتاج ہے۔

یہ ذکر ایسے وقت ہو یا ایسی جگہ ہو کہ ریا (دکھاوا) نہ آئے۔ کسی نمازی، ذاکر یا مریض یا سوتے کو تشویش نہ ہو۔ اگر دیکھے کہ ریا آتا ہے تو نہ چھوڑے اور خیالِ ریا کو دفع کرے۔ اللہ عزوجل کی طرف اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسل سے رجوع لائے، تائب ہو۔ اِنْ شَآءَ اللہ ریا سے محفوظ رہے گا یا ریا دفع ہو جائے گا۔

ذِکرِ خفی

دو زانو آنکھ بند کئے، زبان کو تالو سے جمائے کہ متحرک نہ ہو، محض تصور سے کہ

سانس کی آواز بھی نہ سنائی دے، ان پانچ طریقوں سے جو طریقہ چاہے اختیار کرے خواہ وقتاً فوقتاً پانچوں برتے:

- سر جھکا کر ناف سے "لَا" کا لام نکال کر سر بتدریج اوپر اٹھاتا ہوا "اِلٰہَ" کی "ہ" دماغ تک لے جائے اور معاً "اِلَّا اللہُ" کا پہلا ہمزہ وہاں سے شروع کر کے اس کی ضرب ناف، خواہ دل پر کرے۔
- اسی طور پر "لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ" اس میں دوسرا جز "اِلَّا ھُوَ" ہوگا۔
- صرف "اِلَّا اللہُ" کا پہلا ہمزہ ناف سے اٹھا کر "اِلَّا اَل" دماغ تک لے جائے اور معاً "لٰہ" وہاں سے اتار کر ناف یا دل پر ضرب کرے۔
- فقط "اَللہُ" پہلا ہمزہ ناف سے شروع کر کے "لَا" کو دماغ تک پہنچائے اور بدستور "ہَ" کی ضرب کرے۔

(۵) محض "اَللہْ" بسکونِ ہا پہلا ہمزہ ناف سے اٹھا کر "لام" دماغ تک اور "لَاہْ" کی ضرب۔

ایک سے سو بار سے شروع کر کے حسبِ وسعت ہزاروں تک پہنچائے۔ اور ان پانچوں میں افضل پہلا طریقہ ہے۔ یہ طریقے اس درجہ مفید ہیں کہ انہیں اِخفا کرتے ہیں۔ رُموز میں لکھتے ہیں: فقیر نے خاص اپنے برادرانِ طریقت کے لئے اسے عام کیا۔

پاسِ اَنفاس

انہیں پانچوں طریقوں سے جسے چاہے ہر سانس کی آمد و رفت میں کھڑے بیٹھے، چلے پھرتے، وضو بے وضو بلکہ قضائے حاجت کے وقت بھی ملحوظ رکھے۔ یہاں تک کہ اس کی عادت پڑ جائے اور تکلف کی حاجت نہ رہے، اب سوتے میں بھی ہر سانس کے ساتھ ذکر جاری رہے گا۔

تصورِ شیخ

خلوت میں آوازوں سے دور، رُوبمکانِ شیخ، اور وصال ہو گیا تو جس طرف مزار شیخ ہو ادھر متوجہ بیٹھے، محض خاموش، باادب، بکمالِ خشوع صورتِ شیخ کا تصور کرے، اور اپنے آپ کو اس کے حضور حاضر جانے اور یہ خیال دل میں جمائے کہ سرکار رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ سے انوار و فیوض شیخ کے قلب پر فائض ہو رہے ہیں، میرا قلب قلب شیخ کے نیچے بحالتِ دَریوزہ گری لگا ہوا ہے، اس میں سے انوار و فیوض اُبل اُبل کر میرے دل میں آ رہے ہیں۔ اس تصور کو بڑھائے یہاں تک کہ جم جائے اور تکلف کی حاجت نہ رہے۔ اس کی انتہا پر صورتِ شیخ خود مُتَمَثِّل ہو کر مرید کے ساتھ رہے گی اور ہر کام میں مدد کرے گی۔ اور اس راہ میں جو مشکل اسے پیش آئے گی اس کا حل بتائے گی۔

تنبیہ: اذکار واشغال میں مشغولی سے پہلے اگر قضاء نمازیں یا روزے ہوں، ان کا ادا کرنا جس قدر ممکن ہو نہایت ضرور ہے۔ جس پر فرض باقی اس کے نفل واعمالِ مستحبہ کام نہیں دیتے، بلکہ قبول نہیں ہوتے، جب تک فرض ادا نہ کر لے۔ اذکار واشغال کے لئے تین بَدْرَقوں (مددگاروں) کی ضرورت ہے۔

(۱) تقلیل طعام......کم کھانا (۲) تقلیل کلام......کم بولنا

(۳) تقلیلِ منام......کم سونا۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

پنجم محرم الحرام ۱۳۳۸ھ

فصل



فضائل قرآن مجید

۲۲۳/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ا...... اَلرَّحْمٰنُ ہ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ہ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ہ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ۔

(پ۲۷،الرحمن:۱)

ترجمہ: رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا۔ (اور) انہیں ما کان وما یکون کا بیان سکھایا۔

رہنمائے زندگی

موجودہ دور میں کمپنیاں نئی مشینوں اور گاڑیوں کے ساتھ ایک گائڈ بھی نکالتی ہیں۔ تا کہ اس گائڈ کے ذریعہ سے ان مشینوں اور گاڑیوں کو صحیح استعمال کیا جائے، اور غفلت ولا پرواہی اور بلا رہنمائی کے مشین یا گاڑی کو نقصان نہ پہونچے۔ بلا تشبیہ انسان بھی دست قدرت اور کارخانۂ الٰہیہ کی پیدا کردہ چیز ہے، اسے بھی دنیا میں چلنے (جینے) کے لئے رہنمائی اور گائڈ لائن کی ضرورت ہے۔ اپنے جسم کے پرزوں (آنکھ، کان، زبان اور قلب وغیرہ) کو کیسے استعمال کرے؟ انہیں کس کام میں لائے؟ اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب (انسانی گائڈ کے طور پر) نازل فرمائی۔ جس کو ہم اپنی زبان میں قرآن کریم کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ''ایمان'' کو اصلِ عبادات اور سب عبادتوں کی جڑ قرار دیا۔ اور ہمارے ایمان کی درستگی، ہمارے اعمال کی اصلاح اور جنت کی راہ دکھانے کے لئے

قرآن کو نازل فرمایا۔لیکن اس سے استفادہ تبھی کر سکتے ہیں، جب ہم اسے سیکھیں۔اسی چیز کو بتانے کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سورہ رحمن کی پہلی، دوسری، تیسری اور چوتھی آیت مبارکہ میں قرآن کی تعلیم اور انسان کی پیدائش کا ذکر فرمایا ہے۔لیکن قرآن کی تعلیم کو انسان کی تخلیق پر مقدم فرمایا، یہ بتانے کے لئے، کہ: نجات، عزت و بزرگی اور اللہ رحمن سے قربت ودوستی انسان کو صرف قرآن کریم اور اس کی تعلیمات پر اپنی زندگی کے ہر گوشے میں عمل کرنے سے ہی حاصل ہوگی۔قرآن کریم کی تعلیم اور اس کی تلاوت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خاص نعمت ہے، جو اس نے انسان کو عطا فرمائی ہے۔**علامہ جلال الدین سیوطی** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قِرَاْءَةُ الْقُرْآنِ کَرَامَةٌ اَکْرَمَ اللّٰهُ بِهَا الْبَشَرَ (قرآن کریم کی تعلیم وتلاوت ایک ایسی عزت و بزرگی اور شرف ہے، جس سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو مشرف فرمایا ہے۔(**الاتقان**)

۲۲۴/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

مولیٰ کے احسانات وانعامات

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے۔پھر ان کو عبادت کا حکم دیا، تاکہ وہ عبادت کے ذریعہ سے اس کی جنت میں اعلیٰ درجات حاصل کریں۔اس لئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمام مخلوق کی طاعت وفرمانبرداری سے غنی و بے نیاز ہے۔اسے نہ ہمارے سجدوں کی ضرورت، اور نہ وہ ہمارے صدقات وخیرات کا محتاج۔ {اِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ} (پ:۴، آل عمران:۹۷) وہ ہر عیب سے پاک اور ہر خوبی کا مالک ہے۔(سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ) اس کا مطلب بھی یہی ہے۔پھر بھی وہ اپنے کرم و

احسان سے اپنے بندوں کی اطاعت وعبادت کو پسند فرماتا اور قبول کرتا ہے۔ پھر اپنے فضل سے اس پر ثواب بھی عطا فرماتا ہے۔ حق یہ ہے کہ ہماری اطاعت و بندگی اسی کی توفیق سے ہے۔۔۔ اور اس پر اجر وثواب بھی اسی کے فضل واحسان سے ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے انسان پر بے شمار احسانات ہیں۔ اس پاک و بے نیاز نے انسان کو پردۂ عدم سے نکال کر وجود کا لباس بخشا۔ پھر ایمان ویقین کی راہ دکھانے کے لئے ہادیٔ امم نبی معظم ومکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس خاکدان گیتی پر انسانی لبادے میں بھیجا۔ اور دنیا وآخرت کی سعادت کے لئے اپنی سب سے افضل کتاب قرآن کریم کو اتارا۔ چوں کہ قرآن کریم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں میں ایک بڑی نعمت ہے۔ اسی لئے احادیث میں قرآن عظیم کی تعلیم وتعلم اور تلاوت کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

۲۲۵/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

قرآن سیکھنا اور سکھانا

حدیث ۳۰۸: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اَشْرَافُ اُمَّتِيْ حَمَلَةُ الْقُرْآنِ (میری امت کے بزرگ اور بڑے لوگ وہ ہیں جو قرآن کریم کی تعلیم وتلاوت میں مشغول رہتے ہیں۔) (الاتقان، روح البیان)

حدیث ۳۰۹: ایک جگہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ۔ (تم میں افضل و برزگ وہ ہے، جو قرآن کریم سیکھے اور سکھائے۔) (سابق)

اپنی کتاب کریم میں خود اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے اپنے

بندوں کو حکم دیتا ہے: {اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ} (پ:۲۱، العنکبوت ۴۵)

ترجمہ: اے پیارے حبیب (ﷺ) جو آپ کی طرف جو کتاب وحی کی گئی، اس کی تلاوت کیجئے۔

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کو قرآن کریم کی تلاوت اور اس کی تعلیم کی اہمیت وضرورت کے سبب بار بار ارشاد فرما رہا ہے، کہ: اس کی تلاوت کرو اور تعلیم حاصل کرو، وہ بھی تدبر کے ساتھ۔ کیونکہ قرآن کریم کی تعلیم اور اس کی تلاوت کا جو مقصود اعظم ہے، وہ تدبر اور غور وفکر ہی ہے۔ اس لئے کہ تدبر اور غور وفکر سے سینے کھلتے ہیں اور دل روشن ہوتے ہیں۔ خدا ارشاد فرماتا ہے: {كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ مُبٰرَكٌ لِّیَدَّبَّرُوْٓا اٰیٰتِهٖ} (پ:۲۳، ص۲۹)

ترجمہ: ہم نے ایک مبارک کتاب آپ کی طرف اتاری، تا کہ بندے اس کی آیتوں میں غور وفکر کریں۔۔۔ اور ارشاد فرماتا ہے:

{اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ} (پ:۴، النساء ۸۲)

ترجمہ: کیا وہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے ہیں۔

۲۲۶/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

قرآن کی تلاوت کیسی ہو؟

حدیث ۳۱۰: عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ: "اَنَّ رَجُلًا قَالَ لَه: اِنِّیْ اَقْرَأُ الْمُفَصَّلَ فِیْ رَكْعَةٍ وَّاحِدَةٍ، فَقَالَ: هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ، اِنَّ قَوْمًا یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ وَلٰكِنْ اِذَا وَقَعَ فِی الْقَلْبِ فَرَسَخَ فِیْهِ نَفَعَ"۔ (الاتقان ۱، ص ۳۰۹)

سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ: ایک شخص نے کہا: میں ایک رکعت میں مفصل کی قرأت کرتا ہوں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ پڑھنا تو شعروشاعری پڑھنے کی طرح ہے۔ بے شک اگلے زمانے میں ایک قوم ایسی ہوگی، جو قرآن تو پڑھے گی لیکن قرآن ان کی حلقوں سے آگے تجاوز نہ کریگا۔ (قرآن کی تعلیم وتلاوت) جب دل میں بیٹھے اور جم جائے تب نفع دیگی۔

حدیث ۱۱۳۱: ایک جگہ آپ ارشاد فرماتے ہیں: جب قرآن کی تلاوت کرو، تو اس کے عجائب وغرائب پر ٹھہر کر غور کرو اور اپنے دلوں کو جوڑو۔

تدبر کا طریقہ

اگر قاری وتالی عربی، نحو وصرف اور دیگر علوم سے واقف ہے، تو اس کے لئے قرآن کریم کے عجائب وغرائب کو سمجھنا بہت آسان ہے۔ وہ یوں کہ جس جس کلمہ کو وہ پڑھتا جائے، زبان کو تلاوت میں اور اپنے دل کو اس لفظ کے تلفظ (کے معنی) میں مشغول رکھے، تو ہر آیت کے معنی پہچان لے گا۔ قرآن حکیم کے اوامر ونواہی میں غور کرے۔ اور اپنے اندر ہر امر ونہی کو قبول کرنے کا اعتقاد جازم پیدا کرے۔ اگر اس کی گذشتہ زندگی میں امر ونہی کی ادائیگی میں کچھ کوتاہی ہوئی ہو، تو اس کوتاہی پر اپنے مولیٰ سے رورو کر توبہ واستغفار کرے۔ جب کسی آیت رحمت پر پہنچے، تو اپنے مولیٰ سے رحمت کی بھیک مانگے۔ اور اگر آیت عذاب آجائے، تو خوف وخشیت کے ساتھ اس سے پناہ طلب کرے۔ آیت تَنْزِیْہ وتَقْدِیْس پر اپنے مولیٰ کی بڑائی بیان کرے۔ اور اگر آیت دعا آجائے تو گریہ وزاری کے ساتھ پرنم آنکھوں سے اپنے مولیٰ سے دعا کرے۔ نبی کریم ﷺ کی تلاوت کا یہی طریقہ تھا۔

۲۲۷/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی

بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاوت

حدیث ۳۱۲: عن ابی حذیفة، قال: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ ثُمَّ النِّسَاءَ فَقَرَأَهَا، ثُمَّ آلَ عِمْرَانَ، فَقَرَأَهَا، يَقْرَأُ مُتَرَسِّلاً۔ إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ، وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ، وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ۔

(الاتقان، ص ۳۱۱)

حضرت ابو حذیفہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ایک رات میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی۔ آپ نے پہلے سورۂ بقرہ پھر سورۂ نساء شروع کی، اور ان دونوں کو پڑھا۔ پھر سورۂ آل عمران پڑھی۔ آپ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے۔ جب آیت تسبیح و تقدیس آتی، تو آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پاکی بیان کرتے۔ جب آیت سوال کی تلاوت کرتے، تو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے سوال و دعا کرتے۔ اور جب آیت عذاب پر پہنچتے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگتے۔

خلاصہ یہ کہ تلاوت کلام مجید کے وقت اس کے معانی و مضامین پر غور کرتا جائے۔ اور دل جمعی و خشوع و خضوع کے ساتھ ذہن و فکر کو حاضر کر کے تلاوت کرے۔ یہاں تک کہ دل میں رقت پیدا ہو جائے اور آنکھوں سے آنسوں جاری ہو جائیں۔ اگر علوم عربیہ پر قدرت نہ رکھتا ہو اور معنی نہ سمجھتا ہو، تو یہ جان کر تلاوت کرے کہ: یہ میرے خالق و مالک کا کلام ہے۔ یہی وہ کلمات مبارکہ ہیں جن کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے جلیل القدر صحابہ ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم پڑھا کرتے تھے۔ اور یہ وہی الفاظ و عبارات ہیں، جن کی اولیاء اللہ (حضور غوث اعظم، خواجہ غریب نواز، صابر

پاک، نظام الدین اولیاء) رضی اللہ عنہم رات رات بھر تلاوت کیا کرتے تھے۔ اور اگر قاری نے اپنی تلاوت میں یہ تصور قائم کرلیا، تو اس کی تلاوت میں سب کی تلاوتیں اور ادائیں جمع ہوجائیں گی، پھر وہ اپنی تلاوت میں عجیب لذّت بھی پائے گا اور ان بڑوں کی نسبت سے بڑے بڑے فیض بھی پائے گا۔ جیسے کہ جب عید کا چاند نکلتا ہے، تو اس پر تمام انسانوں کی نگاہیں جمع ہوجاتی ہیں۔ اگر بادشاہ و وزیر کی نگاہ اس پڑی ہے، تو گدا و فقیر کی نگاہ بھی اس پر جاتی ہے۔ اگر کامل اس کو دیکھتے ہیں، تو ناقصوں کی نظریں بھی اس پر پڑتی ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس قال کو حال بنادے۔ آمین

۲۲۸/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

تلاوت ٹھہر ٹھہر کر کرو

حدیث ۳۱۳: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح تلاوت فرماتے تھے، کہ ایک ایک حرف بالکل صاف صاف معلوم ہوتا تھا۔

رَٹُو حافظوں کی طرح فرفر پڑھے جانے سے کیا حاصل و وصول؟ اگر کسی قاری کو کسی آیت کی تلاوت میں لذت اور کیف و سرور حاصل ہو، تو اس کی تکرار کرے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

حدیث ۳۱۴: حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک رات نماز کے لئے کھڑے ہوئے، اور آپ نے {اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ} (پ ۷، المائدہ ۱۱۸) کی تکرار کرتے کرتے صبح کردی۔ (الاتقان)

حدیث ۳۱۵: ایک حدیث میں ہے، کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تم پر

ایک سورت کی تلاوت کر رہا ہوں۔ فَمَنْ بَکٰی فَلَهُ الْجَنَّةُ فَاِنْ لَّمْ تَبْكُوْا فَتَبَاكُوْا (تو جسے رونا آجائے، اس کے لئے جنت ہے۔ اور اگر رونا نہ آئے تو (کم از کم) رونے جیسی صورت (ہی) بناؤ۔)۔(الاتقان)

کیفیت بُکَاء

تلاوت کے وقت حزن و ملال اور کیف وسرور حاصل کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے، کہ: قرآن کریم کی ان آیتوں میں خوب غور کرے، جن میں سخت تہدیدیں اور عذاب دوزخ کی سختی سے سخت وعیدیں آئی ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ نے اس سے عہد و پیمان لئے۔ اور جن میں اس پر کی گئی طرح طرح کی نعمتوں اور رحمتوں کی بارش کا ذکر ہے۔ پھر غور کرے کہ اس کی نعمتوں کو کس طرح سے وہ شب و روز استعمال کر رہا ہے۔ اور اس کے عہد و پیمان میں کس طرح کوتاہیاں کر رہا ہے۔ تو۔ ان شاء اللہ العزیز۔ دل میں ضرور کچھ نہ کچھ رقت پیدا ہوگی اور رونا آئے گا۔ اور اگر ان سب کوششوں کے بعد بھی اسے رونا نہ آئے، تو اس نہ رونے پر روئے، کہ یہ اور بڑی مصیبت ہے۔ لگتا ہے اس کا دل پتھر ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی امان میں رکھے۔

۲۲۹/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

صحابہ کی تلاوت

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام چار چار، پانچ پانچ پارے نہیں پڑھتے تھے۔ بلکہ ایک ایک دو دو سورتوں کی تلاوت کرتے۔ کبھی تو فقط چند آیتیں ہی

تلاوت کرتے۔لیکن ان کی تلاوت نے ان کے دل کی دنیا کو بدل دیا۔اور ایک ہم ہیں کہ: چار چار پانچ پانچ پارے ایک دن میں تلاوت کرتے ہیں۔اور چھ چھ سات سات دن میں قرآن ختم کر لیتے ہیں،لیکن ہماری زندگی میں کوئی انقلاب نہیں۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: یہ آیت اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے حبیب ﷺ کے صحابہ کے بارے میں نازل فرمائی۔

{اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ} (پ:۲۷۔الحدید ۱۶)

ترجمہ: کیا ایمان والوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا، کہ ان کے دل اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر کے لئے جھک جائیں۔

آپ فرماتے ہیں: صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قرآن مجید پڑھتے تو اگرچہ تم سے بہت کم تھے،لیکن ان سے فسق و فجور کا صدور نہ ہوتا تھا۔اور اس کے برعکس تم قرآن تو بہت زیادہ پڑھتے ہو،لیکن تمہارا فسق بھی اتنا ہی زیادہ ہے۔(روح البیان)

قرآن ہر کجی سے محفوظ

قرآن کریم کے مضامین و مفاہیم میں نہ کسی طرح کا کوئی اختلاف ہے اور نہ کوئی تضاد و ٹکراؤ۔ ہر آیت اور سورت کا کسی نہ کسی طرح ایک دوسرے سے ربط و تعلق ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ہماری سمجھ میں نہ آئے۔اسی کی طرف اللہ رب العزت نے {وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا} میں اشارہ فرمایا۔اور {قَیِّمًا} فرما کر اشارہ فرما دیا، کہ وہ عدل والی ہے۔اور اسے اتارا کس لے گیا؟ تو اس کا جواب {لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَ یُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ} ۔ترجمہ: (اس کو اس لئے اتارا گیا ہے) تا کہ اس کا حبیب (ﷺ) بندگان خدا کو اللہ کے سخت عذاب سے ڈرائے اور (نیک کام کرنے والے) مومنوں کو اجر حسن کا مژدہ سنائے۔) سے دیا۔

۲۳۰/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

صحابہ کی زندگی نمونۂ عمل

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس طرح کی آیتوں پر پورا پورا عمل کر کے دکھایا۔ اور اپنی مبارک زندگیوں کو ہمارے لئے نمونہ بنا کر چھوڑ گئے۔ قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے، جس میں احکام شریعت، آداب طریقت، آداب معرفت اور اسرار حقیقت سب موجود ہیں۔ صحابہ اور اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے احکام شریعت سے جسم وطبیعت کی اصلاح کی۔ آداب طریقت سے تزکیۂ نفس فرما کر نفس کی اصلاح کی۔ آداب معرفت سے اپنے قلوب کی اصلاح فرمائی۔ اور اسرار حقیقت سے اپنی روح کی۔ ان نفوس قدسیہ نے قرآن کریم کی تعلیم وتلاوت کی خوشبو سے اپنی روح اور اپنے قلوب واذہان کو معطر فرمایا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

قرآن پڑھنے والے کی مثال

حدیث ۳۱۶: عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمِثْلِ الْاُتْرُجَۃِ، رِیْحُھَا طَیِّبٌ وَ طُعْمُھَا طَیِّبٌ۔ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ لَا یَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ التَّمْرَۃِ، لَا رِیْحَ لَھَا وَطُعْمُھَا حُلْوٌ۔ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الرَّیْحَانَۃِ، رِیْحُھَا طَیِّبٌ وَطُعْمُھَا مُرٌّ۔ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ لَا یَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الْحَنْظَلَۃِ لَیْسَ لَھَا رِیْحٌ وَطُعْمُھَا مُرٌّ۔ متفق علیہ (ریاض الصالحین ص ۴۱۵)

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس مومن کی مثال جو قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے۔ ترنج (لیموں) کی طرح ہے، کہ: جس کی خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے اور مزہ بھی لذیذ۔ اور جو مومن قرآن کریم کی تلاوت نہیں کرتا ہے، اس کی مثال کھجور کی طرح ہے کہ اس میں خوشبو تو نہیں ہے، مگر مزہ میں میٹھی ہے۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا، ریحان کی طرح ہے، کہ: جس کی خوشبو تو عمدہ ہے اور مزہ کڑوہ۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا، حنظل کے پھل کی طرح ہے، جو خوشبو بھی نہیں رکھتا اور مزہ میں بھی کڑوا ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ قرآن کریم کی تلاوت انسان کے باطن کو پاک کر کے روحانی قوت پیدا کرتی ہے۔ اور اس کے ظاہر کو منور و روشن بناتی ہے۔

۲۳۱/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

ختم قرآن

حضرت فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: قرآن پڑھنے والے کو چاہئے اگر زیادہ کی قدرت نہ رکھتا ہو، تو سال میں دو ختم کرے۔

حضرت حسن بن زیاد، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ مَرَّتَيْنِ فَقَدْ اَدَّى حَقَّهٗ۔ (جس نے سال میں دو مرتبہ قرآن کریم ختم کر لیا، گویا اس نے قرآن کا حق ادا کر دیا۔ اسی لئے کہ نبی کریم ﷺ نے جس سال خدا کا قرب اختیار کیا، اس سال رمضان میں جبریل علیہ السلام پر قرآن کی تلاوت دو مرتبہ پیش کی۔ (الاتقان)

ختم قرآن اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ویسے ختم کے سلسلے میں ہمارے اسلاف کی عادات اور طریقے مختلف تھے۔ شیخین نے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے ایک حدیث نقل کی ہے:

حدیث ۳۱۷: عبداللہ ابن عمرو بیان کرتے ہیں، رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اِقْرَأِالْقُرْآنَ فِیْ شَھْرٍ (قرآن ایک مہینے میں ختم کرو۔) قُلْتُ: اِنِّیْ اَجِدُ قُوَّۃً۔ (میں نے عرض کی: سرکار میں اس سے زیادہ طاقت پاتا ہوں۔) آپ نے ارشاد فرمایا: اِقْرَأْ فِیْ عَشَرَ (دس دن میں ختم کرو) پھر میں نے عرض کی: سرکار میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت پاتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا: تو سات دن میں ختم کرلو۔ مگر اس سے کم میں نہیں۔ (الاتقان)

۲۳۲/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ۔

اسلاف کا طریقہ

ہمارے اسلاف میں بعض وہ تھے، جو رات دن میں آٹھ ختم کرتے تھے۔ چار ختم دن میں اور چار رات میں۔ بعض چار ختم کرتے تھے۔ دو دن میں، دو رات میں۔ بعض حضرات دو دن میں ایک ختم کرتے تھے۔ بعض تین دن میں، بعض چار دن میں، بعض پانچ دن میں اور بعض سات دن میں۔ سات دن میں میں ختم کرنا اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا۔

صاحبِ اتقان ابن ابوداؤد سے اور وہ امام مکحول (رضی اللہ عنہم) سے روایت

کرتے ہیں، فرماتے ہیں: نبی پاک ﷺ کے جو صحابہ تندرست وتوانا تھے، وہ سات دن میں ایک ختم کرتے تھے۔ اور بعض ایک مہینے میں، بعض دو مہینے میں، بعض اس سے بھی زیادہ میں۔ (الاتقان)

ثواب صحیح پڑھنے میں ہے

غرض کہ قرآن مجید کو تلاوت میں صحیح پڑھنے کی کوشش کرنا چاہئے۔ کیونکہ اجر و ثواب صحیح پڑھنے میں ہے نہ کہ جلدی پڑھنے میں۔ تو جو لوگ نہایت تیز پڑھنے کی صورت میں حروف کو انکے مخارج سے ادا کر سکتے ہیں، ان کے لئے جلدی ختم کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن جو لوگ جلدی پڑھنے میں فن قرأت و تجوید کے اصول کی رعایت نہیں کر سکتے، ان کو چاہئے، کہ وہ زیادہ دن میں ختم کریں، مگر صحیح پڑھیں۔ اور فرمان الٰہی {وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا} (پ:۲۹، المزمل ۲) پر پوری نظر رکھیں۔

۲۳۳/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

قرآن کا فضل اور فضیلت

حدیث ۳۱۸: عن ابی سعید، عن النبی ﷺ، يَقُوْلُ الرَّبُّ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى: مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ وَذِكْرِيْ عَنْ مَسْأَلَتِيْ، أَعْطَيْتُهٗ أَفْضَلَ مَا أُعْطِيَ السَّائِلِيْنَ۔ وَفَضْلُ كَلَامِ اللّٰهِ عَلٰى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰى سَائِرِ خَلْقِهٖ۔ (الاتقان صفحہ ۳۰۲)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ

فرماتے ہیں: اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: جس شخص کو قرآن کریم کی تلاوت کی مشغولیت اور میرے ذکر کی وجہ سے میری بارگاہ میں دعا مانگنے کی فرصت نہیں ملی، اس شخص کو میں سب دعا مانگنے والوں سے زیادہ عطا کروں گا۔ اور کلام اللہ کی عزت و بزرگی تمام کلاموں پر ایسے ہی ہے، جیسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عزت وعظمت اس کی ساری مخلوق پر۔

اس حدیث میں دو باتوں کو صراحۃً بیان کیا گیا۔

پہلی یہ کہ: جو شخص قرآن پاک کی تلاوت، اس کے حفظ یا اس کے معنی ومطلب کو سمجھنے میں اس درجہ مشغول رہا، کہ دعا وذکر کا موقع ہی نہیں ملا، تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے دعا مانگنے والوں سے زیادہ عطا کریگا۔ {اَللّٰهُ اَكْبَرُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلاً} کیا ہی نرالی ہے اس کی شان کریمی۔

دوسری چیز

دوسری چیز جو اس حدیث میں بیان کی گئی ہے، وہ ہے قرآن کی عظمت اور اس کی عزت و بزرگی۔ کہ قرآن کو دیگر سارے کلاموں پر وہی فضیلت و برتری اور عظمت وبزرگی حاصل ہے، جو خالق کائنات، مربیٔ موجودات، حاکم علی الاطلاق، مالک بلا اشتراک جل سبحانہ کو اپنی پیدا کردہ جملہ مخلوقات پر حاصل ہے۔ (كَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰى سَائِرِ خَلْقِهٖ میں کاف تشبیہ کا ہے۔) اور مخلوق ومملوک کی کیا عزت؟ کیا عظمت؟ اور پھر مخلوق کی عزت وعظمت کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عظمت و بزرگی سے کیا نسبت؟ بس اس جملے سے یہی سمجھ میں آتا ہے، کہ جس طرح سے اللہ تعالیٰ کی عزت وعظمت کی کوئی حد وانتہا نہیں، اسی طرح اس کے کلام کریم کی بزرگی کی کوئی حد وانتہا نہیں۔ انسان خدا کے کلام کے کچھ فوائد تو بیان کرسکتا ہے۔ لیکن انسان میں یہ طاقت کہاں؟ کہ: خدا کے کلام کے کما حقہٗ فضائل ومناقب بیان کرسکے۔ کوئی بڑے سے بڑا عالم، مفکر، مفسر، محدث اور بڑے

سے بڑا ماہر لسانیات یہ نہیں کہہ سکتا- بلکہ کہنا تو در کنار تصور بھی نہیں کر سکتا- کہ میں نے قرآن کی حقیقت کو پالیا۔

۲۳۴ رویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

بحر ناپیدا کنار

قرآن ایک لا پیدا کنار سمندر ہے۔ جتنا جس کا برتن، اتنا وہاں سے وہ بھر لیتا ہے۔ ایک فقیر بے نوا چھوٹا سا کوزہ سمندر سے بھر کر آئے، تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے پورا سمندر بھر لیا۔ حدیث شریف میں آتا ہے:

حدیث ۳۱۹: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضور پر نور نبی کریم ﷺ سے بارہ سال میں سورۂ بقرہ کی تعلیم حاصل کی۔

اب آپ خود ہی بتاؤ، پڑھنے والے فاروق اعظم جیسے جلیل القدر باکمال صحابی۔۔۔ پڑھانے والے خود اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے حبیب معلم کائنات نور مجسم ﷺ صاحب قرآن۔۔۔ پڑھنے کی مدّت بارہ سال۔۔۔ اور کیا پڑھا؟ قرآن کی صرف ایک سورت۔ اب آپ سوچو مالک ومختار آقا ﷺ نے کیا کیا دیا ہوگا؟ اور فاروق اعظم جیسے سچے غلام اور عظیم صحابی نے کیا کیا لیا ہوگا؟ غرض کہ کلام کی عظمت کا پتہ کلام والے کی عظمت سے لگتا ہے۔ اور کلام والے کی عظمت کا عالم یہ ہے، کہ: بڑے بڑے کہتے ہیں: سُبْحَانَهٗ مَا أَعْظَمَ شَانُهٗ۔ لَا يُحَدُّ وَلَا يُتَصَوَّرُ۔ اس کی عظمت و بزرگی کی تحدید تو درکنار اسے تصور میں بھی نہیں لایا جا سکتا۔ اسی سے اندازہ لگا لیجئے کہ قرآن کریم ایسا معظم کلام ہے، جس کے مثل کسی دوسرے کا کلام نہیں ہو سکتا۔ ایک کہاوت مشہور ہے: کَلَامُ

اَلْمَلِكِ مَلِكُ الْكَلَامِ۔ (بادشاہ کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہے۔) اسی طرح کہا جاتا ہے:
کَلَامُ الْاِمَامِ اِمَامُ الْکَلَامِ (امام کا کلام کلاموں کا امام ہے۔)

۲۳۵/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

کلام معجز

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے پیغمبروں (علیہم السلام) کو دو طرح کے معجزے عطا فرمائے۔

(۱) معجزۂ حِسِّیَہ (معجزۂ کونیہ)
(۲) معجزۂ عَقْلِیَہ (معجزۂ قلبیہ)

(۱) **معجزۂ حِسِّیَہ:** جس کو انسان اپنی حس و بصر وغیرہ سے محسوس کرے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارکہ، صالح علیہ السلام کی ناقۃ (اونٹنی)، مردے زندہ کرنا اور چاند کے ٹکڑے کرنا۔ معجزۂ حسیۃ صاحب معجزہ کے ساتھ چلا جاتا ہے۔

(۲) **معجزۂ عَقْلِیَہ:** وہ ہے، جس کا ادراک عقل وشعور اور قلب و دماغ کرتے ہیں، اور علوم ومعارف۔

لازوال معجزہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے شمار معجزات حسیہ عطا فرمائے۔ جیسے انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا، شَقُّ القمر اور رَجْعَتِ شمس وغیرہ۔ لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک معجزہ ایسا

عطا فرمایا، جس کے مطالب، جس کی فصاحت و بلاغت اور جس کے بیان کو عقلیں قیامت تک ادراک کرتی رہیں گی۔ اور دنیا کی آنکھیں قیامت تک اس کے اعجاز کو دیکھیں گی۔ اور وہ معجزہ ہے ''قرآن کریم''۔ بلکہ اس کی تقریباً ۶۶۶۶ر آیتوں میں سے ہر آیت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معجزوں میں سے ایک معجزہ ہے۔ جس کا مثل نہ اب تک بن سکا ہے اور نہ کبھی بن سکے گا۔ نہ اس کے پڑھنے سے زبان تھکتی ہے۔ نہ اس سے آنکھیں ہٹتی اور دکھتی ہیں۔ اور نہ اس میں غور و فکر کرنے سے دل اکتاتا ہے۔ بلکہ بے چین دل تو اس سے سکون و طمانینت حاصل کرتے ہیں۔ {اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ}

۲۳۶ر ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

نیک بختوں کی زندگی

حدیث ۳۲۰: عن معاذ ابن جبل انه قال: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ سَفَرٍ، فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (ﷺ)! حَدِّثْنَا بِحَدِيْثٍ نَنْفَعُ بِهٖ، فَقَالَ ﷺ: اِنْ اَرَدْتُّمْ عَيْشَ السُّعَدَاءِ وَمَوْتَ الشُّهَدَاءِ وَالنَّجَاةَ يَوْمَ الْحَشْرِ وَالظِّلَّ يَوْمَ الْحَرِّ وَالْهُدٰى مِنَ الضَّلَالَةِ فَاَدِيْمُوْا قِرَاْءَةَ الْقُرْاٰنِ۔ فَاِنَّهٗ كَلَامُ الرَّحْمٰنِ وَحِصْنٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ وَرُجْحَانٌ مِّنَ الْمِيْزَانِ۔ (درة الناصحين ص: ۱۴۱)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: میں ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ میں تھا۔ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! ہمیں ایک ایسی حدیث بتا دیجئے، جس سے ہم نفع حاصل کریں۔ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب

ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! اگر تم نیک بختوں کی زندگی، شہیدوں کی موت، قیامت کے سخت گرم دن سے نجات، اور سخت گرم دن میں سائے اور گمراہی سے نجات کے طلب گار ہو، تو قرآن کریم کی تلاوت کی پابندی کرو۔ اس لئے کہ وہ اللہ رحمن کا کلام ہے۔ مردود شیطان سے حفاظت کا قلعہ ہے۔ اور کل قیامت میں میزان پر نیکیون کے پلے کا وزن۔

کون مسلمان ہے، جو قیامت کی سختی کے بارے میں نہیں جانتا ہے؟ جس مومن کے سینے میں ایمان ہے، وہ قیامت کی مصیبتوں اور تکلیفوں کو خوب جانتا ہے۔ اور اس کا دل اس کے خوف پر ہر وقت لبریز رہتا ہے۔ اب اگر اس مومن کو کوئی ایسا عمل مل جائے، جو اس دن کی دہشت و وحشت، ہولنا کی اور گھبراہٹ سے بے فکر کر دے، تو یہ عمل لاکھوں کروڑوں راحتوں اور نعمتوں سے بڑھکر نعمت ہے۔ قربان جاؤ! اپنے آقا و ﷺ پر، کہ انہوں نے وہ عمل ہمیں تعلیم فرمادیا۔ اور وہ ہے تلاوت قرآن کریم۔ اگر ہم اس کے عادی بن جائیں، تو نیک بختوں کی زندگی، شہیدوں کی موت، اور قیامت کی دہشت و وحشت سے ہماری نجات کا سامان بن جائے گا۔ ان شاء اللہ

۲۳/۷ ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

تین محفوظ و مامون آدمی

حدیث ۳۲۱: طبرانی میں ایک حدیث سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب ﷺ فرماتے ہیں: تین لوگ ایسے ہیں، جن کو حساب و کتاب اور قیامت کی گھبراہٹ کا خوف نہ ہوگا۔ جب تک لوگ حساب و کتاب سے فارغ ہونگے، وہ لوگ مشک کے ٹیلوں پر شاداں و فراحاں آرام کریں گے۔

(۱) وہ شخص جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے قرآن کی تلاوت کی۔ اور لوگوں کی اس طرح امامت کی، کہ لوگ اس سے راضی رہے۔

(۲) وہ جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے لوگوں کو نماز کی طرف بلایا۔

(۳) وہ جو اپنے مالک اور اپنے ماتحتوں کے بیچ اچھا معاملہ رکھے۔

حافظ قرآن

حدیث ۳۲۲: عن علی، قال: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَحَفِظَهُ فَاسْتَظْهَرَهُ وَاَحَلَّ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهُ فِيْ عَشَرَةٍ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ كُلُّهُمْ قَدِ اسْتَوْجَبَ النَّارُ۔ (کنز العمال ۱/ص ۲۶۲)

حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جس نے قرآن شریف پڑھا اور اس کو اپنے سینے میں محفوظ کر لیا، اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام جانا، تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ اور خداوند قدوس اس کے اہل خانہ میں سے ایسے دس افراد پر اسے شفاعت کا حق دے گا، جن پر دوزخ واجب ہو چکی ہوگی۔

کیسی عظیم بشارت ہے اس حدیث میں ان لوگوں کے لئے، جو قرآن شریف حفظ کر کے اس پر عمل کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں کے لئے جو اپنے بچوں کو حافظ یا عالم قرآن بناتے ہیں۔ کہ وہ علماء با عمل اور حفاظ با عمل خود تو ان شاء اللہ نجات پائیں گے ہی، ساتھ میں اپنے گھر کے ان لوگوں کی بھی شفاعت کریں گے، جن پر گناہوں کی وجہ سے پر دوزخ واجب ہو گئی تھی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اور آپ سب کو قرآن کی تلاوت، اس کی تعلیم اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، یا رب العالمین، بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم

۲۳۸/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

اہل اللہ (عَزَّوَجَلَّ)

حدیث ۳۲۳: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے محبوب پرور دگار ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: کہ جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات کی امید رکھتا ہے، اس کو چاہئے کہ وہ اہل اللہ کی تعظیم کرے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بھی اہل (گھر والے) ہیں؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں۔ عرض کی گئی: حضور! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: دنیا میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اہل وہ لوگ ہیں، جو قرآن کی تلاوت و تعلیم میں مشغول رہتے ہیں۔ خبردار! جس نے انکی تعظیم و توقیر کی، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا اکرام فرمائیگا۔ اور اس کو جنت عطا فرمائے گا۔ اور جس نے اہل اللہ کی توہین کی، اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے ذلیل کر دیگا۔ اور ذلیل کر کے دوزخ میں داخل کر دیگا۔ اے ابو ہریرہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک علمائے باعمل سے زیادہ مکرم کوئی بھی نہیں ہے۔ خبردار! علمائے باعمل اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک انبیا کو چھوڑ کر سب سے زیادہ مکرم و معظم ہیں۔ (درۃ الناصحین)

عالم قرآن

حدیث ۳۲۴: ایک حدیث میں آتا ہے: قرآن کا عالم، اسلام کا جھنڈا اٹھانے والا ہے۔ جس نے قرآن کے عالم کی تعظیم کی، اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تعظیم کی۔ اور جس نے عالم ربانی کی توہین کی تو اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت۔ (کنز العمال ۱، ص ۱۶۳)

اللہ تعالیٰ ہماری قوم کو علماء کی توہین سے محفوظ فرمائے۔ اور ہماری جماعت کے علماء کو اللہ عَزَّوَجَلَّ یہ ہمت عطا فرمائے، کہ وہ اپنے عمل و کردار سے قوم کو بدگمانیوں سے بچائیں اور قوم کو علماء کی تعظیم کی راہ پر چلائیں۔

۲۳۹/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

قرآن شافع ہے

حدیث ۳۲۵: عن عبد الله ابن مسعود رضی الله عنه. اَنَّهٗ قَالَ: اَلْقُرْاٰنُ شَافِعٌ مُّشَفَّعٌ وَمَاحِلٌ مُّصَدَّقٌ۔ فَمَنْ جَعَلَهٗ اِمَامَهٗ قَادَهٗ اِلَى الْجَنَّةِ وَمَنْ جَعَلَهٗ خَلْفَهٗ سَاقَهٗ اِلَى النَّارِ۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قرآن ایسا شفاعت کرنے والا ہے، جس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اور قرآن ایسی سعی یا جھگڑا کرنے والا ہے، جس کی سعی یا اس کی بات کو سنا جائیگا۔ تو جو قرآن کو اپنا پیشوا بنائیگا (اور اپنی زندگی کے ہر موڑ پر اس کو آگے رکھے گا) تو قرآن اس کو بہشت اور جنت میں لے جائے گا۔ اور جو قرآن کو غفلت سے اپنی پیٹھ پیچھے ڈال دے گا، (یعنی اس پر عمل ترک کر دیگا) تو ایسے کو قرآن کھینچ کر جہنم میں لے جائے گا۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۵۱)

حدیث ۳۲۶: ایک حدیث میں ہے، کہ: قرآن کریم سے بڑا کوئی سفارشی نہیں ہے۔

خلاصہ وماحصل

دونوں روایتوں کا نچوڑ اور خلاصہ یہ ہے، کہ: قرآن جس کی شفاعت کریگا، اس کی

شفاعت کو رد نہیں کیا جائے گا۔ اس روایت میں ایک لفظ آیا ہے: مَاحِلٌ۔ اس کا معنی ہے: کوشش کرنا، سعی کرنا، مطالبہ کرنا یا جھگڑا کرنا۔ تو قرآن کے بروز قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دربار میں جھگڑا کرنے کا مطلب یہ ہے، کہ جس نے قرآن کریم کے حقوق کی رعایت کی، اس طور پر کہ اس کی تلاوت و تعلیم میں مشغول رہا اور اس کے احکام پر عمل کیا۔ تو قرآن اس کی طرف سے خداوند قدوس کی بارگاہ میں جھگڑیگا، شفاعت کا مطالبہ کریگا اور اس کو جنت میں داخل کرانے کی جدوجہد کریگا۔ جنت میں داخل کرا کر اس کے درجات بلند کرائے گا۔ اور جس نے اس کی حق تلفی کی، ان کے بارے میں کہے گا، انہوں نے میرا حق ادا نہیں کیا؟ میرے ساتھ برا سلوک کیا۔ اور ایسوں کو جہنم میں کھینچ کر لے جائے گا۔ اپنے پڑھنے والے کے درجات بلند کرانے کے سلسلے میں ترمذی کی ایک روایت واضح طور پر موجود ہے۔

۲۴۰/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

قرآن کا فیضان

حدیث ۳۲۷: کلام اللہ بارگاہ مولیٰ میں عرض کریگا: اے میرے مولیٰ! تو اس کو ایک عظیم خلعت و جوڑا عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ اسے عزت و کرامت کا تاج عطا فرمائے گا۔ قرآن کریم پھر مزید زیادتی کی درخواست کریگا۔ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے عزت و اکرام کا پورا جوڑا عطا فرمائے گا۔ قرآن کریم پھر رب کی بارگاہ میں عرض کریگا: اے میرے رب! تو اس قرآن پڑھنے والے سے راضی ہو جا۔ تو خداوند قدوس اس قرآن پڑھنے والے سے اپنی رضا کا اظہار فرمائے گا۔

لہذا اے میرے دینی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال کر شب و روز قرآن کریم کی تلاوت و تعلیم میں مشغول رہو۔ کیونکہ قرآن کی تعلیم اور ان کی غلامی میں خدا کی رضا کا راز مضمر و پوشیدہ ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دوعالم   خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ وآلہ وسلم

تلاوت نہ کرنے کا وبال وعذاب

اور جو لوگ قرآن کریم کی تلاوت و تعلیم سے لا پرواہی برت رہے ہیں، ان کے بارے میں بہت سخت وعید تفسیر روح البیان اور بخاری شریف میں موجود ہے۔ حدیث شریف ہے:

حدیث ۳۲۸: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعض سزا یافتہ لوگ دکھائے گئے، تو آپ نے ایک شخص کو اس حال میں دیکھا، کہ اس کے سر پر ایک پتھر اس قدر طاقت سے مارا جاتا ہے کہ اس کا سر کچل جاتا ہے۔ (کچلا ہوا سر پھر درست ہو جاتا، تو پھر کچلا جاتا ہے۔ اللہ اپنی امان میں رکھے۔) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ کون شخص ہے؟ تو آپ کو بتایا گیا: یہ وہ شخص ہے، جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا کلام پڑھا اور سیکھا۔ مگر نہ رات میں اس کی تلاوت کی اور دن میں اس پر عمل کیا۔ لہذا قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا رہے گا۔

فائدہ: ہر مومن کو سال میں کم از کم دو ختم تو کرنا ہی چاہئے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے کرم سے ایسے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ اور قرآن کریم جیسی عظیم نعمت سے ہم کو فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۱۴۲/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

تائید وتقویت

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت مذکورہ کی تائید وتقویت اس حدیث سے بھی ہوتی ہے، جس کو حضرت فقیہہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

حدیث ۳۲۹: آپ فرماتے ہیں: کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں قرآن کی تعلیم پر ابھارا اور اس کی فضیلت سے ہمیں آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا: تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ۔ (قرآن سیکھو) بیشک بروز قیامت قرآن اپنے پڑھنے والوں کے پاس اس وقت آئے گا، جب وہ سخت محتاج ہوں گے۔ تو قرآن اپنے پڑھنے والوں کے سامنے اچھی صورت میں آکر کہے گا: تم مجھے جانتے ہو؟ فَيَقُوْلُ مَنْ أَنْتَ؟ (تو قاری قرآن کہے گا: آپ کون ہیں؟) قرآن فرمائے گا: میں وہی ہوں، جس سے تم دنیا میں محبت کرتے تھے۔ جس کا دنیا میں تم احترام کرتے تھے۔ میں وہی ہوں جس کی تلاوت کی وجہ سے تم اپنی راتیں بیداری میں گزارتے۔ اور دن کو عمل میں کوشاں رہتے۔ تو وہ قاری قرآن کہے گا: شاید تم قرآن ہو۔ پھر قرآن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش ہوگا۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اس قاری کو بادشاہت و جنت عطا فرمائے گا۔ اس کے سر پر تاج شاہی رکھے گا۔ اور اس قرآن پڑھنے والے مومن بندے کے ماں باپ کو ایسے جوڑے پہنائے گا، جو انہوں نے کبھی پہنے نہ ہوں گے۔ تو وہ عرض کریں گے: ہمیں یہ کس عمل کا بدلہ ملا؟ ہمارے اعمال تو ایسے نہ تھے۔ تو ان سے کہا جائے گا: تمہارے بچے کی قرآن کی تعلیم وتلاوت کی وجہ سے تمہیں یہ نعمت عطا کی جارہی ہے۔

خدا سے تقرب کا بڑا ذریعہ

حدیث ۳۳۰: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: تم لوگوں کیلئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں رجوع اور تقرب حاصل کرنے کا قرآن سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

ویسے تو ہر گناہ انسان کو خدا سے دور کرتا ہے۔ اگر چھوٹا گناہ ہے، تو کم دور کرتا ہے اور بڑا گناہ ہے، تو زیادہ دور کرتا ہے۔ کفر و شرک یہ آخری حد ہے، جو بندے کو خدا سے بالکل دور کر دیتا ہے۔ اور ہر نیکی و عبادت بندے کو خدا سے قریب کرتی ہے۔ لیکن قرآن کریم کی تعلیم و تلاوت ایسی نیکی ہے، جو بندے کو خدا سے بہت جلد اور بہت قریب کر دیتی ہے۔ قرآن کی تلاوت اس کے معنی سمجھ کر ہو یا بلا سمجھے، دونوں طرح سے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے بندے کو قریب کرتی ہے۔

۲۴۲/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

ارشاد خداوندی

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں خواب میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دیدار سے مشرف ہوا۔ تو میں نے عرض کی: مولیٰ سب سے اعلیٰ اور سب سے افضل کون سی عبادت ہے، جس سے قربت حاصل کرنے والے تیری قربت حاصل کرتے ہیں؟ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: اے احمد! میرے کلام کی تلاوت۔ آپ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: اے رب! سمجھ کر یا بلا سمجھے بھی؟ تو رب نے ارشاد فرمایا: سمجھے اور بلا

سمجھے ہر دو صورت میرے کلام کی تلاوت میری قربت کا ذریعہ ہے۔ (روح البیان)

قرآن کے فوائد ہمیشہ رہیں گے

توریت، انجیل اور زبور وغیرہ کتب سماویہ خاص قوموں کے لئے خاص وقتوں میں دنیا میں بھیجی گئیں۔ لیکن قرآن کریم اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سارے جہان کے لئے۔۔۔ اور ہمیشہ کے لئے اتارا ہے۔ اسی لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا اور اس کا ذمہ لے لیا۔ چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں خود ارشاد فرماتا ہے: {اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ} (پ:۱۴، الحجر۹)

ترجمہ: ہم نے ہی ذکر (قرآن) اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی شان عظیم دیکھئے! قرآن کی ایسی حفاظت کی، کہ کوئی بھی اس میں زیر وزبر تک کا فرق نہ کر سکا۔ قرآن کریم صرف کاغذ وقرطاس تک ہی محدود نہ رہا، بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کو مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ کر دیا۔ آپ کسی چھوٹی سی بستی میں چلے جائیں، تو وہاں بھی آپ کو قرآن کے بہت سے حافظ ملیں گے۔ اگر کسی مجمع میں قرآن کی تلاوت کرنے والا ذرا بھی زیر وزبر کی غلطی کر دے، تو ہر چہار جانب سے لقمے اور ٹوکنے کی آوازیں آتی ہیں۔ یہ ہے قرآن کریم کا اعجاز اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا وعدۂ حفاظت، جو تا قیام قیامت باقی قائم رہے گا۔ ان شاء اللہ القدیر

۲۴۳/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

قرآن کی بعض سورتوں اور آیتوں کے فضائل وفوائد

قرآن کریم کے فضائل وفوائد بے شمار وبے حساب ہیں۔ ان سب کا احاطہ کوئی

نہیں کرسکتا ہے۔ جو بیان ہوا ہے، وہ سمندر کے سامنے ایک قطرہ جتنی بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ انسان کی دنیوی حاجتوں، دنیا کی مشکلات، آخرت کا خوف، قبر کی وحشت وتنہائی، قیامت کی جان لیوا ہولناکیاں، پل صراط کی گھبراہٹ اور میزان کا خطرہ، غرض یہ کہ ہر چیز کا حل اور مداویٰ خدا کے کلام میں موجود ہے۔ آخرت کے ثواب پر نظر کرو۔ تو اس کے قاری سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کس قدر ثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔

حدیث ۳۳۱: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جس نے قرآن کی تلاوت نماز میں کی، اس کے لئے ہر حرف پر سو سو نیکیاں ہیں۔ اور جس نے قرآن کریم کی تلاوت خارج نماز باوضو کی، اس کے لئے ہر حرف پر پچیس پچیس نیکیاں ہیں۔ اور جس نے بے وضو بلا چھوئے تلاوت کی، اس کے لئے ہر حرف پر دس نیکیاں ہیں۔

ایک حرف کے بدلے دس نیکیاں

حدیث ۳۳۲: ایک روایت میں آتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص قرآن پاک کا ایک حرف پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کو ایک حرف پر دس نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ جس نے {الٓمّٓ} کی تلاوت کی۔ تو یہ (ا ل م) تین حرف سے مل کر بنا ہے، لہذا اسے {الٓمّٓ} کہنے پر تیس نیکیاں ملیں گی۔ **(درۃ الناصحین)**

حدیث ۳۳۳: حدیث میں آتا ہے، جس گھر میں روزانہ سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جائے، وہ گھر شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔

حدیث ۳۳۴: ایک حدیث میں ہے، قیامت کے دن سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران ان لوگوں پر سایہ کریں گی۔ اور ان لوگوں کی شفاعت کریں گی، جو دنیا میں قرآن پاک کی تلاوت کے عادی تھے۔

۲۴/ویں **مجلس:** پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ

میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

کے فضائل وفوائد

شیطان انسان کا دشمن ہے۔ رب تبارک وتعالیٰ انسان کا مولیٰ اور دوست ہے۔ انسان اپنے مولیٰ کے دربار میں حاضری دینا چاہتا ہے، لیکن شیطان ۔۔۔اس کا دشمن ۔۔ اس کا راستہ قطع کرتا ہے۔ تو عقلمند انسان اپنے مولیٰ کو پکارتا ہے اور عرض کرتا ہے: {أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ} (میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں دھتکارے ہوئے شیطان سے) مولیٰ! تو مجھے دشمن سے بچا کر اپنے دربار پر انوار میں حاضری کا شرف عظیم عطا فرما۔

انسان کی پناہ گاہ

جب انسان کے سامنے بے شمار دینی اور دنیوی آفتیں آتی ہیں، اور انسان ان کو دفع کرنے کی طاقت نہیں پاتا۔۔۔ کیونکہ انسان کمزور ہے۔۔۔ تو پھر وہ کسی بڑے کی پناہ طلب کرتا ہے۔ معمولی دشمن کے لئے معمولی پناہ طلب کی جاتی ہے۔ لیکن جب کسی بڑے دشمن کا اندیشہ ہو، تو پھر کسی بہت بڑی اور قوت والی طاقت کی پناہ تلاشنا پڑتی ہے۔ اور انسان کا کوئی دشمن شیطان سے بڑا نہیں۔ کیونکہ وہ نظر بھی آتا نہیں۔ اور بڑی سے بڑی فوج سے بھی پکڑ میں آتا نہیں۔ تو وہی اس کا سب سے بڑا دشمن ہوا۔ اسلئے انسان اس کے شر سے بچنے کے لئے سب سے بڑی بارگاہ اور سب سے عظیم طاقت وقوت کی مالک ذات ۔۔۔ اللہ رحمن ۔۔۔ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس کی پناہ طلب

کرتا ہے۔اور اللہ رحمن نے بھی قرآن میں انسان کو حکم فرمایا ہے:

{فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ}

(پ ۱۴، النحل:۹۸)

ترجمہ: جب تم قرآن پڑھو، تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے۔

اسی لئے آقائے نامدار رسول مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین ہمیشہ اس پر عمل کرتے رہے۔

۲۴۵/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

باطن کی صفائی کا ذریعہ

انسان کا ایک ظاہر ہے۔اور ایک باطن ہے۔انسان اپنے ظاہر کو تلاوت وعبادت کے لئے وضو اور غسل سے پاک کر لیتا ہے۔ کیونکہ وضو وغسل انسان کی جسمانی پلیدی کو دور کرتے ہیں اور اس کو قابلِ عبادت بنا دیتے ہیں۔اسی طرح سے اعوذ باللہ انسان کی باطنی پلیدی کو دور کرتا ہے۔اور اس کی زبان کو صاف کر کے اس کے باطن اور زبان کو تلاوت وعبادت کے لائق بنا دیتا ہے۔علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب **تفسیر کبیر** میں فرماتے ہیں: **اعوذ باللہ** کا پڑھنا، مخلوق سے منہ موڑ کر خالق کی طرف رجوع کرنا اور اپنے نفس کی ضرورت تامہ کو اللہ غنی کے دربار میں پیش کرنا ہے۔ بندہ **اعوذ باللہ** پڑھ کر اپنے مولیٰ سے برکات وحسنات حاصل کرنا چاہتا ہے۔اور آفات بلیات کو دفع کرنا چاہتا ہے۔

حدیث ۳۳۵: ایک روایت میں آتا ہے، جو بندہ **اعوذ باللہ** روزانہ دس مرتبہ

پڑھتا ہے، تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے۔ جو اسے شیطان سے بچاتا ہے۔

اپنی عاجزی ومحتاجی کا اظہار

حقیقت یہ ہے کہ اعوذ باللہ پڑھنے میں اپنی بے بسی ومحتاجی اظہار اور رب تبارک وتعالیٰ کی قدرت و بے نیازی کا اقرار ہے۔ کہا گیا ہے: انسان کو تین لوگوں سے ڈرنا چاہئے، جیسا کہ بعض بزرگوں کو مقولہ ہے: (۱)...... اَخَافُ مِنَ اللّٰہِ (میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب اور اس کے غضب سے ڈرتا ہوں۔)۔۔(۲)...... اَخَافُ مِمَّنْ یَّخَافُ اللّٰہَ (میں اللہ عَزَّوَجَلَّ والوں کی بددعا سے ڈرتا ہوں۔)۔۔(۳)...... اَخَافُ مِمَّنْ لَا یَخَافُ اللّٰہَ (میں ان سے بھی ڈرتا ہوں، جو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے نہیں ڈرتے۔ شیطان اور شیطانی لوگ۔)

۲۴۶/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

تین سو پردے

حدیث ۳۳۶: حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص صدق دل سے حضور قلب کے ساتھ اعوذ باللہ پڑھ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ لیتا ہے، تو اللہ رب العزت اس انسان اور شیطان کے بیچ تین سو پردے حائل فرما دیتا ہے۔ جن میں ہر ایک پردے کی ضخامت زمین وآسمان کے مابین مسافت کے برابر ہے۔

(روح البیان)

اسی لئے کہا جاتا ہے **اعوذ باللہ** کی حقیقت محض زبان سے رٹو طوطے کی طرح رٹنے سے نہیں ظاہر ہوتی۔ بلکہ حضورِ قلب کے ساتھ اس طور پر پڑھے، کہ اس کا قول اس کی حالت اور عمل کے مطابق ہو۔

غصہ کا علاج

حدیث ۳۲۷: ایک حدیث میں ہے، ایک شخص پر بہت غصہ طاری تھا، اور منہ سے جھاگ نکل رہا تھا۔ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب ﷺ نے فرمایا: اگر یہ **اعوذ باللہ** پڑھ لے، تو اس کی یہ حالت دور ہو جائے گی۔

استاد کی نصیحت

خراسان کے ایک صاحب تحصیل علم کے لئے عراق گئے۔ وہ عراق کے علماء میں سے ایک عالم کے پاس علم حاصل کرتے رہے۔ اور علم وحکمت کی تقریباً چار ہزار حدیثیں جمع کرلیں۔ جب اپنے وطن واپسی کا ارادہ کیا، تو استاد سے اجازت طلب کرنے آئے۔ استاد نے فرمایا: آؤ ایک بات تمہیں ایسی بتادوں، جو تمہارے پڑھے ہوئے سارے علم سے بہتر ہے۔ عرض کی: حضور وہ کیا ہے؟

استاذ : کیا خراسان میں ابلیس ہے؟

شاگرد : جی ہاں۔

استاد : کیا وہ دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے؟

شاگرد : جی ہاں۔

استاد : اس کے وسوسوں سے بچنے کے لئے تم کیا کرتے ہو؟

شاگرد : دفع کرتا ہوں۔

استاد : اگر دوبارہ وسوسے ڈالے،تو؟

شاگرد : دوبارہ دفع کرتا ہوں۔

استاد : پھرتو دشمن خدا نے تم کو عبادت وطاعت سے دور رکھا۔

پھر استاد نے فرمایا: اس کے وسوسے دفع کرنے کے چکر میں مت رہو۔جس طرح کسی بادشاہ کے در پر آنے والا مسافر کتے کے بھونکنے پر بادشاہ اور مالک کی پناہ طلب کرتا ہے، اور محفوظ ہو جاتا ہے۔اسی طرح تم اللہ رب العزت کی پناہ طلب کرو مردود شیطان سے۔اور پڑھو {اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ}۔(روح البیان)

۲۴۷/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

{بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ}

کے فضائل وفوائد

قریب قریب ہر فن کی ہر کتاب میں مصنفین اور مدرسین اس حدیث کو بیان کیا کرتے ہیں:

حدیث۳۳۸: کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَاُ بِبِسْمِ اللّٰہِ فَھُوَ اَقْطَعُ۔

ہر وہ جائز ومباح اور اچھا کام جو بلا بسم اللہ کے شروع کیا جائے، وہ ناقص وادھورا رہتا ہے۔

روایات کے الفاظ وعبارات مختلف ہوسکتی ہیں۔لیکن مفہوم قریب قریب سب کا ایک ہی ہے۔بسم اللہ کے فضائل وفوائد بے شمار ہیں۔تسمیہ (بسم اللہ) مفتاح القرآن ہے۔لوح محفوظ پر سب سے پہلے قلم نے جو چیز لکھی، وہ بسم اللہ ہے۔اور سب سے پہلے

جو چیز آدم علیہ السلام پر نازل ہوئی، وہ بسم اللہ ہے۔ (روح البیان)

میں سمجھتا ہوں، آدمی کے ہر دینی اور دنیوی جائز کام کی کنجی بسم اللہ ہے۔ جس کے بغیر اس کا کام ناقص وادھورا ہے۔

جنت کی نہریں اور بسم اللہ

حدیث ۳۳۹: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب ﷺ **ارشاد فرماتے ہیں: جب مجھے** جنت کی سیر کرائی گئی، تو میں نے جنت میں چار نہریں دیکھیں۔

(۱) پانی کی (۲) دودھ کی (۳) شراب طہور کی (۴) شہد کی

میں نے جبرئیل سے کہا: اے جبرئیل! یہ نہریں کہاں سے آرہی ہیں؟ اور کہاں جا رہی ہیں؟ تو جبرئیل نے کہا؟ جا تو حوض کوثر کو رہی ہیں۔ لیکن یہ نہیں معلوم، کہ آ کہاں سے رہی ہیں؟ آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کیجئے، کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو دکھائے، یہ کہاں سے آرہی ہیں؟ آپ نے اپنے رب سے دعا کی، تو ایک فرشتہ ظاہر ہو۔ اس نے آپ کو سلام کیا۔ اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اپنی آنکھیں بند کیجئے، اور کھولئے۔ جب آپ اپنی آنکھیں کھولتے ہیں،۔۔۔ آپ فرماتے ہیں: میں ایک درخت کے پاس تھا اور میں نے سفید موتیوں کو ایک قبہ دیکھا۔ اس میں سرخ سونے کا ایک دروازہ ہے، جس میں تالا پڑا ہوا ہے۔ اور اس قدر بڑا ہے، کہ تمام دنیائے جن وانس اس پر آئے، تو ایک بڑے پہاڑ پر پرندے کی طرح معلوم ہوں گے۔ میں نے دیکھا کہ یہ چاروں نہریں اسی قبے کے نیچے سے جاری ہیں۔

آپ فرماتے ہیں: جب میں نے لوٹنے کا ارادہ کیا، تو اس فرشتے نے عرض کی: آپ اس قبے کے اندر تشریف کیوں نہیں لے جاتے ہیں؟ میں نے کہا: میں اس میں کیسے داخل ہوں، اس میں تو تالا پڑا ہوا ہے؟ اور چابی میرے پاس نہیں۔ تو فرشتے

نے عرض کی: اس کی چابی ہے، {بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ} تو میں دروازے کے قریب ہوا، اور میں نے {بِسْمِ اللّٰهِ} پڑھی، دروازہ کھلا اور میں اندر داخل ہوا۔ تو میں نے دیکھا کہ یہ چاروں نہریں اس قبہ کے چاروں گوشوں سے جاری ہیں۔ اور قبہ کے چاروں گوشوں پر لکھا ہوا ہے: {بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ} اور میں دیکھ رہا ہوں، پانی کی نہر بسم اللہ کی م سے نکل رہی ہے۔ دودھ کی نہر اسم جلالت کی ہ سے رواں ہے۔ شراب طہور کی نہر رحمن کی م سے بہہ رہی ہے۔ اور شہد کی نہر رحیم کی م سے جاری ہے۔ تو میں نے جان لیا، کہ ان چاروں نہروں کی اصل بسم اللہ ہے۔ اور اللہ رب العزت نے مجھ سے فرمایا: پیارے حبیب ﷺ! آپ کا جو امتی مجھے بسم اللہ کے ناموں سے خلوص و دل سے یاد کریگا اور {بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ} کا ورد کریگا، میں اس کو ان چاروں نہروں سے سیراب کروں گا۔ (روح البیان)

۲۴۸ / ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

اللہ تعالیٰ کے پیارے نام

علماء فرماتے ہیں: اللہ رب العزت کے تین ہزار اسما ہیں۔ ایک ہزار تو وہ ہیں جن کا علم صرف ملائکہ کو ہے۔ ایک ہزار وہ ہیں جن کو صرف انبیاء علیہم السلام جانتے ہیں۔ اور تین سو اسما انجیل میں ہیں، تین سو توریت میں، تین سو زبور میں اور ننانوے اسماء مبارکہ قرآن کریم میں۔ اور ایک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے محفوظ رکھا ہے۔ لیکن ان تین ہزار اسماء کے حقائق و معانی بسم اللہ کے ان تین ناموں میں ہیں۔ تو جس نے تسمیہ سیکھا اور حضورِ قلب سے پڑھا، تو گویا اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو سب اسماء سے یاد کیا۔

فرعون گھر میں نہیں مرا، کیوں؟

تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی تسمیہ کے سلسلے میں لکھتے ہیں: فرعون نے خدائی کے دعوی سے پہلے ایک مکان بنایا تھا، اور اس کے گیٹ پر {بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ} لکھ رکھا تھا۔ جب فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا، اور موسی علیہ السلام نے اسے دعوت توحید پیش کی۔ اس نے قبول نہ کی، تب موسی علیہ السلام نے اس کے حق میں بددعا کی۔ تو وحی آئی، اے موسی! (علیہ السلام) یہ ہے تو اسی لائق کہ اسے ہلاک کر دیا جائے، لیکن اس کے دروازے پر {بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ} لکھا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ عذاب سے بچا ہوا ہے۔ اسی لئے فرعون پر عذاب گھر میں نہ آیا، بلکہ وہاں سے نکال کر دریا میں ڈبویا گیا۔

حدیث ۳۴۰: حدیث میں آتا ہے: لَا يُرَدُّ دُعَاءٌ اَوَّلُهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ (اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دربار سے وہ دعا رد نہیں کی جاتی، جس کا اول {بِسْمِ اللّٰهِ} ہو۔)۔ (روح البیان)

جب ایک بدترین کافر کا گھر بسم اللہ کی برکت سے عذاب الٰہی سے بچا رہا، تو اگر کوئی مسلمان اپنے دل و زبان پر اس کو لکھ لے، تو شک نہیں کہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ دنیا و آخرت میں اس کو اپنے کرم سے ضرور بچائے رکھے گا۔

۲۴۹/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

ملائکۂ زبانیہ

حدیث ۳۴۱: روایتوں میں آتا ہے، دوزخ میں عذاب دینے والے فرشتے۔۔جن کو ملائکہ زبانیہ کہا جاتا ہے۔۔۔انیس ہیں۔اور بسم اللہ میں حروف بھی انیس ہیں۔ امید ہے کہ بسم اللہ کے ایک ایک حرف کی برکت سے بسم اللہ کا قاری ان فرشتوں کے عذاب سے محفوظ رہے گ۔ان شاء اللہ تعالیٰ

حدیث ۳۴۲: حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جو شخص یہ چاہتا ہے، کہ وہ دوزخ کے عذاب دینے والے انیس مَلَائِکَۃِ زَبَانِیَۃ سے محفوظ رہے، تو اسے چاہئے کہ وہ {بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ} کا ورد کرے۔اللہ عَزَّوَجَلَّ تسمیہ کے ہر حرف کو اس کے لئے ایک فرشتے کی ڈھال بنا دے گا۔(صاوی)

فضائل وفوائد سورۂ فاتحہ

احادیث میں سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) کے بے شمار فوائد آئے ہیں۔مفسرین اکرام نے سورۂ فاتحہ کے جو اسماء گنائے ہیں، ان میں سے ہر اسم کسی نہ کسی فائدے اور فضیلت پر دلالت کرتا ہے۔علامہ قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر بیضاوی میں تقریباً چودہ نام گنائے ہیں۔اور علامہ صاوی نے اپنے حاشیۂ جلالین میں تقریباً بیس نام گنائے ہیں۔ان میں سے بعض یہ ہیں۔سورۂ کنز، سورۂ وافیہ، سورۂ کافیہ، سورۂ شافیہ وغیرہ۔اور ہر اسم میں کوئی نہ کوئی خوبی موجود ہے۔

حدیث ۳۴۳: حدیث میں ہے: ایک فرشتے نے آسمان سے نازل ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبارک ہو، آپ کو دو ایسے نور ملے ہیں جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملے۔ایک سورۂ فاتحہ، دوسری سورۂ بقرہ کی آخری

آیتیں۔(اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ تک)

(پ:۳،البقرۃ: ۲۸۵/۲۸۶)

حدیث ۳۴۴: ایک روایت میں آیا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب ﷺ فرماتے ہیں: سورۂ فاتحہ کے مثل توریت، زبور اور انجیل میں کوئی سورت نہ اتری۔

(صاوی، تفسیر نعیمی)

۲۵۰/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

فضائل وفوائد آیۃ الکرسی

حدیث ۳۴۵: حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم روایت کرتے ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں آیت الکرسی پڑھی جاتی ہے، تو شیاطین تیس دن کے لئے اس گھر کو چھوڑ جاتے ہیں۔ اور کوئی جادوگر جادوگرنی چالیس دن تک اس گھر میں داخل نہیں ہوتی۔ اے علی! اپنے اہل وعیال اور اپنے پڑوسیوں کو آیت الکرسی کی تعلیم دو۔ اس سے بڑی کوئی آیت نہیں اتری۔

حدیث ۳۴۶: یہ حدیث بھی مولیٰ علی سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اے لوگو! میں نے تمہارے نبی ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا، کہ: جو مومن ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی کا ورد کریگا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ مگر اس کی پابندی نہیں کرتے ہیں مگر صدیق یا عابد۔ اور جو آیت الکرسی کروٹ کے بل لیٹتے وقت پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کو، اسکے پڑوسی اور پڑوسی کے پڑوسی کے آس پاس کے مکانوں کو محفوظ فرما دیتا ہے۔

(روح البیان)

فضائل وفوائد یٰسین شریف

جو شخص یٰسین شریف دن کے اول حصے میں دو پہر سے پہلے پڑھنے کا عادی ہو، تو اس کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔

حدیث ۳۴۷: ایک روایت میں آتا ہے، یٰسین شریف پڑھنے والے کے تمام گناہ معاف ہوتے ہیں۔ مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔ لہذا اس کو بیماروں پر پڑھو۔ (تفسیر نعیمی)

۲۵۱/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

فضائل وفوائد سورۂ ملک

سورۂ ملک کو سورۂ واقعہ اور سورۂ مُنجِیَہ بھی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ اپنے پڑھنے والے کو قبر میں عذاب قبر سے محفوظ رکھے گی، اور بروز قیامت نجات دلائے گی۔ سورۂ ملک کی فضیلت کے بارے میں بہت سی احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں۔

حدیث ۳۴۸: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کلام اللہ میں ایک سورت ہے، جس میں صرف تیس آیتیں ہیں۔ یہ سورت قیامت کے میدان میں ایک شخص کی شفاعت کریگی اور اس کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیگی۔ اور وہ ہے سورۂ تبارک (سورۂ ملک)۔

حدیث ۳۴۹: ایک اور جگہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے، تو عذاب قبر اس کے پیروں کی طرف سے آنا چاہتا ہے، تو اس کے

دونوں پیر کہتے ہیں: اس شخص کے پاس تمہارا کوئی کام نہیں۔ اس لئے کہ وہ نماز میں کھڑے ہوکر سورۂ ملک پڑھا کرتا تھا۔ پھر وہ سر کی طرف سے آنا چاہتا ہے، تو اس کی زبان کہتی ہے: یہاں تمہارا کیا کام؟ وہ مجھ سے سورہ ملک پڑھا کرتا تھا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: یہ سورۂ مبارکہ عذاب الٰہی دور کرنے والی ہے۔ یہ تورات میں بھی تھی۔ جس نے رات کو لیٹتے وقت اس کو پڑھا، تو یہ اس کے لئے بہتر اور کافی ہے۔

سورۂ کافرون

سورۂ کافرون کو سورہ معابدہ، اور سورۂ اخلاص بھی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ سورت دین اور عبادت کے اخلاص پہ دلالت کرتی ہے۔

حدیث ۳۵۰: اللہ عزَّوَجَلَّ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں: سورۂ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔

حدیث ۳۵۱: ایک صاحب نے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کی: مجھے کوئی وصیت فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا: سوتے وقت قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ کا ورد کیا کرو۔ بے شک اس میں شرک سے برأت ہے۔

حدیث ۳۵۲: سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: لَیْسَ فِی الْقُرْاٰنِ اَشَدُّ غَیْظاً لِاِبْلِیْسَ مِنْهَا۔ لِاَنَّهَا تَوْحِیْدٌ وَ بَرَاۗءَةٌ مِّنَ الشِّرْكِ۔ (قرآن کریم میں ابلیس کو غیظ و غضب میں ڈالنے کے لئے قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ سے سخت کوئی سورت نہیں۔ اس لئے کہ اس میں توحید کا بیان ہے اور شرک سے برأت ہے۔)

۲۵۲/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

سورۂ اخلاص

سورۂ اخلاص کے سورۂ تنزیل، سورۂ تجرید، سورۂ توحید، سورۂ نجات اور سورۂ ولایت وغیرہ کئی نام ہیں۔ علامہ صاوی نے اس کے تقریباً بیس نام شمار کرائے ہیں۔ اس سورۂ مبارکہ کو سورۂ صمد اور سورۂ اَساس بھی کہتے ہیں۔

حدیث ۳۵۳: حدیث شریف میں ہے، ساتوں زمینوں اور ساتوں آسمانوں کی اَساس (بنیاد) قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پر ہے۔

حدیث ۳۵۴: ایک حدیث میں ہے: جس شخص نے پچاس مرتبہ سورۂ اخلاص کی تلاوت کی، تو اس کے ۵۰ ربرس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

اس سورۂ مبارکہ کی فضلیت اور اس کے فوائد کا تفصیلی بیان اوراق گذشتہ میں باب التوحید کے ضمن میں آچکا ہے۔

فضائل وفوائد سورۂ فلق وسورۂ ناس

حدیث ۳۵۵: جو شخص بستر پر لیٹتے وقت سورۂ اخلاص اور مَعُوذَتَیْن {قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ} پڑھ لے، تو اگر انتقال ہو، تو شہید ہو کر (مریگا) اور زندہ رہا، تو مغفور ہو کر۔

حدیث ۳۵۶: روایت میں آتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا: سورۂ اخلاص اور معوذتین تین تین بار پڑھا کرو۔ یہ ہر چیز کے لئے کافی ہیں۔

حدیث ۳۵۷: ایک حدیث میں ہے، آپ نے فرمایا: اے ابن عامر! جن چیزوں کے ذریعہ لوگ تَعَوُّذ اور تَحَصُّن (یعنی پناہ طلب) کرتے ہیں، ان میں سب سے بہتر چیز نہ بتادوں؟ ابن عامر نے عرض کی: ضرور یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آپ نے

فرمایا: {قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ}۔ (صاوی)

۲۵۳/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

قرآن کریم کا حق ادا کرو

قرآن کریم اوراس کی آیات وسور کے تفصیلی فضائل وفوائد کے لئے تفسیر کبیر، الاتقان، روح البیان وغیرہ کتب کی طرف رجوع کریں۔ان فضائل وفوائد کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے، کہ آپ قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول رہو۔اوراس کی تعلیم کو عام کرو۔کیونکہ قرآن کریم کی تعلیم وتلاوت کثرت سے کرنے اور ترغیب دینے والے کو ہمارے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظیم عظیم بشارتیں سنائی ہیں۔اللہ عزَّوَجَلَّ ہمیں توفیق دے۔

حدیث ۳۵۸: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: اے قرآن کے عالمواور حافظو! قرآن کریم پر تکیہ لگا کر نہ بیٹھ جاؤ۔ بلکہ اس تعلیم وتلاوت کا جو حق ہے، وہ شب وروز ادا کرو۔ اس کی تعلیم کو خوب خوب عام کرو۔اس کی اچھی سے اچھی آواز میں تلاوت کرو۔اوراس کے حقائق ومعانی میں خوب غور کرو۔تا کہ فلاح وکامیابی پاؤ۔

حدیث ۳۵۹: ایک دوسری روایت میں اتنا اور ہے، کہ: اس کی تلاوت وتعلیم پر دنیا میں بدلے کی جلدی نہ کرو۔بے شک اس کی تعظیم وتلاوت پر آخرت میں بڑے اجر وثواب کا وعدہ ہے۔

وضاحت وتشریح

اس حدیث پاک میں اللہ عزَّوَجَلَّ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علما وحفاظ اور ناظرہ

خواں، سب کو یہ حکم فرمایا ہے، ہر ایک کی ذمہ داری ہے، کہ: اپنے علم ولیاقت کے اعتبار سے قرآن کریم کی تعلیم کو عام کرے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قرآن پر تکیہ نہ لگاؤ۔ بڑے سے بڑا بے ادب بھی قرآن کا تکیہ نہیں لگاتا۔ اس جملے سے اشارہ اس بات کی طرف ہوسکتا ہے، کہ: قرآن کی تلاوت وتعلیم سے غافل مت رہو۔ اور یہ تصور وخیال کر کے نا بیٹھ جاؤ، کہ قرآن صرف برکت کے لئے آیا ہے۔ جیسا کہ عام طور سے گھروں میں خوبصورت جزدانوں میں سجا کر رکھے ہوئے ہیں۔ یا بچی کو جہیز میں اچھی رحل کے ساتھ دے دیا۔ اور سمجھے ہم نے قرآن کا حق ادا کر دیا۔ نہیں! نہیں! میرے دوستو! قرآن کا حق یہ نہیں۔ بلکہ اس کا حق یہ ہے، کہ: خوف وخشیت سے اس کی تلاوت کی جائے اور جذبہ ولگن سے اس کی تعلیم کو عام کیا جائے۔

۲۵۴/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

تعلیم قرآن کا اہتمام کر کے اسے عام کرو

آپ کے پاس کسی دوست یا کسی عزت دار آدمی کا خط آجائے، تو جذبہ وشوق سے اسے پڑھتے ہیں۔ تو ایک مومن کو عزتیں بانٹنے والے خداوندے قدوس کا قرآن اس سے کہیں زیادہ عشق ومحبت میں ڈوب کر پڑھنا چاہئے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کی تعظیم وتعلیم اور اس کی اشاعت وتعمیم پر زور دے کر ارشاد فرما رہے ہیں: کہ تقریر، تحریر اور دعوت وتبلیغ جس طرح ہوسکے اس کی تعلیم کو عام کرو۔ لیکن ہم ہیں کہ اس کی تعلیم کو عام کرنا تو دور کی بات، اپنے نرسری اور کے جی کے بچوں کو انگریزی اور سائنس کی تعلیم دینے کے لئے دو دو تین تین ٹیچر رکھے ہوئے ہیں۔ لیکن قرآن کریم کی

تعلیم کے لئے ایک مولوی صاحب کو ۱۰۰ ار روپئے دینا بہت کرّے معلوم ہوتے ہیں۔ میرے دینی بھائیو! جو تمہارے مولیٰ، تمہارے خالق کا نام لے اور اس کے کلام کی دعوت و تبلیغ کرے، اس سے آپ کو کتنی رغبت ہونا چاہئے؟ خود سوچو اور غور کرو! حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب اِحْیَاءُ الْعُلُوْم میں ایک حدیث شریف نقل فرماتے ہیں:

دوست کا خط اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کتاب

حدیث ۳۶۰: اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: اے میرے بندے! تجھے شرم نہیں آتی ہے، اگر تیرے پاس راستے میں کسی دوست کا خط آجائے، تو تو راستے میں چلتے چلتے بیٹھ کر اسے پڑھنے لگتا ہے۔ اور ایک ایک لفظ پر غور و فکر کرتا ہے۔ اور تیرے پاس جب میری وہ کتاب آتی ہے۔ جس میں ہم نے سب کچھ بیان کر دیا ہے۔ بعض باتوں کو بار بار تکرار کے ساتھ بیان کیا ہے، تاکہ تو ان میں غور و فکر کرے۔ تو تو اپنی غفلت ولا پروائی سے اس سے دور بھاگتا ہے۔ اور اپنی پیٹھ پیچھے اسے ڈال دیتا ہے۔ کیا تیرے نزدیک میں (تیرے ان مطلبی) دوستوں کے برابر بھی نہیں ہوں؟؟؟

ایک طرف ہم رونا روتے ہیں، ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ اور دوسری طرف ہم انگریزوں اور انگریزی تہذیب میں ڈوب کر قرآنی تعلیم کو یکسر فراموش کر چکے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اور ہماری قوم ہدایت عطا فرمائے۔ اور قرآن کریم پر مکمل طور پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

۲۵۵ /ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

دل کو مردہ کرنے والی دس چیزیں

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم ادھم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن بصریٰ کے بازار سے گذر رہے تھے۔ لوگ ان کے پاس جمع ہوئے، اور کہنے لگے اے ابواسحاق! اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی کتاب میں {اُدْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ} (پ ۲۴، المومن ۶۰) (مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا) فرماتا ہے۔ اور ہم لوگ ایک زمانے سے دعا مانگ رہے ہیں، مگر ہماری دعا قبول نہیں ہوتی ہے۔ (ایسا کیوں؟) تو حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دس چیزوں کی وجہ سے تمہارے دل مردہ ہو چکے ہیں۔ تمہاری دعا کیسے قبول ہوگی؟

(۱) تم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو پہچانا تو ہے، مگر اس کا حق ادا نہ کیا۔

(۲) تم نے قرآن تو پڑھا مگر اس پر عمل نہ کیا۔

(۳) تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا دعویٰ تو کرتے ہو، مگر ان کی سنتوں کو چھوڑ دیا۔

(۴) تم زبان سے شیطان کی دشمنی کا اظہار تو کرتے ہو، مگر اپنے عمل سے اس کی موافقت اور فرمانبرداری کرتے ہو۔

(۵) تم جنت کے طلب گار ہو مگر اس کے لئے کوئی عمل نہیں کرتے۔

(۶) تم اپنے قول سے دوزخ سے نجات طلب کرتے ہو، مگر اپنے عمل سے خود کو دوزخ میں ڈھکیل رہے ہو۔

(۷) تم زبان سے تو کہتے ہو، بیشک موت حق اور یقینی ہے، مگر اس کے لئے کچھ تیاری نہیں کر رہے ہو۔

(۸) اپنے بھائیوں کے عیب ٹٹولنے میں لگے ہو، مگر اپنے عیوب و نقائص کی نہ تمہیں

کوئی پرواہ ہے اور نہ ان کی تلاش۔

(۹) تم اپنے مالک و منعم کی نعمت تو خوب شوق سے کھاتے ہو، مگر اس کا شکر بالکل نہیں ادا کرتے ہو۔

(۱۰) جانے کتنوں کو تم نے اپنے ہاتھوں سے زمین تلے دفن کر دیا، مگر خود تم نے ان کی موت سے کوئی عبرت حاصل نہ کی۔ (درۃ الناصحین)

میرے اسلامی بھائیو! غور کرو اور دیکھو! کیا یہ باتیں ہمارے اندر بھی تو نہیں ہیں، جس کی بنیاد پر ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ اگر ایسا پاؤ، تو دل سے اپنے مولیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ اور قرآن کریم کے فضائل و فوائد پڑھ کر قرآن کریم کی تلاوت و تعلیم کو عام کرو۔ اور اپنے مولیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعائیں کرو۔ ہمارا تمہارا مولیٰ رحیم و کریم ہے۔ سب کی سنتا ہے، ہماری بھی سنے گا۔ مولیٰ ہم سب کو اپنے کلام پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

۲۵۶/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

ہماری غفلت ولاپرواہی

قرآن کریم کے بیشمار فضائل اور فوائد احادیث مبارکہ میں وارد ہیں۔ جن کا احصا واحاطہ مجھ جیسا ناقص العلم نہیں کرسکتا۔ قرآن کریم آسمان ہدایت کا چمکتا و دمکتا وہ روشن آفتاب ہے، جو سارے عالم کو چمکا رہا ہے۔ جو صرف ظاہر ہی کو نہیں، بلکہ باطن اور ہر ایک کے دل و دماغ کو بھی منور کررہا ہے۔ اس کی روشنی پہاڑوں، میدانوں، غاروں اور تہہ خانوں تک پہونچی۔ اس کی شعاعیں تاریک گھٹاؤں اور بڑے بڑے دریاؤں کو پار

کر کے اپنا کام کر گئیں۔آج ہم اپنی بے توجہی اور بے علمی کی وجہ سے قرآن کریم کے فیوض و برکات سے جیسا فائدہ اٹھانا چاہئے، ویسا نہیں اٹھا پاتے۔قرآن کریم تمام عالم کی تمام روحانی، جسمانی، ظاہری، باطنی حاجتوں کو پورا کرسکتا ہے۔بشرطیکہ ہم اس کے عامل ہوجائیں۔اوراس کی تعلیم وتلاوت کا صحیح حق ادا کریں۔

حقوقِ تلاوت

(۱) پہلا حقِ تلاوت یہ ہے، کہ: قاری وتالی اپنی تلاوت سے آخرت کے ثواب کی نیت کرے۔

(۲) تلاوت ذوق وشوق سے کرے۔

(۳) عبدیت وعبودیت کے احکام کے حفظ وضبط کا ارادہ کرے۔

(۴) تلاوت کے جو آداب روایات میں آئے ہیں، ان آداب واحکام کی روشنی میں تلاوت کرے۔

ہم بعض آداب تلاوت کا ترتیب وار ذکر کرتے ہیں۔خدائے تعالیٰ ہمیں آپ کوان سب پر عمل کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

۲۵۷/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

آداب تلاوت قرآن

پہلا ادب: تلاوت کرنے والے کو چاہئے، پہلے مسواک کے ساتھ وضو کرے۔ پھر کپڑوں میں خوشبو لگا کر دوزانو قبلہ کی طرف منھ کر کے غور وفکر اور تدبر کے ساتھ اس طور

پر کہ حضورِ قلب حاصل ہو، خشوع وخضوع سے تلاوت کرے۔

دوسرا ادب: حضورِ قلب کے لئے بہتر یہ ہے کہ تلاوت رات میں کرے۔ کیوں کہ اس وقت دل فارغ اور دنیا کے مشاغل سے خالی ہوتا ہے۔

تلاوت دیکھ کر اور صاف جگہ کرو

تیسرا ادب: مناسب و بہتر یہی ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت دیکھ کر کرے۔ کیوں کہ قرآن کریم کا دیکھنا خود عبادت ہے۔ تو جب دو عبادتیں ایک ساتھ جمع ہونگی، تو ثواب بھی دوگنا ہوگا۔

چوتھا ادب: تین دن سے کم میں قرآن ختم نہ کرے۔ اس لئے کہ جو غور وفکر اور تدبر، خشوع وخضوع اور تفقہ ہے شاید حاصل نہ ہو۔ سات دن یا چالیس دن میں ختم کرے۔ ہاں اگر صاحب باطن ہے، تو اسے اختیار ہے۔

پانچواں ادب: سنت یہ ہے کہ تلاوت پاک وصاف جگہ میں ہو۔ اگر مسجد میں ہو، تو اور زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ جتنا زیادہ ادب ہوگا، اتنا ہی زیادہ فیض ہوگا۔

چھٹا ادب: تلاوت سے پہلے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھے۔ تلاوت کی حالت میں بلا ضرورت کسی سے بات نہ کرے۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما تلاوت کے دوران کسی سے کلام نہ فرماتے تھے۔ اور اگر کلام کرنا ہی پڑ جائے، تو کلام کے دوران قرآن شریف بند رکھے۔ اور جب قرآن کریم ختم کرے، تو پھر شروع کر دے۔ یعنی {مُفۡلِحُونَ} تک سورۂ بقرہ کی کچھ آیتیں پڑھ لے۔ کیونکہ بندہ جب کسی عبادت کو ختم کرکے پھر شروع کرتا ہے، تو شیطان غمگین ورنجیدہ ہوتا ہے اور اسے جھٹکا لگتا ہے۔

۲۵۸/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

تلاوت سکون سے ترتیل کے ساتھ کرو

ساتواں ادب: قاری کو چاہئے کہ تلاوت میں ترتیل کرے۔ یعنی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرے۔ کیونکہ یہ قرآن کریم کی تعظیم کے بھی مناسب ہے۔ اور قرآن کریم کے جو عجائب و غرائب ہیں، ان میں تفکر و تدبر اور اس کے معانی کے سوچنے سمجھنے میں بھی معاون ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی نظر قرآن کریم کے معانی میں تدبر اور غور و فکر میں منحصر تھی۔ چند حضرات کو چھوڑ کر ان میں کوئی حافظ نہ تھا۔ اکثر کو ایک یا دو سورتیں یاد تھیں۔ اور تردید (یعنی بار بار ایک آیت یا سورت کو پڑھنا اور اس کی تکرار کرنا) فہم معنی کے واسطے ہوتی ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کبھی کبھی تکرار کرتے تھے۔ لیکن اس تکرار کے کیف و سرور اور اس کے لطف کو وہی لوگ محسوس کریں گے، جو شربت محبت و قربت کا مزہ چکھے ہوں۔ غالباً امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اَعِدْ ذِکْرَ نُعْمَانَ لَنَا فَاِنَّ ذِکْرَهٗ هُوَ الْمِسْكُ مَا كَرَّرْتَهٗ يَتَضَوَّعُ۔ (نعمان ابن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہمارے سامنے بار بار کیجئے۔ بیشک ان کا ذکر جمیل مشک و عنبر کے مانند ہے، کہ جتنا اس کو پلٹو گے، اتنی ہی اس کی خوشبو پھیلے گی۔

قرآن تجوید اور خوش الحانی سے پڑھو

آٹھواں ادب: قاری کو چاہئے کہ خوش آوازی اور تجوید کے ساتھ قرآن پاک پڑھے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے:

حدیث ۳۶۱: حَسِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ۔ (قرآن کریم کو اپنی آوازوں

سے اچھا بناؤ۔) ایک اور حدیث شریف میں آتا ہے:

حدیث ۳۶۲: حُسْنُ الصَّوْتِ زِیْنَۃُ الْقُرْآنِ۔ (قرآن کریم خوش آوازی سے پڑھنا قرآن کی زینت ہے۔) (الاتقان)

حدیث ۳۶۳: قرآن کریم کی تلاوت عربوں کے لحن وصوت پر کیجئے۔ (الاتقان)

لیکن خوش آوازی میں بھی اس قدر مشغول نہ ہو کہ غور و فکر اور تدبر فوت ہو کے رہ جائے۔ جیسا کہ فی زمانہ ہو رہا ہے۔ خدائے تعالیٰ فساق و فجار، موسیقار و گائیکار لوگوں کے طریقے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

۲۵۹/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

قرآن سمجھ کر پڑھو

نواں ادب: تلاوت کرنے والے کو چاہئے، -اگر وہ عربی جانتا ہو تو- قرآن کریم کے معنی پر نظر رکھے۔ اس کے امر و نہی اور وعدوں و وعیدوں کے سمجھنے سے غافل نہ رہے۔ اور قرآن کریم کے ہر خطاب میں یہ سمجھے، کہ یہ خطاب مجھ کو ہو رہا ہے اور سب سے پہلے اس کا مخاطب میں ہوں۔ جب قرآن کریم میں کسی کام کے کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے یا کسی گناہ سے روکا جا رہا ہے، تو برائیوں سے بچنے اور سب احکام کو بجالانے کا پکا ارادہ کرے۔ اور قرآن کریم میں جو قصے، حکایتیں، مثالیں اور حکمتیں بیان کی گئی ہیں، ان سے عبرت حاصل کرے۔ اور اگر عربی نہیں جانتا ہے، تو اس کے لئے اتنا تصور بھی کافی ہے، کہ یہ کس کا کلام ہے؟ اور کس کس نے اس کی تلاوت کی؟ اور خدائے تعالیٰ نے مجھ جیسے گندے، نِکَمّے اور نا اہل کو اپنے کرم سے اپنے کلام کی تلاوت کا شرف بخشا۔

یہ تصور بھی برائیوں سے بچانے میں معاون ہوگا۔ حدیث شریف میں آتا ہے:

حدیث ۳۶۴: قرآن کریم اس طرح سے پڑھو کہ وہ تمہیں برائیوں سے دور رکھے۔ اور اگر تم برائیوں سے نہ بچے، تو گویا تم نے پڑھا ہی نہیں۔

دسواں ادب: تلاوت کے درمیان جنت، خدا کی ملاقات، اس کی رضا، ایمان کی سلامتی یا کسی خوش کن امر کا تذکرہ آجائے، تو وہاں پر خوش ہو جائے اور دعا کرے۔ اور دوزخ، اس کے عذاب، خدا کی ناراضگی یا کفر و معصیت کا ذکر ہو، تو وہاں پر روئے اور استعاذہ (پناہ طلب) کرے۔

جب رحمت و بشارت کی آیتیں پڑھے، تو خوش ہو جائے اور اس کا مشتاق و طلب گار ہو۔ اور جب آیت عذاب و غضب پر پہونچے، تو خوف عذاب و عتاب سے لرز جائے۔ اور اپنے آپ کو اس مضمون و مفہوم کا مصداق سمجھے، جو گنہگاروں کے حق میں نازل ہوا ہے۔ اور اپنی خطا و تقصیر پر خوب-۲ روئے۔

۲۶۰/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

تلاوت کے وقت روؤ

حدیث ۳۶۵: قرآن پڑھو اور روؤ اور اگر (خدانخواستہ) رونا نہ آئے، تو زبردستی دل کو رونے کی طرف متوجہ کرو۔

حدیث ۳۶۶: ایک اور حدیث میں آتا ہے، جب قرآن پڑھو، تو دل میں حزن و ملال لاؤ۔

اللہ اللہ اللہ!!! ہمارے بزرگوں نے کیسی تلاوتیں کیں۔ بعض تو تلاوت کرتے

کرتے خدا کو پیارے ہوجاتے تھے۔ اور بعضوں نے ایسی تلاوتیں کیں کہ ان کا انگ انگ کانپ اٹھتا تھا۔ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ جو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں سے ہیں، جب آیت ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ (پ:۳۰، الانشقاق:۱) سنتے تھے، تو خود بھی اس قدر پڑھتے تھے، کہ ان کے جسم کا ایک ایک جوڑ کانپنے لگتا تھا۔

اپنی تلاوت سے کسی کو تکلیف نہ پہونچائے

گیارھواں ادب: ریاکاری یا کسی نمازی کی پریشان خیالی کا خوف نہ ہو، یا دنیوی باتوں یا کاروبار میں مشغول مسلمانوں کے گناہ گار ہونے کا اندیشہ نہ ہو، تو تلاوت میں جہر کرے۔ کیوں کہ اس سے دل بیدار اور جمع خاطر کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔ نیند و سستی کا اِزالہ اور نشاط و چستی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور سونے والوں کو بیدار اور غافلوں کو عبادت کی طرف راغب کرنے میں معاون و مددگار رہے۔ اور جب تلاوت کرنے والا یہ نیک نیتیں کریگا، تو اس کے ثواب بھی دوچند ہوجائیں گے۔ اگر تلاوت کرنے والے کو ریاکاری کا خوف ہو، یا کسی نمازی -جو وہاں نماز پڑھ رہا ہے- کا دھیان بٹنے کا اندیشہ ہو، یا وہاں کچھ لوگ باتیں کرتے ہیں ان کے خاموش نہ ہونے اور قرآن نہ سننے پر یقین ہو، تو ایسی جگہ آہستہ پڑھنا بہتر ہے۔ غالباً ایسے ہی مقامات کے بارے میں وارد ہے، کہ عمل باطن و سرّ عمل ظاہر و علانیہ سے ستر گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے۔ اور اس میں اصل دار و مدار صلاح قلب پر ہے۔ جس کا دل تلاوت جہری پر گواہی دے، اس کے لئے جہر، اور جس کا دل تلاوت سری پر گواہی دے، تو اس کے حق میں تلاوت سر بہتر ہے۔ لیکن حد سے زیادہ تجاوز دونوں میں منع ہے۔ خَيْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا ہر وقت پیش نظر رہے۔

۱۶۲ رویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیۂ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

عظمت قرآن ہر دم رہے سامنے

بارھواں ادب: تلاوت کرنے والے کو چاہئے، کہ قرآن عظیم کی عزت و عظمت پر پوری نظر رکھے۔ اور یہ بہت اہم ہے۔ کیونکہ خدا خود اس کی عظمت کے بارے میں فرماتا ہے: {لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ}۔ (پ۲۸، الحشر:۲۱)

ترجمہ: اگر یہ کتاب عظیم (قرآن پاک) ہم کسی عظیم پہاڑ پر اتارتے، تو خدا کے خوف و خشیت سے تم اس کو ریزے ریزے دیکھتے۔

اس آیت کا مفہوم ہر وقت ذہن میں رکھے۔ حدیث میں ہے:

حدیث ۳۶۷: جو شخص (عالم یا قاری) قرآن پڑھے اور یہ سمجھے کہ خدا نے جو چیز مجھے عنایت کی ہے (یعنی قرآن اور اس کی تعلیم) دوسرے کو اس سے افضل چیز دی ہے، تو اس نے اس چیز کو حقیر سمجھا جس کو خدائے بزرگ و برتر نے بلند کیا۔

تین تصور

تیرھواں ادب: لاوت و قرأت کے وقت قاری کو چاہئے کہ تین تصورات میں سے کم سے کم ایک تصور کرے۔

تصور اول: گویا وہ خدا کے حضور میں بیٹھا پڑھ رہا ہے۔ اور جب یہ مقام اس کو حاصل ہو جائے،

تو پھر۔ **تصور دوم**..... گویا خدائے تعالیٰ اس سے خطاب کر رہا ہے۔ اور جب خدا اپنے کرم سے اسے ان دونوں تصوروں سے نواز دے، تو پھر نمبر تین پر یہ تصور کرے

جوترقی کی انتہاء ہے: **تصورسوم**......گویا قاری خدااوراس کی صفات اوراس کے افعال کو کلام میں دیکھ رہا ہے۔لیکن یہ مقام صدیقوں کے لئے مخصوص ہے۔اگر پہلے دونوں تصوروں میں سے کوئی بھی حاصل نہیں،تو وہ غافلوں میں داخل ہے۔اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں اس قال کوحال بنادے۔وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْغَافِلِيْنَ۔

۲۶۲/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)!پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

ختم قرآن اور جشن کا اہتمام

چودھواں ادب: بہتر یہ ہے کہ جس دن قرآن کریم ختم کرے اس دن اپنے گھر والوں،دوستواورعزیزوں کوجمع کرے۔سیدنا انس رضی اللہ عنہ جب قرآن کریم ختم کرتے،تواپنے اہل خانہ کوجمع فرماتے تھےاوردعا کرتے تھے۔حضرت امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ختم قرآن کے وقت رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ایک حدیث مرفوع میں ہے:

حدیث ۳۶۸: مَنْ خَتَمَ الْقُرْآنَ فَلَهُ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ۔ (جس نے قرآن کریم ختم کیااس کے لئے ایک مستجاب دعا ہے)۔**(الاتقان)**

حدیث ۳۶۹: ایک اورحدیث میں آتا ہے، جو قرآن پاک پڑھ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد کرے اور دود شریف پڑھ کر اپنے گناہوں کی معافی مانگے،تو خدا کی رحمت اس کوتلاش کرتی ہے۔

فائدہ: قرآن کریم کی تلاوت اتنی جلدی کرنا جس سے {یَعْلَمُوْنَ، تَعْلَمُوْنَ} کے علاوہ کچھ سمجھ میں نہ آئے۔یعنی حروف کی ادائیگی پوری طرح نہ ہوسکے،تو بہت سخت

برا ہے۔فی زمانہ حافظوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے کرم سے محفوظ فرمائے۔جو اس بیماری میں کثرت سے مبتلا ہیں۔چند لوگوں کا ایک وقت میں بلند آواز سے تلاوت کرنا منع ہے۔یا تو ایک پڑھے باقی سب سنیں۔یا پھر سب آہستہ آہستہ پڑھیں۔ختم اور قرآن خوانی کرنے والوں کو اس بات کا خاص خیال کرنا چاہئے۔لیکن مکتبوں اور مدرسوں میں جو بچے مل کر پڑھتے ہیں،اس میں ضرورت ہے۔ترتیب کے مطابق جگہ جگہ سے آیتوں کا پڑھنا جائز ہے۔جیسا کہ نیاز فاتحہ کے وقت ہوتا ہے۔

(الاتقان، الکلام الاوضح، اشرف التفاسیر)

۲۶۳/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو(بہنو)!پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

دل کا ادب

{وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً}

ترجمہ: اور(اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر و دعا میں) اپنے رب کو دل میں خشوع وخضوع کے ساتھ ڈرتے ہوئے یاد کرو۔(پ۹/الاعراف:۲۰۵)

رب کریم نے اس آیت مبارکہ میں اپنے بندوں کو ذکر و دعا کے وقت دو اہم چیزوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

(۱) ذکر ودعا دل سے ہو،صرف زبان سے نہیں۔جیسا کہ {فِيْ نَفْسِكَ} اس بات کی طرف اشارہ کررہا ہے۔

(۲) تذلل و عاجزی کے ساتھ،کہ بندہ اپنے آپ کو حقیر اور ذلیل وکمترین تصور کرے۔کیونکہ وہ اپنے قوی وغنی مولیٰ کی بارگاہ میں بھیک کے لئے ہاتھ پھیلائے

ہوئے ہے۔

(۳) ذکر و دعا میں خائف و ترساں بھی ہو۔ کہ کہیں میرا یہ ذکر اور میری یہ دعا میرے ناقص ہونے کی بنیاد پر قوی مولیٰ کی بارگاہ سے رد نہ کر دی جائے۔

فائدہ: بعض علما نے لفظ {خِيفَةً} سے تین خوفوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور ہر مسلمان کے دل میں یہ تین خوف ہونا بھی چاہئے۔

(۱) خوف سابقہ (۲) خوف لاحقہ و خاتمہ (۳) خوف تقصیر اعمال

خوف سابقہ: کی طرف خود اللہ کے حبیب ﷺ نے اپنے قول سے اشارہ فرمادیا:

حدیث ۳۷۰: جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

ترجمہ: قیامت تک جو بھی ہونے والا تھا، قلم قدرت وہ سب لکھ چکا۔

۲۶۴/ویں مجلس: پیارے اسلامی بھائیو (بہنو)! پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار ہدیہ درود پیش کیجئے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

جوانی میں خوف اور بڑھاپے میں امید

بندے کو ہر وقت اپنی عبادت، اپنی دعا اور اپنے ذکر میں زندگی بھر یہ خوف رہنا چاہئے۔ علماء فرماتے ہیں: زندگی میں بندہ اپنے مولیٰ سے خائف رہے اور آخر وقت میں اس سے بڑی امیدیں رکھے۔ اسی میں بہتری ہے۔

(۲) **خوف لاحقہ و خاتمہ:** بندہ اپنے برے انجام سے ہر وقت ڈرتا رہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات بہت بے نیاز ہے۔ اس کی بے نیازی کی طرف نظر کرتے ہوئے کاملوں اور معصوموں نے {تَوَفَّنَا مُسْلِمًا ۔ اَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِيْنَ} جیسے کلمات

مبارکہ سے دعائیں کیں۔

(۳)**خوف تقصیر اعمال:** اپنے اعمال کی کمی اور انکی کوتاہی ہر وقت ملحوظ نظر رہے۔ کیونکہ ہم ناقص ہیں، تو ہمارے اعمال بھی ناقص ہو سکتے ہیں۔ امام غزالی نے اپنی کتاب احیاء العلوم میں اس نکتے کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ نجات وہی پائیں گے، جو خائف وترساں ہیں۔ یعنی جو عالم بھی ہیں، عامل بھی ہیں، مخلص بھی۔ اور اپنے علم، اپنے عمل اور اپنے خلوص پر لرزاں ترساں ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔

کمال انسانیت

انسانی احوال واوصاف میں اس کی کامل ترین حالت یا وصف وہ ہے، جس میں انسان اپنے خالق اپنے مالک مولیٰ کی ربوبیت کی عزتوں وعظمتوں کے ساتھ ساتھ اپنے نفس کی عبودیت کی ذلتوں کو ظاہر کرے۔

قرآن کریم میں بندوں کو بار بار جو ذکر کی تلقین کی گئی ہے، اس میں نکتۂ اوّل کی طرف اشارہ ہے۔ کہ اس سے مولیٰ کی عزتیں اور عظمتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اور جو {تَضَرُّعًا وَّخِیۡفَۃً} قرآن کریم میں آیا ہے، اس سے بندے کی عاجزی اس کی کمزوری اور لاچاری کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ یہ دونوں نکتے جب بندہ اپنی عبادت، اپنے ذکر اور اپنی تلاوت میں ملحوظ رکھے گا، تو اس سے انانیت وتکبر اور غرور یکسر فنا ہو جائے گا۔ اور تذلل، تواضع اور عاجزی وانکساری حاصل ہوگی۔ یہی عبادت کا مقصد بھی ہے۔ اسی لئے علماء نے فرمایا ہے دعا عبادت کا نتیجہ ہے۔ (روح البیان)

مدت سے اپنی عبادت پہ ناز تھا

تمّ الکتاب بعون الوھاب

والحمدللہ رب الارباب